جامع القواعد
دستورِ جاری بہ اردو

دستور فارسی بہ اردو

دستور فارسی بر اردو

جامع القواعد

سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ ۔ لاہور

جامع القواعد

اردو

شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد

Muhammed . Ashraf 1st Year Village Pungali

Muhammed Ashraf first year Pungali

سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ ۔ لاہور

۱۹۵۶ء

بار اول ۱۹۵۷ء

ناشر سیکرٹری ، سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ ، لاہور

طابع ۱ - ولایت علی اینڈ سنز - لاہور

۲ - گلزار عالم پریس - لاہور

۳ - الائیڈ پریس - لاہور (محض سر ورق)

مندرجات

اشاریہ

صفحہ نمبر 178 پر مشہور سوال ہے

Jama-ul-Qawaid by

M.H. - Azad

اصطلاحات

تعارف

شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد انیسویں صدی کی تیسری دھائی میں دلی میں پیدا ہوئے۔ شعر گوئی اور فن عروض استاد ذوق سے سیکھا اور قدیم دلی کالج میں تعلیم پائی - ۱۸۵۷ء میں دلی چھوڑی اور سرگرداں پھرتے رہے - ۱۸۶۴ء میں لاہور پہنچے اور محکمۂ تعلیم میں ملازمت کر لی - رفتہ رفتہ ترقی کرتے گورنمنٹ کالج لاہور میں عربی اور فارسی کے پروفیسر ہو گئے - ۱۸۷۴ء میں انجمن پنجاب کی سر پرستی میں ایک ایسے مشاعرے کی بنیاد رکھی جس میں نیچرل نظمیں پڑھی جاتی تھیں - غرض یہ تھی کہ اردو شاعری کی مبالغہ آمیز اور پر تصنع روش بدلی جائے - آپ دو بار ایران بھی گئے - آخر عمر میں اپنی عزیز بیٹی کی بے وقت موت پر قوائے دماغی معطل ہوگئے تھے - ۲۲ جنوری ۱۹۱۰ء کو آپ نے انتقال فرمایا -

آزاد کا شمار اردو کے عظیم ترین انشا پردازوں میں ہوتا ہے - ان کی عبارت میں بھاشا کی سادگی ، انگریزی کی صاف گوئی اور فارسی کی خوبصورتی کا امتزاج ہے - تصنعات اور تکلفات سے عاری ہے مگر لطیف استعارات اور تشبیہات سے اس کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے -

آزاد کی حسب ذیل تصانیف ہیں : فارسی ریڈریں (۲ حصے) - قدیم اردو ریڈریں (۳ حصے) - اردو کا قاعدہ - قواعد اردو - قصص ہند - نئی اردو ریڈریں (۳ حصے) - آب حیات - نیرنگ خیال - سخندان فارس - قند پارسی - نصیحت کا کرن پھول - دیوان ذوق - نظم آزاد - دربار اکبری - نگارستان فارس - سپاک و نماک - جانورستان اور جامع القواعد جو پیش نظر ہے !

حروف تہجی یا حروف ہجا

جن حرفوں سے کوئی زبان مرکب ہوتی ہے وہ اُس کے حروف تہجی یا حروف ہجا کہلاتے ہیں ۔

فارسی کے حروف تہجی اصل میں چوبیس ہیں ۔ ا ۔ ب ۔ پ ۔ ت ۔ ج ۔ چ ۔ خ ۔ د ۔ ذ ۔ ر ۔ ز ۔ ژ ۔ س ۔ ش ۔ غ ۔ ف ۔ ک ۔ گ ۔ ل ۔ م ۔ ن ۔ و ۔ ہ ۔ ی ۔

حروف مختصۂ عربی یا تازی

بعض حرف ایسے ہیں کہ ایک زبان میں آتے ہیں ، دوسری زبان میں نہیں آتے ۔ بعض ایسے ہیں کہ اس میں آتے ہیں ، اُس میں نہیں آتے ۔ چنانچہ ث ۔ ح ۔ ص ۔ ض ۔ ط ۔ ظ ۔ ع ۔ ق ۔ یہ آٹھ حرف عربی کے ہیں ۔ مگر اب فارسی ا ۔ ب ۔ ت میں ملے جلے پڑھے جاتے ہیں ۔ ان آٹھوں کو حروف مختصۂ عربی یا تازی کہتے ہیں ۔

حروف مختصۂ فارسی

پ ۔ چ ۔ ژ ۔ گ ۔ حروف مختصۂ فارسی ہیں ۔ عربی میں نہیں آتے ۔ ث ۔ ح ۔ ذ ۔ ص ۔ ع ۔ ف ۔ ترکی میں نہیں آتے ۔

قواعد کی کتابوں میں سب لکھتے ہیں کہ یہ حرف خاص فارسی کے ہیں ۔ فلاں فلاں حرف خاص عربی کے ہیں ۔ یہ حرف ترکی میں نہیں آتے ۔ وہ ہندی میں نہیں آتے ۔ یہ نہ سمجھنا کہ یہ ممانعت کسی بادشاہ کے قانون کی ہے یا کوئی حاکم شریعت فتوے لگا گیا ہے ۔ بات فقط اتنی ہے کہ تم دیکھتے ہو سر زمین کی تاثیر اور آب و ہوا کے اثر سے ہر ملک کے آدمیوں کے ڈیل ڈول ، صورت شکل ، حرکات

سکنات الگ الگ ھیں - اسی طرح آن کی زبان و دھان کی حرکت اور
گلے کی ساخت بھی الگ ھے - تم جانتے ھو حروف کیا چیز ھیں ؟ زبان
و دھان کی حرکت اور گلے کے پھیلنے اور سمٹنے سے آواز میں جو فرق
پیدا ھوتے ھیں ، وھی حرف ھیں - سر زمین کی تاثیر سے بعض ملک کے
لوگوں کی زبان و دھان کی حرکت اور گلے کی ساخت ایسی واقع ھوتی
ھے کہ آن میں مثلاً ض - ع - ق - ط وغیرہ کی آواز نہیں ھوتی -
بعض میں ژ - گ - پ - چ کی آواز نہیں - کسی میں ڈ - ڑ - ٹ - ڈھ -
ڑاں وغیرہ کی آواز نہیں - اور نکلتی ھے تو تکلف سے نکلتی ھے - اسی کو
لوگوں نے کہا کہ عرب کی زبان میں فلاں فلاں حرف نہیں ھیں اور
فارس کی زبان میں فلاں فلاں حرف نہیں ھیں وغیرہ وغیرہ -

فارس کی سلطنت بڑی قدیمی اور نہایت با اصول تھی - اس میں
سب قسم کے علوم و فنون تھے - یونان ، ہند اور روما کی طرح وہ بھی
ایجاد علوم و فنون کا حق رکھتی تھی - اس کے حروف تہجی الگ تھے ،
اور اب بھی موجود ھیں - جو آوازیں اور تلفظ کہ آن کے بولنے میں
ھیں ، لکھنے میں سب کے لئے الگ الگ حروف خاص تھے - اھل اسلام
نے جب فارس میں آکر فارسی زبان کو لیا تو آن کے حروف چھوڑ
دئے ، اپنے حرفوں میں لکھنے لگے - فاضل عرب جو پہلے پہل ایک
ایرانی کی گفتگو لکھنے بیٹھا ھوگا تو دیکھا ھوگا کہ ض کی آواز
بالکل کان میں نہیں آتی - اسی طرح ط - ظ - ع - ق کی آواز بھی کسی
لفظ میں نہیں آتی صفحے کے صفحے لکھے گئے آن میں یہ حروف
نہ آئے اسی کو کہا گیا کہ یہ آٹھ حرف فارسی میں نہیں آتے -
پس معلوم ھوا کہ آس نہ آنے کی ممانعت کسی قانون نے نہیں کی
تھی بلکہ فارس والوں کی زبان و دھان کچھ ایسی واقع ھوئی کہ
بولنے میں یہ آوازیں نہ نکالتے تھے - اسی کو لوگ کہتے ھیں کہ
فارسی میں ض - ع - ق وغیرہ حروف نہیں - اسی لکھنے میں فاضل
مذکور کو ایک آواز آئی کہ ب کی آواز تو نہیں تھی مگر آس کے

قریب قریب تھی - اسی واسطے عربی میں اس کے لئے کوئی حرف بھی
مقرر نہ کیا گیا تھا - ھاں فارس والوں نے اپنے ھاں آس کے لئے الگ
صورت مقرر کر رکھی تھی - انھوں نے اس آواز کے لئے اپنے ھاں ب
کے تلے دو نقطے اور دئے اور نیا حرف پیدا کر لیا - پھر ایک اور نئی
آواز آئی کہ ج کی نہ تھی ، مگر آس کے ذرا قریب تھی - اس کے لئے
ج میں تین نقطے کر کے چ کر لیا - اسی طرح ژ - گ - بات تو فقط
وھی تھی کہ عرب والوں کی زبان و دھان ایسی واقع ھوئی تھی
کہ آن کی زبان کی حرکت بولنے میں یہ آوازیں نہ نکالتی تھی - اس
واسطے لکھنے میں ان آوازوں کے لئے صورتیں بھی نہ تھیں - اسی کو
لوگ کہتے ھیں - کہ پ - چ - ژ - گ عربی میں نہیں آتے -

حروف شمسی

ت - ث - د - ذ - ر - ز - س - ش - ص - ض - ط - ظ - ل - ن - جس
لفظ کے سرے پر ان چودہ حرفوں میں سے کوئی حرف ھوتا ھے ، آس پر
اتفاقاً ترکیب عبارت میں ال عربی کا آتا ھے تو لام پڑھنے میں نہیں آتا -
اول کا حرف مشدد ھو جاتا ھے - مثلاً

اَلتَّارِیخُ - اَلثَّانِیْ - اَلدَّاخِلُ - اَلذِّکْرُ - اَلرَّابِعُ - اَلزِّیَادَۃُ -
اَلسَّلَامَۃُ - اَلشَّرْطُ - اَلصَّاحِبُ - اَلضَّلَالَۃُ - اَلطَّبِیبُ - اَلظَّاھِرُ -
اَللَّھْوُ - اَلنَّحْوُ -

حروف قمری

ا - ب - ج - خ - ع - غ - ف - ق - ک - م - و - ہ - ی - ان
حرفوں پر ال آتا ھے تو وہ بھی پڑھا جاتا ھے - اور یہ بھی پڑھے
جاتے ھیں - ان دو قسموں کی وجہ تسمیہ یہ ھے کہ جس طرح ستارے ،
شمس یعنی سورج کے ساتھ نمودار نہیں ھوتے - اور قمر یعنی چاند کے ساتھ

ہوتے ہیں - اسی طرح ال تعریف حروف شمسی کے ساتھ تلفظ میں نہیں آتا - اور حروف قمری کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے -

الف ممدودہ

جو مد کے ساتھ یعنی کھچ کر پڑھا جائے - اور یہ حقیقت میں ء اور ا مدہ مل کر بنتا ہے - جیسے آفتاب - آتش - عربی کی اصطلاح میں جہاں پہلے الف مدہ ساکن اور بعد اس کے ء ہو ، اسے الف ممدودہ کہتے ہیں - جیسے صحراء -

الف مقصورہ

جو کھچ کر نہ پڑھا جائے - جیسے اگر اور است میں - عربی کی اصطلاح میں جو الف ساکن کلمے کے بیچ میں یا آخر میں آئے ، اسے الف مقصورہ کہتے ہیں - جیسے موسیٰ - عیسیٰ اور ما -

حروف متشابہ

جو حرف آپس میں ایک صورت کے ہوں ، جیسے با - پا - تا - ثا - حا - خا - ص - ض وغیرہ - ان میں نقطوں کے ہونے یا نہ ہونے سے فرق ظاہر ہوتا ہے -

معجمہ یا منقوطہ

نقطہ دار حرف جس کی صورت کا ایک بے نقطہ حرف بھی ہو ، اس واسطے معجمہ یا منقوطہ کی قید لگا دیتے ہیں کہ دوسرے حرف کا شبہ نہ رہے -

مہملہ یا غیر منقوطہ

بے نقطہ حرف کہ اسی کی صورت کا ایک نقطہ دار حرف بھی ہو ، اسی شبہ کے رفع کرنے کو یہ قید لگادیتے ہیں - جیسے ح خ - ر ز

میں خ اور ز کو معجمہ یا منقوطہ کہینگے - اور ح اور ر کو مہملہ یا غیر منقوطہ -

ب - بائے موحدہ - یعنی ایک نقطے والی - یہ اس لئے کہتے ہیں کہ پ - ت - ث وغیرہ اس کے ہم صورت حرف کا شبہ نہ پڑے - دیکھو ن میں بھی ایک نقطہ ہے مگر اس میں یہ شبہ نہیں ہو سکتا - اس لئے ن پر کوئی قید نہیں لگاتے -

پ - بائے فارسی -

ت - تائے مثناۃ فوقانی - کیونکہ اس میں دو نقطے اوپر ہیں - دیکھو ق میں بھی دو نقطے ہیں - مگر اس کے بیان صورت میں کسی اور حرف سے شبہ نہیں پڑ سکتا اس لئے اس میں قید نہیں لگائی - اور ت کو تائے قرشت بھی کہتے ہیں -

ث - ثائے مثلثہ - کیونکہ اس میں تین نقطے ہیں -

ج - جیم تازی یا عربی -

چ - جیم فارسی -

ح - حائے حطی - وہ ح ہے جو لفظ حطی میں آتی ہے -

ر - رائے مہملہ -

ز - زائے معجمہ یا زائے عربی -

ژ - زائے فارسی -

ک - کاف عربی -

گ - کاف فارسی -

ہ - ہائے ہوز - وہ ہ ہے جو لفظ ہوز میں آتی ہے -

ی - یائے مثناۃ تحتانی - کیونکہ دو نقطے نیچے ہیں -

اعراب یا حرکات سکنات

تم جانتے ہو کہ جس طرح لفظ لفظ مل کر عبارت بنتی ہے ، اسی طرح حرف حرف مل کر لفظ بنتے ہیں - لیکن حرف سے حرف بغیر کسی حرکت کے نہیں مل سکتا - اس کی کئی قسمیں ہیں -

فتحہ - یعنی زبر - جیسے کرد میں کاف مفتوح یعنی زبر والا ہے - اس کے کھینچنے سے الف پیدا ہو جاتا ہے -

کسرہ - یعنی زیر - جیسے مہر میں میم مکسور یعنی زیر والا ہے - اس کے کھینچنے سے ی پیدا ہو سکتی ہے -

ضمہ - یعنی پیش جیسے گل میں کاف فارسی مضموم یعنی پیش والا ہے - اس کے کھینچنے سے واؤ پیدا ہو جاتی ہے -

متحرک - جس پر ان تینوں حرکتوں میں سے کوئی حرکت ہو -

حروف مدہ - و - ا - ی کے ماقبل پر جب ان کے موافق حرکت ہو - تو حروف مدہ کہلاتے ہیں -

سکون - حرف پر حرکت نہ ہونے کو سکون کہتے ہیں - یہی جزم ہے -

ساکن یا زدہ - جس حرف پر کوئی حرکت نہ ہو - اور اس سے پہلا حرف اپنی حرکت کے ساتھ اس سے ملتا ہو -

وقف - ایک ساکن کے بعد دوسرے غیر متحرک حرف کا واقع ہونا - جیسے کرد - زرد - بید - بود وغیرہ میں آخر کا حرف اور راستی میں س اور دوست میں س و ت دونوں موقوف ہیں -

تشدید - جو حرف کسی لفظ میں پہلے ساکن ہو - اور پھر وہی متحرک ہو کر پڑھا جائے - تو اس حالت کو تشدید کہتے ہیں -

مشدد - وہ حرف کہ جس پر تشدید ہو - جیسے کلہ و پلہ میں لام اور خرم و فرخ میں رائے مشدد ہے -

تنوین - بولنے میں لفظ کے آخر میں ایک نون ساکن معلوم ہوتا ہے اور لکھنے میں دو زبریں یا دو زیریں یا دو پیشیں کر دیتے ہیں - مگر یہ حرکت فارسی زبان کی نہیں - عربی کی ترکیب کا کوئی لفظ فارسی عبارت میں آ جاتا ہے - جیسے مشارٌ الیہ - فوراً - نسلاً بعد نسلٍ -

مگر آخر میں ہ ہو - تو الف نہ لکھینگے - مثلاً تذکرۃً - دفعۃً - جہاں ۃ نہ ہو ، وہاں فتح تنوینی میں الف بڑھا دیتے ہیں -

منوّن - جس لفظ پر تنوین ہو -

نون غنہ - نون ساکن ہے کہ ناک میں سے آواز دیتا ہے اور حرف مدہ کے بعد آتا ہے - مثلاً چوں - چناں - چنیں میں - اور بعضوں نے جنگ و رنگ کے نون کو بھی نون غنہ سمجھا ہے - کیونکہ اس کی آواز بھی ناک میں سے نکلتی ہے -

واو معروف - جس واؤ سے پہلے ضمۂ خالص ہو اور خوب ظاہر پڑھا جائے - جیسے دور - نور -

واو مجہول - جس سے پہلے ضمۂ خالص نہ ہو - جیسے کور - شور - یہ آواز عربی زبان میں نہیں - اب اہل زبان واو مجہول کے لئے بھی واو معروف ہی کی آواز نکالتے ہیں -

واو معدولہ - لکھا جاتا ہے ، پڑھا نہیں جاتا - جیسے خوش ، خود ، خور میں - پڑھنے میں آدھی زبر آدھی پیش پڑھی جاتی ہے - اسی واسطے خوش کا قافیہ جش - خود کا قافیہ بد - خور کا زر آتا ہے - اس وقت اس کو واو اشمام کہتے ہیں - اور یہ آواز عربی میں بھی ہے -

واو زائدہ - جیسے چو - تو - میں کہ فقط ضمہ کی آواز دیتا ہے - یہ واو عربی زبان میں نہیں (دیکھو بیان واو) -

ہاے ملفوظی - جو تلفظ میں کھل کر پڑھی جائے - مثلاً راہ - ماہ - کوہ - انبوہ - زرہ - گرہ میں -

ہاے مختفی - جو فقط حرف ماقبل پر زبر معلوم ہوتی ہے - مثلاً پروانہ - دیوانہ میں - یہ ہ عربی میں نہیں ہے یہی ہ ہے کہ اضافت اور صفت کی حالت میں ء ہو جاتی ہے -

یاے معروف - جس ی سے پہلے کسرۂ خالص ہو اور خوب ظاہر پڑھی جاوے - جیسے عید - دید میں -

یاے مجہول - جس سے پہلے کسرۂ خالص نہ ہو اور خوب ظاہر نہ پڑھی جاوے - جیسے دلیر - دیر میں - اہل زبان اس ی کو بھی معروف ہی بولتے ہیں -

ماقبل - (پہلا) لفظ کے لکھنے میں جو حرف کسی حرف کی دائیں طرف پڑے وہ ماقبل ہے - جیسے رب میں ر ماقبل ب کے ہے -

مابعد - (پچھلا) لفظ کے لکھنے میں جو حرف کسی حرف سے بائیں طرف پڑے وہ مابعد ہے - جیسے شب میں ب کہ شین کے بعد ہے -

تازی یا عربی - جو حرف زبان فارسی میں نہ آئے - جیسے ث - ص - ض وغیرہ -

فارسی - جو حرف زبان عربی میں نہ آئے - مثلاً ژ - گ وغیرہ -

حذف - کسی لفظ یا حرف کے گرا دینے کو کہتے ہیں - مثلاً نشیب سے شیب اور ہنوز سے نوز اور دیجور سے دے -

محذوف - جس لفظ یا حرف کو گرا دیتے ہیں وہ محذوف ہے -

ترخیم - کسی حرف کا آخر سے گرانا - مثلاً بادشاہ سے بادشا - اور دختر سے دخت - اور گوزن سے گوز - اور غشی سے غش - اور بعضوں نے مطلق حذف کو ترخیم سمجھا ہے -

مرخم - جس لفظ میں ترخیم واقع ہو -

ملفوظ - جو لفظ یا حرف بولنے یا پڑھنے میں آئے - وہ ملفوظ ہے - طاؤس - کاؤس میں ء ملفوظی ہے -

غیر ملفوظ - جو لفظ فقط لکھنے میں آئے اور بولنے پڑھنے میں نہ آئے ، اُسے غیر ملفوظ کہتے ہیں - جیسے خوش کا واؤ -

تخفیف - حرف کے کم اور ہلکا کرنے کو کہتے ہیں - مثلاً جادہ عربی میں بہ تشدید ہے - اور فارسی میں جادہ بوزن سادہ استعمال کرتے ہیں - اور قدّ زیبا کو قد زیبا اور خاصیت کو خاصیت بوزن ناحیت اور عوامّ الناس کو عوام الناس -

اشتقاق - اصل لفظ سے اور صیغے نکالنے کو کہتے ہیں - مثلاً کردن سے کرد - کند - کن وغیرہ بنانا -

مشتق - جن صیغوں کو کسی اصل لفظ سے نکالا ہو ، وہ مشتق ہیں -

قیاسی - وہ لفظ یا صیغہ ہے جو قاعدۂ کلیہ کے بموجب ہو -

سماعی - جو قاعدے کے بموجب نہ ہو ، بلکہ اہل زبان سے سن کر محاورے میں جاری ہو -

نقل - مابعد حرف کی حرکت ما قبل کو دینی - مثلاً زید مرد است بولتے ہیں - الف کی زبر دال کو دے دیتے ہیں - یا گُل ستاں سے گُلستاں - نے ستاں سے نیستاں -

تحریک - ساکن کو متحرک کرنا - مثلاً برسات ہندی لفظ ہے - جب یہ لفظ فارسی زبان میں گیا تو ر کو متحرک کر کے بَرَسات کہنے لگے - پہن پہن بھی کہتے ہیں (چوڑا) -

قلب - اصل لفظ کے حرفوں کی ترتیب کو بدل ڈالنا - جیسے دروزیہ سے دریوزہ کر لیا - یا پلارک کو پرالک - چشم کو چمش - یا چشمہ کو چمشہ اور شبانگاہ کو شباہنگ - اور ہوشیار کو ہشیوار کر لیتے ہیں -

صرف

ابدال - ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل ڈالنا - مثلاً غالیچہ سے قالیچہ -

اشباع - لغت میں اس کے معنی پیٹ بھر کر کھلانا ھے - اصطلاح میں حرکت کو اتنا کھینچنا کہ ضمہ سے واو - فتحہ سے الف - کسرہ سے یاء بن جائے - مثلاً آفتادن سے اوفتادن - اچار ، آچار - استادن ، ایستادن - یہ صورت اکثر نظم میں واقع ھوتی ھے -

اماله - لغت میں اس کے معنی ھیں جھکانا - اصطلاح میں الف کو یاے مجہول پڑھنا - مثلاً رکاب ، رکیب - عتاب ، عتیب - ارمان ، ایرمان - آزار ، آزیر - آباد ، آبید - یہ ضرورت بھی کبھی کبھی نظم میں ھوتی ھے -

مقدر - وہ ھے جو عبارت میں نہ ھو ، مگر اس کے معنی لئے جائیں - جیسے ابتدا مے کنم مقدر ھے ع بنام جہاندار جان آفریں ، میں -

ادغام - دو ھم جنس یا ھم مخرج حرفوں کو ایک کر کے مشدد لکھنا پڑھنا - مثلاً شب بو کو شبّو - شب پر کو شپّر

تعریب - فارسی یا کسی غیر زبان کے لفظ کو عربی بنا لینا - جیسے پیل کو فیل اور نازک سے نزاکت اور زیب سے مزیب بنا لیتے ھیں -

تفریس - غیر زبان کے لفظ کو فارسی بنا لینا - مثلاً جھکّڑ کو جکر کہتے ھیں - طلب کو طلبیدن کر کے اس سے ھر طرح کے صیغے نکالتے ھیں - ٹیلیگراف کو تلگراف کہتے ھیں -

مترادف - دو لفظ جو ھم معنی ھوں - مثلاً دُرد اور لاے (تلچھٹ) -

مشترک - ایک لفظ جو دو یا زیادہ معنوں میں آئے - مثلاً دام جال کو بھی اور چارپائے کو بھی کہتے ھیں -

صرف لغت میں بدلنے اور ھیر پھیر کرنے کو کہتے ھیں ۔ خیال کرو کہ اس علم میں حروف و حرکات کے ادل بدل سے کیسے جدا جدا لفظ اور ان سے جدا جدا معنی نکل آتے ھیں ۔ اس لئے اس کا نام علم صرف رکھا ۔ فائدہ اس کا یہ ھے کہ صحیح لفظ نکالنے آ جائیں ۔

کلمہ
اور
اس کی قسمیں

کلمہ ۔ تمہاری باتوں کا ھر ایک لفظ ھے ، جس سے اکیلے معنی سمجھے جائیں ۔ یاد رکھنا لفظ عام ھے با معنی ھو یا بے معنی ۔ دیکھو لو جسق مسق کے معنی کچھ نہیں ھیں پھر بھی لفظ ھیں ۔ لیکن جو کلمہ ھوگا با معنی ھی ھوگا ۔

کلمہ ۔ اگر اکیلا اپنے معنی دے اور کوئی زمانہ اس میں نہ پایا جاتا ھو ، تو اسم ھے ۔ مثلاً خاک ۔ آب ۔ لغت میں اسم کے معنی ھیں بلندی ۔ یہ باقی قسموں میں عالی رتبہ رکھتا ھے ۔ اس لئے اسم نام پایا ۔ تم دیکھو گے مبتدا ، خبر ، فاعل ، مفعول ، مضاف ، مضاف الیہ ، صفت ، موصوف وغیرہ ھوکر بہت کچھ کام دے سکتا ھے ۔ خصوصاً مسند الیہ کہ اسم ھی ھوتا ھے نہ فعل نہ حرف ۔ اگر زمانہ بھی پایا جائے تو فعل ھے ۔ مثلاً کرد ، مے کند ، خواھد کرد ، فعل کے معنی لغت میں ھیں کام ۔ چونکہ دیکھنا ، کھانا ، پھنا ، جانا ، آنا وغیرہ ھر ایک کے فعل میں کام کا ھونا پایا جاتا ھے ۔ اور فعل ھر کام کے لئے عام ھے ، اس لئے کلمے کی اس قسم کا یہی نام رکھ دیا ۔

اگر آپ اکیلا کچھ معنی نہ دے سکے تو حرف ھے ۔ مثلاً از ، تا وغیرہ ۔ کبھی کہتے ھو ۔ از خانہ تا بازار رفتم ۔ کبھی کہتے ھو ۔ از شام تا صبح بیدار ماندم ۔ دیکھو ۔ از کے معنی سے اور تا کے معنی تک ھیں ۔ مگر اکیلا ھو تو نہ ابتدا ھے نہ انتہا ۔ جب از خانہ

یا شام کے ساتھ ملا اور تا بازار یا صبح کے ساتھ ملا تو ابتدا انتہا سمجھ میں آئی - حرف کے معنی لغت میں ہیں کنارہ - چونکہ یہ نہ مسند ہے نہ مسند الیہ بلکہ دونوں سے در کنار ہے اس لئے حرف نام پایا -

سوال کے جواب میں اسم یا فعل اکیلا بھی خاطر جمع کر سکتا ہے - حرف کچھ بھی نہیں - مثلاً کوئی پوچھے - ایں کہ نوشتہ است ؟ (جواب) احمد - پوچھنے والے کی خاطر جمع ہوگئی - یا کوئی پوچھے - احمد چہ مے کند ؟ (ج) مے نویسد یا مے خواند یا نشستہ است - پوچھنے والے کو اطمینان ہوگیا - از ، در ، بر ، اگر ، چوں ، چناں وغیرہ حروف میں سے کوئی جواب کا حق ادا نہیں کر سکتا - البتہ خاص موقع پر اکیلا حرف بھی جواب ہو سکتا ہے - مثلاً تم پوچھو - احمد! مگر شیراز رفتہ بودی ؟ بعد مدت دیدیم ترا - وہ جواب میں کہتا ہے - بلے یا نے - سبب اس کا یہ ہے کہ ایک پورا جملہ محذوف ہے - یعنی شیراز رفتہ بودم یا شیراز نرفتہ بودم -

۱ - اسم

اسم کی تین قسمیں ہیں : جامد - مشتق - مصدر -

جامد

جو نہ کسی کلمے سے نکلا ہو اور نہ کوئی کلمہ اس سے نکلے - جیسے مرد ، اسپ ، شہر ، دشت وغیرہ -

مشتق

جو کسی اور سے نکلا ہو - چنانچہ اسم فاعل و اسم مفعول وغیرہ اور تمام افعال مشتق ہیں -

مصدر

یورپ کے محقق کہتے ہیں کہ مصدر فعل ہے - کیونکہ وقوع فعل اس میں ظاہر ہے - اور وہ فاعل و مفعول وغیرہ میں فعل کا سا عمل کرتا ہے - اہل ایشیا کہتے ہیں کہ اگر فعل ہے تو زمانہ کہاں ہے ؟ اس کے علاوہ ہر مصدر مبتدا ہو جاتا ہے ، خبر ہو جاتا ہے ، فاعل ہوتا ہے ، مفعول ہوتا ہے ، مضاف ہوتا ہے ، مضاف الیہ ہوتا ہے ، صفت ہوتا ہے ، موصوف ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ - سب باتیں اسم کی ہیں تو اسم کیوں نہیں کہتے ؟ عرب کے صرفی مصدر کو اشتقاق کی اصل مانتے ہیں یعنی جائے صدور افعال - مگر انہی میں بعض نے کہا کہ ماضی اصل ہے اور مصدر بمعنئے مصدور ہے - جیسے مرکب بمعنئے مرکوب - اور سب صیغے ماضی سے نکلے ہیں - مصدر کا

صدور بھی اسی سے ہے - فارسی کے حاصل بالمصدر کے بیان میں
دیکھو گے کہ ماضی میں مصدری معنی بھی ہیں - مثلاً خرید یا فروخت -
عجب نہیں کہ جب ماضی کو ان معنوں میں بولتے ہونگے تو اظہار
فرق کے لئے ایک ن بڑھا دیتے ہونگے (باب الحروف میں ن کے بیان
میں دیکھو کہ زائد بھی آتا ہے) - رفتہ رفتہ ن اصلی ہوگیا اور ماضی
کے صیغے افعال مشہور ہوگئے -

حال کے اہل تحقیق کہتے ہیں کہ فارسی زبان میں امر اصل
ہے - چنانچہ دیکھ لو - اس سے مضارع ، حال ، نہی ، اسم فاعل وغیرہ
کتنے صیغے نکلتے ہیں - مثلاً بنویس ، نویسد ، مے نویسد ، منویس ،
نویسندہ ، اور متعدی نویسانیدن اور اس کے مشتقات وغیرہ بنتے ہیں -
مگر پھر مشکل یہ ہے کہ نوشتن مصدر سے ، خواہ نوشت ماضی سے بھی ، ہر
قسم کی ماضی اور مفعول وغیرہ نکلتے ہیں - لطف یہ ہے کہ اکثر
بلکہ کل مصدروں میں جہاں ماضی سے مضارع میں اختلاف ہے ، اگر اس
کا مصدر مضارع لیں تو متقدمین کے کلام میں کہیں نہ کہیں اس سے
بھی ماضی مشتق ہو کر استعمال میں آئی ہے - مثلاً

مصدر	مضارع	مصدر	ماضی
داشتن	دارد	اس سے داریدن	اس کی دارید بھی آئی ہے .
آراستن	آراید	,, آرائیدن	,, آرائید ,,
خواستن	خواہد	,, خواہیدن	,, خواہید ,,
توانستن	تواند	,, توانیدن	,, توانید ,,

دل گواہی دیتا ہے کہ ابتدا میں ضرور ماضی و مضارع متفق تھے -
اور امر اصل تھا - مگر نہیں معلوم کہ کب اور کیونکر یہ اختلاف
پڑا - یہ بھی نہیں معلوم ، کہ ماضی اپنی اصل پر ہے ، مضارع بدلا
ہے - یا شاید بالعکس ہو - غرض کہ ماضی و مضارع کا اختلاف صدہا
سال سے زیادہ کا ہے - رفع ہونا تو ناممکن - اور اشتقاق صیغوں کا بھی

رہتا ہے - خواہ ماضی و مصدر کو اصل سمجھیں ، خواہ امر کو -
لیکن چونکہ اب عربی و فارسی کے عالموں نے مصدر کو اصل اور سب
کو اس سے مشتق مانا ہوا ہے - اس لئے ہم بھی مصدر ہی کو اصل
رکھ کر باب الصرف شروع کرتے ہیں -

سب کے دماغوں میں ماضی کی اصلیت کا خیال جم گیا - اب مبتدی
کی آسانی اسی میں ہوگی - اور ظاہر ہے کہ سہولت کے لئے اگر اصلیت
کے رستے سے چند قدم الگ بھی ہو جائیں تو قباحت نہیں - منزل دونوں
کی ایک ہی ہے -

جس کلمے کے معنوں میں کام کرنا یا واقع ہونا نکلے اور آخر
میں ن اور اس سے پہلے دال یا ت مفتوح ہو ، اسے مصدر کہتے ہیں -
جیسے کردن ، دیدن ، رفتن ، گفتن وغیرہ - دیکھو - گردن اور کرگدن
(گینڈا) اور آبستن (حاملہ عورت) وغیرہ میں اگرچہ آخر میں حروف
مذکور ہیں مگر معنوں میں وقوع فعل یعنی کام کرنے اور اس کے
واقع ہونے کے معنی نہیں - اس لئے مصدر نہ کہینگے - اس کی پہچان یہ
بھی ہے کہ ترجمہ اردو میں کریں تو معنوں کے آخر میں نا ہو -
جیسے آمدن (آنا) ، رفتن (جانا) ، خوردن (کھانا) وغیرہ - تم نے خیال
کیا کہ کرگدن وغیرہ لفظوں کے معنوں میں نا بھی آخر میں نہیں -

مصدر کی ایک پہچان یہ بھی ہو سکتی ہے کہ علامت مصدر
گرانے سے ماضی کا صیغہ رہ جائے - مثلاً آمدن - رفتن سے آمد - رفت - مگر
ان تینوں لفظوں میں ن کو حذف کرو تو ماضی نہیں رہتی - کچھ اور
ہی ہو جاتا ہے -

لازم

جو فعل کہ فاعل ہی پر تمام ہو جائے اور مفعول کو نہ چاہے ،
وہ لازم ہے - مثلاً احمد آمد یا نشست یا استاد یا رفت - دیکھو -

ان چاروں میں فعل اپنے فاعل ہی پر تمام ہو جاتے ھیں - مفعول کے سننے کا انتظار نہیں رھتا - لفظ لازمی جو مشھور ھے ، وہ غلط ھے -

متعدی

جس میں مفعول کے سننے کا انتظار رھتا ھے - مثلاً کوئی کہے کہ احمد کُشت - طبیعت پریشان ھوتی ھے کہ کسے مار ڈالا ؟ جب وہ کہتا ھے کہ مار را کشت - تب خاطر جمع ھوتی ھے - ایک پہچان اس کی یہ بھی ھے کہ اردو میں ترجمہ کریں تو فعل لازم کے ساتھ نے نہیں آتا - اور متعدی کے بعد نے ضرور آتا ھے[1]-

فعل متعدی کی قسمیں

متعدی کی تین قسمیں ھیں :

۱- جس کو واضع نے متعدی ھی وضع کیا ھو - مثلاً خوردن ، بردن وغیرہ -

۲- پہلے لازم تھا - پھر بموجب قاعدے کے متعدی بنا لیا - مثلاً ترسیدن ، ترسانیدن ، خوابیدن ، خوابانیدن ، دویدن ، دوانیدن -

۳- اصل میں ایک مفعول کو چاھتا تھا - کچھ تصرف کرنے سے دو مفعولوں کو چاھنے لگا - مثلاً احمد شیر خورد - اور من او را شیر خوراندم - من فاعل ھے ، اور احمد اور شیر دونوں مفعول ھیں - اسی طرح دادن ، دھانیدن -

بعض مصدر لازم اور متعدی دونوں آتے ھیں - مثلاً کشادن (کھلنا ، کھولنا) ، ریختن (گرنا ، گرانا) ، آموختن (سیکھنا ، سکھانا) ، سوختن (جلنا ، جلانا) ، افروختن (روشن ھونا ، روشن کرنا) -

1- یاد رکھنا آوردن - بردن - ربودن اس قاعدے سے مستثنیٰ ھیں -

مصدر مرکب

کبھی مصدر کے ساتھ ایک اسم جامد کو ترکیب دیتے ھیں اور اس سے فعل مشتق کرتے ھیں - مثلاً گوش کردن (سننا) ، نظر کردن (دیکھنا) ، تشنہ شدن ، سیر کردن اور گام زدن وغیرہ وغیرہ - کبھی اس ترکیب سے اصطلاحی معنی پیدا کرتے ھیں - مثلا تن زدن (چپ رھنا) ، در افتادن (لڑنا ، جھگڑنا) ، در پوستیں افتادن (عیب چینی کرنا) ، قطرہ زدن (جلدی چلنا) ، بر کردن (روشن کرنا) ، سر دادن (چھوڑنا) -

اھل زباں نے اپنی زباں آوری کی ترنگ میں ھزاروں مصدر ایسے تراشے ھیں - اور ان سے فعل نکال کر زبان کو شگفتہ کیا ھے - لیکن اس تراش میں اسم یا حرف کو اسی طرح رھنے دیتے ھیں اور جو تصرف کرنا ھو مصدر میں کر لیتے ھیں - مثلا سخنم گوش کرد - گوش کردند - سخنم گوش نمے کند - یک سخن از من گوش کن وغیرہ -

کبھی حاصل بالمصدر کو مصدر سے ترکیب دے کر مصدر بنا لیتے ھیں - جیسے شگاف دادن ، تراش دادن ، شکست دادن - بعض عربی لفظوں کو لے کر فارسی کی طرح مصدر بنا لئے ھیں - اور ان سے فعل مشتق کئے ھیں - مثلا فھمیدن ، رقصیدن ، طلبیدن وغیرہ - یہ مصادر جعلی کہلاتے ھیں -

بعض مصدروں سے خاص خاص صیغے آتے ھیں - مثلا سپوختن (چبھونا) سے سپوخت اور سپوختہ آیا ھے - ستدن سے ستد آیا ھے - اور صیغہ نہیں آیا -

کبھی مصدر کے اول باید یا خواھد لگا کر مستقبل کے صیغے کا کام لیتے ھیں - مثلا اگر امروز تعطیل نیست ، پس مرا ھم بمدرسہ باید رفتن - محاورۂ حال میں کہتے ھیں - اگر امروز تعطیل نیست ، پس مرا

باید بمدرسه بروم - متقدمین نظم میں خواهد کردن ، خواهی کردن ، خواهی شدن بہت کہتے تھے - اور فی الحقیقت فصیح معلوم ہوتا ہے - ؎

رفتم از کوے تو اے خو به جفا کرده بگو
صرف اوقات به آزار که خواهی کردن
موے به تلبیس سیاه کرده گیر
راست) نخواهد شدن (این پشت کوز

فعل معروف و فعل مجہول

جب کسی فعل کا فاعل معلوم ہو تو اُسے فعل معروف کہتے ہیں۔ اور اگر کسی فعل متعدی کا فاعل مذکور نہ ہو تو فعل مجہول - مثلاً احمد محمود را کشت - یہاں کُشت فعل معروف ہے اور احمد اُس کا فاعل معلوم ہے - اگر احمد محذوف ہو اور کہیں محمود کشته شد - تو اس صورت میں کشته شد فعل مجہول اور محمود کو مفعول مالم یسم فاعله کہتے ہیں -

صیغه

لغت میں ڈھلی ہوئی چیز کو کہتے ہیں - مصدر کے مادے میں کچھ ادل بدل حروف و حرکات کی کر کے الگ الگ ڈھنگ کے لفظ ڈھلتے ہیں جن میں مصدر والے معنی بھی باقی ہوتے ہیں - یہی لفظ صیغے ہیں -

زمانے کی قسمیں

زمانے کی تین قسمیں ہیں :
ماضی جو گزر گیا - حال موجود ہے - مستقبل آئیگا -
فاعل غائب ہوتا ہے یا حاضر یا متکلم -

غائب

جو سامنے نہ ہو - مگر اصطلاح میں غائب وہ تیسرا ہے ، جس کا ذکر تم ایک دوسرے شخص موجود سے کرو - مثلاً تم کہ سکتے ہو که این مے گوید که من دزدی نه کردم - دیکھو - اگرچہ وہ آدمی پاس ہی کھڑا ہو مگر تم اُس کے لئے غائب کا صیغه کام میں لائے - خواہ سامنے موجود ہو - خواہ ذہن میں ہو -

حاضر

جس سے تم یا تُو کہکر بات کرتے ہو ، وہ تمہارا مخاطب ہے ، اور اسی کو حاضر بھی کہتے ہیں - اس سے دھوکا نہ کھانا کہ جو سامنے ہو وہی حاضر ہے - دیکھو - رودکی شاعر بادشاہ کے ساتھ ہرات میں بیٹھا تھا ، اُس وقت غزل کہی جس کا شعر ہے ؎

اے بخارا شاد باش و شاد زی — شاه سویت شادماں آید ہمے

متکلم

بات کرنے والا -

فارسی میں مذکر و مؤنث کے لئے ایک ہی صیغه بولتے ہیں -

۲ ـ فعل

فعل کی چھ قسمیں ہیں :

ماضی ـ مضارع ـ حال ـ مستقبل ـ امر ـ نہی ـ

صیغۂ ماضی

جس کا ڈھنگ گزرا ہؤا زمانہ اور مادہ مصدر والے معنی بتائے ـ دیکھو ـ اگرچہ دی روز ، دوش ، دی شب ، پار ـ گزرا ہوا دن ، گزری ہوئی رات اور گزرا ہوا برس بتاتے ہیں ـ لیکن ان کے ڈھنگ اور حرکات سکنات سے صدور فعل اور وہ بات نہیں معلوم ہوتی جو مصدری مشتقات میں ہوتی ہے ـ

ماضی کی چھ قسمیں ہیں :

مطلق ـ قریب ـ بعید ـ استمراری ـ احتمالی ـ تمنائی ـ

ماضی مطلق

اس سے مطلق گزرا ہوا زمانہ سمجھا جاتا ہے ـ زیادتی یا کمی مدت کی کچھ نہیں کھلتی ـ بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ مصدر کے آخر سے مصدر کی علامت اور علامت کے ماقبل کی حرکت گرا دو ـ جیسے رفتن سے رفت ، ساختن سے ساخت ـ دیکھو ـ اس کا حرف آخر ہمیشہ موقوف ہوتا ہے ـ مگر چار صیغوں آمد ، زد ، شد ، ستد میں ساکن ہے ـ

صیغہ ہاے ماضی مطلق

پرورد پروردند

پروردی پروردید

پروردم پروردیم

ماضی کا صیغہ حالت شرط میں مستقبل کے معنی دیتا ہے ـ مثلاً اگر امروز ہلال بنظر آمد ، فردا عید است ـ

تعریف کے موقع پر بھی کہتے ہیں ـ اگر ایں کار کردی ، گوے از میدان بردی ـ

کبھی مخاطب سے کمال یقین دلانے کے لئے کہتے ہیں ـ شما بروید ، ہمیں کہ احمد آمد ، من بشما رسیدم ـ یعنی ہرگاہ احمد خواہد آمد ، من بشما خواہم رسید ـ

تنبیہ کے موقع پر بھی یہی ہوتا ہے ـ ہاں متوجہ حال خودباشی کہ رسیدم ـ ایک ایرانی دلاور بھاگتے ہوئے چور کوللکارتا ہے ـ کجا میروی اے دزد نامرد! باش کہ رسیدم ـ

آقا نوکر کو پکارتا ہے یا کچھ مانگتا ہے ـ وہ کہتا ہے ـ حاضر شدم ـ آوردم ـ

خرید و فروخت کے موقع پر ہمیشہ ماضی کے صیغے بولتے ہیں ـ ایک کہتا ہے ـ فروختم ـ دادم ـ دوسرا کہتا ہے ـ خریدم ـ

شوقین دوست آشنا یا بچے جب کھیلتے کھیلتے جیتنے کو ہوتے ہیں تو داؤں آتے ہیں اور کہتے ہیں ـ بردم اکنوں کے بے گزارم ـ زدم حالا کے بے گزارم ـ یعنی جیت لیا ، اب میں کب چھوڑتا ہوں ـ مار لیا ، اب میں کب چھوڑتا ہوں ـ

کبھی مصدر کے معنی نکلتے ہیں ـ مثلاً اگر فردا تعطیل است ، پس مرا مدرسہ نباید رفت ـ اگر بقسم بے پرسید ، پس از حق نباید گزشت ـ اسی طرح نشاید گزشت اور نتواں گزشت اور نتواں رفت ـ

شاید یہ بھی اصل میں باید رفتن اور باید گزشتن ہوگا - تخفیف ہوکر ماضی کی صورت رہ گئی کیونکہ بولنے والا اگرچہ ماضی کا صیغہ بولتا ہے مگر ارادے میں ماضی کا زمانہ ہرگز نہیں ہوتا بلکہ مستقبل ہوتا ہے - کبھی اصل مصدر کے ساتھ باید اور نتوان کو استعمال کرتے ہیں - مثلاً ع

چو پر شد نشاید گزشتن بہ پیل

بعض ماضی کے صیغے حاصل بالمصدر کے معنی بھی دیتے ہیں - سوداگر کہتا ہے - آغا! بست روپیہ خرید من است - سعدی کہتے ہیں - ع

گفت عالم بگوش جاں بشنو

اسی طرح فروخت مال ، آمد سالانہ ، کشاد کار ، گرفت ، دید ، باز دید ، گزشت دریا (گھاٹ) -

کبھی اسم مفعول کے معنی دیتا ہے ، مگر اتفاقاً - مثلاً آزردن سے آرد - کبھی مرکب ہوکر - مثلاً خرید و فروخت ، آمد و رفت ، گفت و شنید - مگر یاد رکھو کہ جس مصدر سے جو ماضی کا صیغہ ان معنوں میں آگیا ، وہی آگیا - تم ہر ایک ماضی کے صیغے کو ان معنوں میں نہیں بول سکتے -

ماضی کے صیغوں پر اکثر بائے زائد لگا کر کلام میں خوبصورتی پیدا کرتے ہیں اور ایسے ہی مقاموں پر در یا بر بھی ہوتا ہے - اس بائے زائدہ کی حرکات کا قاعدہ دیکھو ب کے بیان میں -

ماضی مطلق مجہول

مجہول کے معنی ہیں نا معلوم - چونکہ اس فعل میں فاعل نا معلوم ہوتا ہے ، اس لئے مجہول کہتے ہیں - اور یہی سبب ہے کہ فعل لازم کا مفعول نہیں ہوتا - صورت صیغے کی یہ ہے کہ ماضی مطلق معروف کے آخر میں ہ زیادہ کرکے شد اور شدند وغیرہ مناسب حال صیغے آگے لگا دیتے ہیں - جیسے

پرورده شد	پرورده شدند
پرورده شدی	پرورده شدید
پرورده شدم	پرورده شدیم

ماضی قریب

ماضی قریب سے ایسا زمانہ سمجھا جاتا ہے جو ابھی گزر چکا ہو - اور زمانۂ حال کے قریب ہو -

پرورده	پرورده اند
پروردۂ	پرورده اید
پرورده ام	پرورده ایم

قاعدہ یہ ہے کہ ماضی مطلق کے آخر میں ہائے سکتہ زیادہ کر کے است اور اند اور ہستی اور ہستید وغیرہ لگا دو - مگر محاورے میں است محذوف ہوتا ہے - مخاطب کے لئے پروردۂ اور پرورده اید ، اور متکلم کے لئے پرورده ام اور پرورده ایم بولتے ہیں - مثلاً تختۂ نرگس گل کرده ، سیب ہم شگوفہ آورده -

یہی صیغہ ماضی مطلق بلکہ ماضی بعید کے معنی بھی دیتا ہے - گلستاں میں بہت جگہ آتا ہے - بزرگاں گفتہ اند ، اور چنانچہ گفتہ اند ، اور حکیماں گفتہ اند - ظاہر ہے کہ مراد ان سے قریب زمانے کے لوگ نہیں ، سلف کے لوگ ہیں - ع

وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

یعنی در زمان سلف - کبھی اس کے ساتھ ایک ماضی اور لگا دیتے ہیں تو بعدیت فوری[1] کے معنی نکلتے ہیں - مثلاً سلام کردہ نشست اور برخاستہ رفت - اسے ماضی معطوفہ بھی کہتے ہیں -

1- یعنی ایک کام کرتے ہی دوسرا کام کیا -

اس کے مجہول بنانے کے لئے شد - شدند وغیرہ صیغے کے مناسب حال لگا دیتے ھیں - جیسے

پرورده شده است	پرورده شده اند
پرورده شدهٔ	پرورده شده اید
پرورده شده ام	پرورده شده ایم

ماضی بعید

اس سے ایسا زمانہ سمجھا جاتا ھے جو کہ حال سے بہت پہلے گزرا ھو - یہاں آخر میں ہ لگا کر بموجب صیغے کی صورت حال کے بود، بودند وغیرہ زیادہ کر دیتے ھیں - جیسے

پرورده بود	پرورده بودند
پرورده بودی	پرورده بودید
پرورده بودم	پرورده بودیم

یہ برائے نام ماضی بعید ھے - ورنہ تم اکثر جماعت میں پوچھتے ھو - احمد کجا رفت؟ دو لمحہ بگزشتہ، کہ اینجا نشستہ بود - نوکر سے کہتے ھو - ساعتم چہ شد؟ یک لمحہ است، اینجا گزاشتہ بودم - مکرر ھو تو ایک بود حذف کر دیتے ھیں - مثلاً طائفۂ دزدان عرب بر سر کوھے نشستہ بود و منفذ کاروان بستہ - مجہول میں بود سے پہلے لفظ شدہ لگا دیتے ھیں - جیسے پرورده شده بود، پرورده شده بودند - وغیرہ وغیرہ -

ماضی استمراری یا ناتمام

اس ماضی سے یہ ظاہر ھوتا ھے کہ یہ کام ھمیشہ اسی طرح ھوتا رہا ھے - اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ھے کہ ماضی مطلق کے اول میں لفظ مے یا ھمے زیادہ کر دیتے ھیں - جیسے

مے پرورد	مے پروردند
مے پروردی	مے پروردید
مے پروردم	مے پروردیم

قدماء مے کی جگہ اکثر ھمے بولتے تھے - مثلاً خراماں ھمے رفت و ھمے گفت - غرض دونوں تواتر کا فائدہ دیتے ھیں - ؎

ابر بارۂ جنگ جوے سوار
ھمے رفت و مے گفت با دیوسار

اھل زباں کہتا ھے - دانیال ارمنی را دیدہ ام، تا کہ زندہ بود، شراب مے خورد -

ماضی استمراری مجہول بنانے کے لئے ھائے سکتہ اور شد، شدند وغیرہ مناسب حال صیغہ بڑھا دیتے ھیں - مگر اس صورت میں مے یا ھمے کا لفظ شد، شدند وغیرہ کے ساتھ لگا کر پرورده مے شد یا ھمے شد پڑھتے ھیں - جیسے پرورده مے شد - پرورده مے شدند وغیرہ وغیرہ -

ماضی شکی یا احتمالی

ماضی مطلق کے آخر میں ہ زیادہ کر کے بموجب صیغے کے باشد، باشند وغیرہ لگاتے ھیں - جیسے

پرورده باشد	پرورده باشند
پرورده باشی	پرورده باشید
پرورده باشم	پرورده باشیم

١- یہ ایسے مقام پر بولتے ھیں، جہاں فعل کے ھو چکنے یا نہ ھو چکنے کا شک ھو - مثلاً احمد آمد یا نیامد؟ (ج) آمدہ باشد، بندہ خبر ندارم -

۲- چونکہ شک کی حالت ہے اس واسطے شرط کے طور پر بھی بولتے ہیں - اگر آمدہ باشد ، اینجا بیارید - ؎

چو هلال در تواضع تو اگر خمیده باشی
بخدا که بے تردد به فلک رسیده باشی

۳- کبھی شک کے علاوہ ایک قسم کی حالت یا صورت حال بھی مراد ہوتی ہے - مثلاً ؎

اے وائے بر اسیرے کز یاد رفته باشد
در دام مانده باشد صیاد رفته باشد

ماضی شکی مجہول بنانے کے لئے ہائے سکتہ کے بعد اور باشد کے پہلے شد ، شدند وغیرہ مناسب حال صیغہ بڑھا دیتے ہین - جیسے پرورده شده باشد - پرورده شده باشند وغیرہ وغیرہ -

ماضی تمنائی یا شرطیہ

ماضی مطلق کے آخر میں فقط یائے مجہول زیادہ کر دیتے ہیں - اور محاورے میں صرف تین صیغے آتے ہیں - ایک واحد غائب ، دوسرا جمع غائب اور تیسرا واحد متکلم کا -

پروردے	پروردندے
—	—
پروردمے	—

۱- خاص اہل زباں یا بڑے مشاق زباں داں کے سوا ہر شخص اس قسم کے صیغوں کو خوبصورتی اور بر جستگی سے عبارت میں نہیں بٹھا سکتا - اکثر اس کی جگہ ماضی استمراری کے صیغے استعمال کرتے ہیں - مثلاً کاش مے آمد - کاش مے پرورد - اور اس صورت میں اس کے کل صیغے مستعمل ہوتے ہیں -

۲- ماضی تمنائی بھی استمراری کی جگہ آتی ہے[1] - ؎

بدیدار شیخ آمدے گاه گاه
نکردے خدا دوست در وے نگاه

اسی طرح یاران همدم محو عیش و نشاط بودندے و نغمهٔ عشرت از زبان چنگ و چغانه استماع نمودندے -

ماضی تمنائی مجہول بنانے کے لئے ماضی کے بعد شدے ، شدندے اور شدمے زیادہ کرتے ہیں - جیسے پرورده شدے - پرورده شدندے - پرورده شدمے -

فائده

جو صیغے اوپر بیان ہوئے ، وہ اثبات کے صیغے تھے - جب کسی کام کی بابت یہ کہنا ہو کہ وہ کام نہیں کیا یا نہیں ہوا تو نون نفی کا فعل مذکور کے اول میں لگا دو - مثلاً کرد سے نکرد اور آورد سے نیاورد - اسی طرح کرده شد سے نکرده شد - آورده شد سے نیاورده شد - (الف ی سے بدل گیا - تفصیل دیکھو الف کے مبادلے میں) اسی طرح ہر قسم کے ہر ایک صیغے کے پہلے نون نفی لگا کر ماضی منفی بنا لیتے ہیں - جیسے نه پرورده است - نه پرورده بود - نمے پرورد - نه پرورده باشد وغیره -

بحث مضارع

مضارع کے معنی لغت میں ہیں مشابہ - چونکہ مضارع کے صیغے سے حال اور استقبال دونوں زمانے نکلتے ہیں ، اس لئے اسے مضارع کہتے ہیں -

---

1- یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اہل قواعد نے اس کا نام تمنائی کیوں رکھ دیا ؟ تمنا کے معنی اس میں جبھی پیدا ہوتے ہیں کہ حرف تمنا موجود ہو - ورنہ عموماً استمراری معنی ہوتے ہیں -

پرورد　　پرورند
پروری　　پروريد
پرورم　　پروريم

۱- حال کی مثال گلستاں میں - گویند ملک همدراں روز فتح یافت - اسی طرح سے - چه نشینی که فلاں دریں شهر طبعے کریم دارد - ؎

آں کس که توانگرت نمے گرداند
او مصلحت تو از تو بهتر داند

۲- کبھی استقبال کے معنی دیتا ہے - ؎

اے زبر دست زیر دست آزار
گرم تا کے بماند ایں بازار

دیکھو - کبھی ترجمے میں بھی مضارع ہی کے معنی لگتے ہیں - ؎

اگر ز باغ رعیت ملک خورد سیبے
برآورند غلامان او درخت از بیخ
به نیم بیضه که سلطاں ستم روا دارد
زنند لشکر یانش هزار مرغ بسیخ

اسی طرح - خواهی که خدائے بر تو بخشد -

۳- کبھی اردو ترجمے میں بھی مضارع ہی کا صیغه بولا جاتا ہے - مثلاً ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نه بخشد خدائے بخشنده

مصرع - اگر حنظل خوری از دست خوشخوے

اسی طرح ؎

هر چه رود برسرم چوں تو پسندی رواست
بنده چه دعویٰ کند حکم خداوند راست

یه ماضی کے صیغے سے بنتا ہے - مگر حق پوچھو تو اس کے بنانے کا کوئی قاعده کلیه نہیں - اکثر صیغوں میں اسے ماضی سے کچھ تعلق نہیں ہوتا - مثلاً دید سے بیند اور کرد سے کند - فارسی زبان کی بہت کتابیں پڑھنے سے اور بہت بولنے سے فکر کو اور زبان کو ایک ڈھب آ جاتا ہے که صحیح مضارع نکال لیتے ہیں - قواعد کی کتابوں میں یه لکھتے ہیں که ماضی کے حرف آخر کو دال سے بدل دو اور ماقبل آخر کو زبر دو پھر ماضی کا ماقبل آخر که ہمیشه گیاره حرفوں میں سے ایک ہوتا ہے ، اسے حروف مفصلۂ ذیل میں سے ایک یا دو سے تبدیل کرو ، جس کا مجموعه (شرف آموزی سخن) ہے-اور کبھی تبدیلی نہیں بھی ہوتی- مضارع بنانے میں ہر ایک حرف مختلف طور سے تبدیل ہوتا ہے - چنانچه تفصیل اس کی اس نقشے سے واضح ہوگی - مگر اتنا کہنا پھر بھی ضرور ہے که مضارع کے بنانے میں جو تبدیلی ہوتی ہے وه ہمیشه چار حالتوں سے خالی نہیں -

(۱) تبدیلی کسی حرف سے یا دو حرفوں سے (۲) حذف (۳) زیادتی کسی حرف کی (۴) ساکن کی تحریک -

اس نقشے سے معلوم ہوگا که حرف آخر ماضی مضارع میں جا کر کن کن حرفوں سے بدل سکتا ہے -

حرف ماضی	کس سے بدلیگا	صیغۂ ماضی	صیغۂ مضارع
خ	زاے معجمہ	افروخت - سوخت	افروزد - سوزد
	س مہملہ	شناخت	شناسد
	ش معجمہ	فروخت	فروشد
ش	راے مہملہ	کاشت - گماشت	کارد - گمارد
	ر مہملہ ، د مہملہ	گشت	گردد
	س مہملہ ، ی	نوشت	نویسد
	ل	ہشت	ہلد
	مسلم بعد تحریک	کشت	کشد
ف	ب موحدہ	کوفت	کوبد
	ی مع قلب مکانی	گرفت	گیرد
	و	رفت	رود
	و ، ب موحدہ	رُفت	روبد
	و ، ے	گفت	گوید
	س ، پ	خفت	خسپد
واو	الف ، ے	فرمود	فرماید
	مسلم بعد تحریک	بود	بود
	الف ، ش	بود	باشد

حرف ماضی	کس سے بدلیگا	صیغۂ ماضی	صیغۂ مضارع
الف	ہ	داد	دہد
	محذوف	نہاد - فتاد	نہد - فتد
ر	ن	کرد	کند
	مسلم بعد تحریک	برد - خورد	برد - خورد
م	ے	آمد	آید
س مہملہ	ہ	رست	رہد
	و ، ے	شست	شوید
	یاے تحتانی	آراست	آراید
	ن	شکست	شکند
	ن ، د مہملہ	بست - پیوست	بندد - پیوندد
	ز معجمہ	برخاست	برخیزد
	ل	گسست	گسلد
ز	زیادتئے نون	زد	زند
ن	مسلم بعد تحریک	راند	راند
ی	مسلم بعد تحریک	رید	رید
	محذوف	کشید	کشد

فائدہ - مضارع مجہول بنانے کے لئے ماضی کے آگے ہائے سکتہ لگا کر شود - شوند وغیرہ صیغے کے مناسب حال لگاتے ہیں - جیسے

پرورده شود	پرورده شوند
پرورده شوی	پرورده شوید
پرورده شوم	پرورده شویم

فعل حال

اس سے موجودہ زمانہ سمجھا جاتا ہے -

قاعدہ - مضارع کے صیغے کے اول مے یا ہمے زیادہ کر دو تو حال بن جائیگا -

مے آرد	مے آرند
مے آری	مے آرید
مے آرم	مے آریم

۱- اہل زبان کے محاورۂ روزمرہ میں استقبال کی جگہ بھی حال کا صیغہ بولتے ہیں - مثلاً حالا بندہ رخصت مے شوم - مخاطب کہتا ہے - بازار کے مے روید؟ باز شما را کے مے بینم؟ یعنی اب تم سے کب ملاقات ہوگی؟ فردا که فرصت نیست - پس فردا انشاء الله حاضر مے شوم - یعنی آؤنگا -

۲- کہیں ماضی کی جگہ پر بھی بولتے ہیں، جبکہ کہنے والا سابق کی سرگزشت کو بیان کرتا ہو - مثلاً دیروز ببازار مے گزشتم - دیدم احمد مے آید سرکن و برکن توزک جہانگیری میں ہے - بہمیں سال ایلچئے شاہ ایران برائے تعزیت شاہ غفران پناہ آمد - ماضی کے صیغے جو حال کی جگہ بولتے ہیں، وہ تم ابھی پڑھ چکے -

۳- کبھی مے علامت حال اور اصل صیغے کے بیچ میں اور حرف لے آتے ہیں - چنانچہ ؎

شکر خندۂ انگبیں مے فروخت
که دلها ز شیرینیش مے بسوخت

مگر یہ نثر میں نہیں، نظم میں ہوتا ہے اور اچھا معلوم ہوتا ہے -

۴- مے کی جگہ ہمے تواتر فعل کا فائدہ دیتا ہے - ؎

دوست آوارگی ہمے خواهد
رفتن حج بہانه افتاده است

فائدہ - اگر فعل مجہول بنانا ہو تو مضارع مجہول میں شود - شوند وغیرہ کے پہلے مے یا ہمے لگا دیتے ہیں - جیسے پرورده مے شود - پرورده مے شوند وغیرہ - کبھی مے یا ہمے کو مضارع مجہول کے پہلے لگاتے ہیں - جیسے مے پرورده شود -

استقبال یا مستقبل

اس سے زمانۂ آئندہ سمجھا جاتا ہے - ماضی مطلق کے صیغے کے اول میں مناسب حال خواهد اور خواهند وغیرہ زیادہ کر دو - استقبال ہو جائیگا - مثلاً خواهد آمد - خواهد رفت - خواهد آورد وغیرہ -

خواهد آورد	خواهند آورد
خواهی آورد	خواهید آورد
خواهم آورد	خواهیم آورد

خیال رکھو - اصل صیغہ ماضی کا بدستور ہے جو تبدیلی ہے، خواهد میں ہوتی ہے - ؎

نفس باد صبا مشک فشاں خواهد شد
عالم پیر دگر باره جواں خواهد شد

۱- بموجب بیان مذکورۂ بالا کے کتابی عبارت میں یہ استقبال کے صیغے مستعمل ہوتے ہیں - محاورے میں اہل زبان وہی حال کے صیغے بولتے ہیں -

۲- نظم میں خواهد اور اصل فعل کے بیچ میں اور لفظ بھی داخل ہو جاتا ھے اور فصیح معلوم ہوتا ھے - ؎

سر نوشت ما بدست خود نوشت
خوش نویس است او نخواهد بد نوشت

فعل مستقبل معروف کو مجہول بنانے کے لئے ماضی کے بعد ہائے سکتہ زیادہ کر کے خواهد شد ، خواهند شد وغیرہ میں سے مناسب حال صیغہ لگاتے ھیں - جیسے پرورده خواهد شد ، پرورده خواهند شد وغیرہ -

امر حاضر

یعنی مخاطب کو کسی کام کی فرمائش یا حکم کرنا -

قاعدہ - مضارع حاضر میں سے علامت مضارع کو دور کر دو ، وھی اس کا امر ہوگا - مثلاً آری سے آر- اور آوری سے آور- اور کنی سے کن- اور آئی سے آ- وغیرہ -

اس کی جمع کا صیغہ اور مضارع کے جمع حاضر کا صیغہ ایک ھی ھے - جیسے کن ، کنید - آر ، آرید -

۱- اس کا حکم فوراً زمانہ حال پر پڑتا ھے - مثلاً بنشیں ، برخیز ، آب بیار ، بازار برو ، استقبال مطلوب ہو تو آس کا لفظ لگانا پڑتا ھے - مثلاً فردا بیا ، صبح بمدرسہ حاضر شو -

۲- دیکھو - محاورے میں حاضر کا صیغہ غائب پر بھی بول دیتے ھیں - مثلاً احمد موجود نہ ہو پھر بھی اھل زبان اپنے محاورے میں تم سے کہ دیگا گو، احمد ازیں غم بمیر ، من محمود را دوست دارم (یعنی بمیرد) - احمد رشک سے مر جائے ، میں تو محمود کو پیار کرتا ہوں - خواجہ حافظ نے بھی کہا ھے ؎

ہر کہ خواهد گو بیاؤ ہر کہ خواهد گو برو
گیر و دار و حاجب و درباں دریں درگاہ نیست

(یعنی بیاید ، برود) -

فائدہ

امر حاضر کے اول میں بائے زائدہ لگانی واجب ھے - نظم میں نہ لگائیں تو بھی جائز ھے - کبھی نظم میں بجائے ب کے بر بھی زائد کر دیتے ھیں - جیسے بر افگن -

۳- فارسی زبان میں امر غائب کے لئے جدا صیغے نظر نہیں آتے - بعض وقت مضارع کے صیغے پر ایک ب زائد لگاتے ھیں - اور کسی جملے کے ساتھ ترکیب دیتے ھیں - پھر امر غائب کی بو آس میں پیدا ہو جاتی ھے - مثلاً نوکرم را بگوئید آب بیارد ، نوکرانم را بگوئید آب بیارند ، احمد را باید صباح بمدرسہ برود ، بچہ ها را باید صباح مدرسہ بروند - مشکوک طور پر خبر دینی ہو تو بھی یہی صیغے بولینگے اور کہینگے - احمد شاید فردا برود ، گماں من این است کہ فردا برود ، خدا مے داند برود یا نرود -

غرض عربی کی تقلید کر کے نکالیں تو ایسی ھی صورتیں استعمال کی نکل سکتی ھیں - مگر یہ صیغے تو نہ ہوئے ، یہ امر کے جملے ہوئے - اور حق پوچھو تو یہ بھی تقلیدی تکلف ھے - جس تڑاقے سے امر کا زور حاضر میں پڑتا ھے غائب میں اتنا لمبا جملہ بن کر بھی نہیں پڑتا - دیکھ لو - بیا ، برو ، بنشیں - میں جو لطف ھے ، وہ ان میں کہاں ھے ؟

۴- اسی طرح امر متکلم بھی محاورے میں نہیں ملتا - اور حیران ہوں کہ اپنے آوپر آپ کیونکر حکم کروں - مگر یہ کہ سب نے لکھا ، میں بھی لکھ دوں -

مرا باید بگویم ، مارا باید بگوئیم ، مرا باید بنویسم ، مارا باید بنویسیم - یہ بھی کسی موقع پر عبارت بن کر صورت پکڑیگا - خاص زبان میں کوئی صیغہ ڈھونڈو تو نہیں ھے -

۵- جب امر پر لفظ مے زیادہ کر دیتے ھیں تو حکم دوامی ہو جاتا ھے - مثلاً ع مے رو مے رو ہنوز دھلی دور است - بوستاں میں ھے ؎

چہ کوشش کند پیر خر زیر بار
تو مے رو کہ بر باد پائی سوار

٦- کبھی ماضی احتمالی امر استمراری کی جگہ بولتے ھیں - مثلاً همیں آمده باش ، همیں طور آمده باشید - اور اس کے غائب میں امر کا اثر خوب روشن ہوتا ھے - بگوئید هر روز آمده باشید-

کبھی اس پر بھی بے بڑھا دیتے ھیں اور کہتے ھیں - بے پرورده باشد - بے آمده باشد - مگر متکلم میں یه صورت بھی بگڑ جاتی ھے -

٧- امر کبھی فاعل کے معنی دیتا ھے - مثلاً دزدیدن سے دزد - کبھی مفعول کے - مثلاً افشاں - اور اکثر حاصل بالمصدر کے - مثلاً سوز ، شکیب ، گداز ، جوش ، رنج ، شتاب ، پرواز وغیرہ-

کبھی دو امر مل کر حاصل بالمصدر کے معنی دیتے ھیں - مثلاً سوز و گداز ، سوز و ساز ، گیر و دار - کبھی ماضی اور امر مل کر - مثلاً جستجو ، گفتگو -

یاد رکھو - امر اسم سے مل کر :

(١) کبھی فاعل کے معنی دیتا ھے - مثلاً کار ساز ، بنده نواز -

(٢) کبھی مفعول کے - دستاویز -

(٣) کبھی حاصل مصدر کے - گوشمال ، قدمبوس -

(٤) کبھی ظرف کے - زرخیز ، آبریز ، موج خیز ، بدر رو ، روغن داغ (جس ظرف میں گھی داغ کرتے ھیں) -

(٥) کبھی آله کے - آتش گیر ، جاروب ، قط زن ، دور باش-

(٦) کبھی کبھی امر میں ہ لگانے سے حاصل مصدر کے معنی پیدا ہوتے ھیں - مثلاً گریه ، خنده ، بوسه -

٨- اگر فعل امر حاضر معروف کو مجہول بنانا ھو تو مضارع مجہول کے صیغۂ واحد حاضر سے آخر کی ی دور کردو - جیسے پرورده شو ، پرورده شوید - امر غائب مجہول کا صیغه مضارع مجہول کے واحد غائب کے صیغے کی طرح ھے -

نہی حاضر

کوئی کام نه کرنے کے لئے جو کسی کو حکم دیں ، وه نہی ھے - امر پر میم مفتوح لگا دیں تو نہی ہو جاتی ھے - مثلاً میار - میارید -

١- کبھی میم نہی کا دعا پر بھی لگاتے ھیں - مثلاً مباد - روے بدی مبیناد - دستش مریزاد -

٢- کبھی شاعر اس پر بھی بے لگاتے ھیں اور دوام نہی کے معنی پیدا کرتے ھیں - قاآنی -

ھلا به ره گزر باد بے منه خاشاک
ھلا به جلاه گه برق بے منه خرمن

٣- کم اور کمتر بھی امر پر آ کر نہی کے معنی دیتے ھیں -

ستم کم کن که فردا روز محشر
ز روے عاشقاں شرمنده باشی

اهل زباں یاروں کے جلسے میں اپنے دوست سے کہتا ھے - براے خدا آغا ! دروغ کمتر گو - اس سے نہی مطلق مراد ھے - یه معنی نہیں که تھوڑا تھوڑا جھوٹ بھی بولا کرو - اور ایک مسلماں کہتا ھے - بنده شراب کمتر بے خورم - یعنی نمے خورم - دیکھو بیان حروف نفی -

٤- نہی غائب کا صیغه زبان فارسی میں الگ نہیں ھے - وھی مضارع غائب کا صیغه بولتے ھیں - بلکه اس کے جملے میں ذرا حکم کا اثر امر سے زیاده روشن ہو جاتا ھے - مگر م نہی کی جگه ن نفی کا لگاتے ھیں - مثلاً او را بگوئید ، که دیگر خانه نیاید -

بغیر سبزه نپوشد کسے مزارم را
که قبر پوش غریباں همیں گیاه بس است

٥- کبھی نہی حاضر پر بھی ن لگاتے ھیں - خصوصاً جب که منع کا سبب آگے مذکور ھو - مثلاً کئی آدمی رات کو اندھیرے میں جاتے

ہوں ، آگے والا کہتا ہے - پیش نیائی آغا ! کہ راہ گل است - جامہایم نجس شدہ - اسی طرح نیائید -

۶- فعل نہی حاضر معروف کو مجہول بنانے کے لئے امر حاضر مجہول کے صیغے میں شو کے پہلے میم نہی کا لگا دو - جیسے پروردہ مشو -

اسمائے مشتق

اسم فاعل

ایک اسم ہے کہ فعل سے مشتق ہوتا ہے اور اپنے وزن اور ڈھنگ سے اُس ذات پر دلالت کرتا ہے جس سے وہ فعل سرزد ہوا ہے -

قاعدے

۱- امر کے آخر کو مکسور کر کے ندہ لگا دو - اُسی کا اسم فاعل ہو جائیگا - مثلاً کن سے کنندہ - آر سے آرندہ یا آور سے آورندہ -

۲- اگر امر کے آخر میں الف یا و ہو تو ایک ی آتی ہے - جیسے آ سے آیندہ اور جو سے جویندہ - اور اگر ی ہو تو حذف ہوجاتی ہے - مثلاً زی سے زندہ -

۳- اگر اسم فاعل کی جمع بنانی ہو تو واحد کے آخر کی ھا کو گ سے بدل کر الف اور ن علامت جمع لگا دو - جیسے آیندگاں -

۴- علامت فاعلیت کا حرف ماقبل ہمیشہ مکسور ہوتا ہے - البتہ مانند مفتوح آیا ہے اور اس سے سب نے دھوکا کھایا ہے -

۵- اسم فاعل ترکیبی علحدہ فصل میں بیان کیا جائیگا -

عربی کے ہزاروں لفظ ہیں کہ فاعل کے وزن پر آتے ہیں ، اور فارسی میں مستعمل ہیں - مثلاً حاکم - ظالم - ناظم - ناظر - حاضر - غائب - واقف وغیرہ - اور مفعل کے وزن پر مثل منعم - مشرک - مشفق - مرشد اور متفعل کے وزن پر مثل متحمل - متصرف اور اسی طرح محترم - مستفیض - متساوی - ملاقی - مقابل - محرر - متصل - متزلزل - مذبذب - مستدعی - مقرر - منفعل وغیرہ وغیرہ -

اسم مفعول

ایک اسم ہے کہ فعل سے مشتق ہوتا ہے اور اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس پر فعل مذکورہ واقع ہوا ہے۔

قاعدے

۱- ماضی مطلق کے آخر کو مفتوح کرکے ہائے مختفی زیادہ کردو۔ اسم مفعول ہو جائیگا۔ کبھی شدہ بھی لگا دیتے ہیں مثلاً سوخت سے سوختہ۔ فروخت سے فروختہ یا فروختہ شدہ۔ آورد سے آوردہ اور آوردہ شدہ۔ انداخت سے انداختہ اور انداختہ شدہ۔ شدہ کے زیادہ کرنے سے اظہار معنے مفعول متصود ہوتا ہے۔ اور جمع سوختہ سے سوختگاں۔ آوردہ سے آوردگاں۔

۲- تم نے معروف و مجہول کے بیان میں سن لیا کہ اسم مفعول فعل متعدی سے آتا ہے، لازم سے نہیں آتا۔ قیاسی صیغہ مفعول کا ممکن نہیں۔ اگر کوئی صیغہ اس ڈھنگ کا نظر آئے تو اُسے صفت مشبہ سمجھنا۔ مثلاً آمدہ۔ رفتہ۔ خستہ۔ خاستہ۔ نشستہ وغیرہ۔ ان میں اگرچہ باعتبار لفظ کے اسم مفعول کی شان ہے، مگر جب فعل اس کا لازم ہے تو مفعول کیونکر کہ سکتے ہیں۔ ع

سگ نشستہ ز استادہ سرفراز تر است

۳- عربی کے ہزاروں لفظ مثل مظلوم۔ معلوم۔ مرغوب۔ مردود۔ موقوف۔ مرضی۔ محزون وغیرہ۔ اور مکرم۔ معظم۔ مدام۔ مدعا۔ محتاج۔ مقتضیٰ۔ مستہام فارسی میں مستعمل ہیں۔

۴- کبھی اسم مفعول فاعل ترکیبی کی صورت میں نظر آتا ہے۔ مثلاً میرزا۔ نعمت خدا داد۔ گلشن خدا آفریں۔

اسم آلہ

اوزار جس سے فاعل کا فعل صادر ہو۔ فارسی میں مشتق نہیں۔ الا چند لفظ۔ مثلاً پیمودن سے پیمانہ۔ کوبیدن سے کوبہ۔ ستردن سے

آسترہ۔ پرویزیدن سے پرویزن۔ تابیدن سے تابہ۔ یعنی توا۔ دمیدن سے دمہ۔ یعنی دھونکنی۔ پالودن سے پالودہ۔ سنبیدن سے سنبہ (چھیدنے کا اوزار) مالیدن سے مالہ۔ یعنی کرنی۔ آژیدن سے آژینہ (چکی رہانے کا اوزار) وزنہ (ترازو کا بٹا)۔

اکثر امر و اسم کو ترکیب دے کر آلہ بنا لیتے ہیں۔ مثلاً جاروب۔ آتش زنہ۔ قط زن۔ قلم تراش۔ آتش گیر۔ گل گیر۔ باد زن۔ باد زنہ۔ قلم پاک کن۔ غلہ افشاں۔ رو مال۔ دست مال۔ رو پاک۔ دود کش (بھٹی میں سے دھواں نکلنے کا چھید) ترشی پالا (بڑا سا چھید دار کفگیر جس سے حلوائی ترشی صاف کرتے ہیں)۔ اور بہت سے عربی کے لفظ، مثلاً مسواک۔ مقراض۔ میزان۔ مقیاس۔ مسطر۔ مضراب مثقبہ وغیرہ۔ فارسی میں بھی مستعمل ہیں۔

اسم فاعل ترکیبی
یا صفت مشبہ

۱- اسم فاعل اور صفت مشبہ میں فرق یہ ہے کہ فاعل میں معنے فعلی ایک وصف عارضی ہوتے ہیں، صفت مشبہ میں وصف ذاتی۔ مثلاً روندہ کسی شخص کو اُس وقت کہینگے جبکہ وہ چلتا ہو۔ اور خوابندہ اُس وقت کہینگے جبکہ سوتا ہو۔ دوندہ جبکہ دوڑتا ہو۔ خوابندہ کسی وقت ہوتا ہے، کسی وقت نہیں ہوتا۔ دوندہ کسی وقت ہوتا ہے، کسی وقت نہیں ہوتا۔ لیکن جس شخص پر خلیق یا شریر یا حلیم یا سخی کا اطلاق کرتے ہیں، اُس میں خلق۔ شرارت۔ حلم۔ سخاوت اُس کی ذات سے لگی ہوئی ہے، کسی وقت جدا نہیں۔ جو خلیق ہے، وہ ہر وقت خلیق کہلاتا ہے۔ جو شریر ہے، وہ ہر وقت شریر کہلاتا ہے۔ خواہ اُس وقت شرارت کر رہا ہو یا نہ کر رہا ہو۔ اسی طرح اور لفظوں میں بھی۔ مثلاً نیک۔ بد۔ سرخ۔ سفید وغیرہ وغیرہ بھی اسم صفتی کہلاتے ہیں۔

۲- فارسی زبان میں عربی کی طرح صفت مشبہ مشتق نہیں ہوتی۔ اور ترکیبی کا عام قاعدہ نہیں۔ محاورے میں جس مصدر سے جو آ گیا،

وہ آ گیا ۔ ان میں بھی کوئی اسم فاعل کے معنی دیتا ہے ، کوئی
صفت کے ۔ چنانچہ

کبھی اسم اور امر حاضر کی ترکیب سے ۔ اور یہی ترکیب
عام ہے ۔ فائدہ اس کا اختصار اور فصاحت کلام ہے ۔

(۱) قاعدہ یہ ہے کہ اگر متعدی ہے تو کوئی اسم فاعل جس
اسم کی طرف مضاف ہو سکتا ہے ، اسی اسم کے آخر میں فاعل مذکور
کا فقط امر لگا دو ۔ مثلاً سازندۂ کار اور نوازندۂ بندہ سے کار ساز ۔
بندہ نواز ۔ اسی طرح زہرہ گداز ۔ دلکشا ۔ ہوش ربا ۔ داد آفریں
(منو چہر کی ماں کا نام تھا) ۔

(۲) کبھی اسم مفرد کی جگہ مرکب توصیفی لگاتے
ہیں ۔ ع

توئی برتریں دانش آموز پاک

براہ باطل پوے ۔ پند بزرگاں نا شنو ۔ دل بوفا نہ ۔ جان بجان آفریں سپار ۔
زنگ اندوہ از دل زدا ۔

(۳) کبھی نہی سے مطلب حاصل ہوتا ہے ۔ مثلاً آدم کس
مرنجاں ۔ مرد از کس مترس ۔ بندۂ ہیچمداں ۔ ہیچ میرز ۔ اسپ
ہیچ مخرام ۔

(۴) کبھی امر کے آخر میں الف لگاؤ تو بھی یہی مطلب
حاصل ہوتا ہے ۔ مثلاً گویا ۔ شکیبا ۔ جویا ۔ دانا ۔ بینا ۔

(۵) کبھی کبھی اسم کے آخر میں بھی الف یہی فائدہ دیتا
ہے ۔ مثلاً گندا ۔ زیبا ۔ گدا ۔ یعنی گدیہ کنندہ ۔

(۶) کبھی فقط امر فاعلی یا صفتی معنی دیتا ہے ۔ مثلاً
دزدیدن سے دزد اور خشکیدن سے خشک اور زاریدن سے زار ۔

(۷) امر کے آخر میں الف نون ۔ مثلاً باراں ۔ پریشاں ۔ شایاں ۔
شاداں ۔ خنداں ۔ تاباں ۔ گریاں ۔ رواں ۔ دواں ۔ دیکھو اسم حالیہ ۔

(ف) افزودن سے افزوں ۔ گردیدن سے گردوں خلاف قیاس آیا ہے ۔
آزمودن سے آزموں بمعنی آزمائش ہے ۔ نمودن سے رہ نموں فقط راہ کے

ساتھ مرکب ہو کر آیا ہے ۔ دیکھنا قیاس کر کے قطب نموں اور قبلہ
نموں نہ کہنا ۔

(۸) دو اسموں کی ترکیب سے ۔ کہ مثل کا لفظ اس کی ترکیب
تشبیہی میں سے محذوف ہوتا ہے ۔ مثلاً ماہ رخ ۔ یعنی کسے کہ رخش
ہمچو ماہ است ۔ نرگس چشم ۔ یوسف جمال ۔ خورشید علم ۔ بدر حشم ۔
ستارہ سپاہ ۔ سکندر شکوہ ۔ ارسطو فطرت ۔ فلاطوں حکمت ۔ قضا قدرت ۔

بیت

صبا سرعتے رعد بانگ ادھمے   کہ بر برق پیشی گرفتے ہمے

(۹) دو اسم اور ایک حرف ربط سے ۔ مثلاً در بدر ۔ خاک بسر ۔
پا بگل ۔ پا در گل ۔ پا در زنجیر ۔ سر در ہوا ۔ سر بر کف ۔ پا بر جا ۔

(۱۰) الف یا بائے اتصال کے ساتھ ۔ مثلاً مالا مال ۔ برابر ۔ سراشیب
رنگا رنگ ۔ گوناں گوں ۔ دست بدست ۔ سر بسر ۔ دم بدم ۔ دوش بدوش ۔
دوشا دوش ۔

(۱۱) لفظ گار سے ۔ جیسا کہ پرہیز گار ۔ خدمتگار ۔ آمرزگار ۔
رستگار ۔ سازگار ۔

کرم بین و لطف خداوندگار
گنہ بندہ کرد است او شرمسار

گار کو خداوندگار میں بعض تاکید صفت ، بعض زائد کہتے ہیں ۔

(۱۲) گر یا تو مخفف گار کا ہے ۔ یا گار اس کا مزید علیہ ہے ۔
اکثر پیشہ وری کے لئے خاص ہے ۔ مثلاً داد گر ۔ ستمگر ۔ آہنگر ۔
زر گر ۔ شمشیر گر ۔ خنیا گر ۔ کاسہ گر ۔ لیکن توانگر مستثنی ہے ۔
کاریگر مزید علیہ کار گر کا ہے ۔

(۱۳) دار اکثر محافظت کے معنی دیتا ہے ۔ مثلاً سپہدار ۔
ملکدار ۔ قلعدار ۔ جان دار ۔ پایدار ۔ سردار ۔ دلدار ۔ شمشیر جوہر دار ۔

(۱۴) مند سے ۔ خرد مند ۔ ارجمند ۔ دانشمند ۔ مستمند ۔ (حاجتمند)
دردمند ۔ کمند مخفف اور مبدل خم مند یا خم وند کا ہے ۔

(ف) کبھی بیچ میں واو زیادہ کر دیتے ھیں - مثلاً برو مند ،
تنو مند - دیکھو بحث واو میں واو زائد کا حال -

(۱۵) ندہ سے - مثلاً شرمندہ - غمندہ وغیرہ -

(۱۶) وند - مثلاً پولاد وند - آوند (یعنی آب وند) پہلے خاص پانی کا برتن تھا ، اب عام ھے - خداوند میں زائد ھے یا تاکید -

(ف) حقیقت میں یہ وھی لفظ ھے جو سنسکرت میں ونت ھے - مثلاً بلونت (زور مند) - شاید مند اور وند سے بھی اس کا اتحاد ھو -

(۱۷) آور سے - مثلاً دلاور - جنگ آور - زور آور - تن آور - تگ آور - کشاور (مخفف کشت آور یا کشت ورز) - زباں آور - نام آور -

(۱۸) ور - جانور - سخنور - داور (مخفف داد ور) - ھنرور - خرد ور - تاجور - نامور - ریشور (یعنی ڈاڑھی والا) -

مانا کہ خلد پردہ ز رخسار بر گرفت
یا سادہ گشت ریشور دھر را عذار

یہ مخفف آور کا ھے یا ورز کا - دیکھو بیان ز میں -

(۱۹) ور ما قبل مضموم - مثلاً گنجور - رنجور - دستور - مزدور - دیجور (یعنی اندھیرے والی رات) در حقیقت گنجور اور گنجور وغیرہ ایک ھی ھیں - کثرت استعمال سے حرکت بدل گئی ھے -

(۲۰) وار - وارہ - دیکھو کلمات لیاقت -

(۲۱) آگیں - گیں - مثلاً غمگیں - اندوھگیں - سہمگیں - خشمگیں - چونکہ گیں مخفف آگیں کا ھے - اس لئے کہیں دل درد آگیں اور چشم سرمہ آگیں - زلف عنبر آگیں - مشک آگیں - شرم آگیں بھی بولتے ھیں - کہتے ھیں کہ ھمگیں میں بھی یہی ترکیب ھے - مزید علیہ اس کا ھمگیناں ھے - اور اس کا مخفف ھمگناں -

(۲۲) ناک - مثلاً اندوہ ناک - درد ناک - غمناک - اور تاکید صفت کے لئے کہتے ھیں کہ ع

توئی بر تریں دانش آموز ناک

مگر صحیح دانش آموز پاک ھے - دانش آموز موصوف - پاک صفت -

(۲۳) بان - محافظت کے معنی دیتا ھے - مثلاً فیلبان - شتربان - ساربان - پاسبان - مرزبان - دیدبان - کشتی بان - مگر مہربان مستثنیٰ ھے -

(ف) وان سنسکرت میں بھی علامت فاعلیت ھے - مثلاً گن وان - دھن وان - بدیا وان -

(۲۴) ار - اکثر اس ماضی کے ساتھ آتا ھے جو حاصل بالمصدر کے معنوں میں ھوتی ھے - مثلاً خریدار - فروختار - نمودار - رفتار - خواستار - فریفتار - دیدار بمعنئ چشم - مولوی روم -

ز دیدارت نہ پوشید است دیدار
ببیں دیدار گر دیدار داری

سوار مخفف اور مبدل اسپ آر کا ھے - یہ ترکیب قدیمی ھے - اب اسم سے اس طرح ترکیب نہیں پاتا -

(۲۵) بد - سپہبد - ھیر بد - کوہ بد -

(۲۶) چی - یہ ترکیب ترکی ھے - مثلاً مشعلچی - قاطرچی - توپچی - قورچی - کشکچی - خزانچی - پروانچی - جارچی - باورچی - توشکچی -

(۲۷) باشی اور باش - ترکی میں بمعنئ سر ھے - مثلاً منشی باشی - توپچی باشی - قزلباش (سرخ سر) -

(۲۸) سر - مثلاً سر لشکر - سر دفتر - سر خیل - سر گروہ - سر گلہ - کبھی مبالغے کے معنی پیدا کرتا ھے - مثلاً سر مست - سر سبز - سر شار -

دیکھو یہ اسم کے پہلے لگاتے ھیں -

(ف) سرنگوں - سراشیب - سرا بالا بھی اسی کی فرع ھے -

(۲۹) ہ - آدم ھیچ کارہ - ناکارہ - عمر چند روزہ - ماہ یک شبہ یا دو شبہ ، سہ شبہ - عمر دو روزہ - اقبال پنج روزہ - عیش یک دمہ ، دو دمہ - چلہ (چالیس دن عبادت خلوت) - پنجاھہ (آتش پرستوں میں پچاس دن کی تھی) - اسپ دو رکابہ - سوار دو اسبہ - طفل یک سالہ - دختر ششماھہ - پیر صد سالہ - نبردہ (جنگی آدمی) - شیرہ (شیر مرد)

یعنی صاحب خصائل شیرانہ ۔ نرہ شیر میں ہ زائد ہوکر تاکید کا فائدہ بھی دے سکتی ہے ۔ یہ اکثر فردوسی کے محاورے ہیں ۔

(۳۰) ہ امر کے ساتھ ۔ مثلاً رنجہ ۔ شگوفہ اور مانندہ میں ماں ۔ مانستن سے ہے (مشابہ شدن) مگر کہ سکتے ہیں کہ ماں وند سے مانند رہ گیا ۔ اور پھر اُس پر ہ زیادہ کی ہے ۔ یا ماں سے مانندہ ۔ راں سے رانندہ ۔ خواں سے خوانندہ ہے ۔

(۳۱) کبھی ماضی کے آخر میں ہ لگانے سے ۔ مثلاً آشفتہ ۔ تفتہ ۔ آزردہ ۔

آشفتن ۔ آزردن لازم و متعدی دونو آئے ہیں ۔ یہاں لازم لیا ہے ۔

(۳۲) حرف میم سے ۔ جیسے یکم ۔ دوم ۔ سوم ۔ چہارم وغیرہ ۔

(۳۳) یائے معروف ۔ مثلاً درزی ۔ جوہری ۔ فراری ۔ کسبی ۔ کشتی (گشتی کا مبدل ہے گشتن سے) ۔

(۳۴) سار بمعنئ صاحب ۔ کہ مزید علیہ سر کا ہے ۔ حروف تشبیہ میں بھی اس کا ذکر ہو گا ۔ مثلاً خاکسار ۔ شرمسار ۔

(۳۵) بعض حروف تشبیہ ۔ مثلاً ماہ وش ۔ خورشید وش ۔ سرو آسا وغیرہ ۔

(۳۶) کلمۂ خدا سے ۔ مثلاً کد خدا ۔ دہ خدا ۔ خانہ خدا ۔ فردوسی سے

برون رفت محراب کابل خدا
سوے خانۂ زال زابل خدا

(۳۷) تاش ۔ داش کا مبدل ہے ۔ ترکی میں شریک یا رفیق کو کہتے ہیں ۔ مثلاً بیگ [1] تاش ۔ خواجہ تاش ۔ قرن [2] داش ۔ یول [2] داش ۔

1- ایک آقا کے دو نوکر یا غلام آپس میں بیگ تاش یا خواجہ تاش کہلاتے ہیں ۔ 2- قرن ۔ بھائی ۔ یول ۔ راہ

(۳۸) دو اسموں کی ترکیب سے بحذف لفظ کنندہ ۔ مثلاً جاں نثار ۔ شیر شکار ۔

(۳۹) قلب اضافت سے ۔ مثلاً نبات ریزہ ۔ خمیر مایہ ۔ پیش افسار (اگاڑی) ۔ پا افسار (پچھاڑی) ۔ نمد زیں ۔ پیش کوہہ (آس کے آگے کی بلندی) ۔ پس کوہہ (آس کے پیچھے کی بلندی) ۔ خرد نامہ ۔ ظفر نامہ ۔ ظفر تکیہ ۔ علم دوست ۔ خرد دشمن ۔ جہاں شاہ ۔ گیتی پناہ ۔ جفا دوست ۔ وفا دشمن ۔ خدا دوست ۔ جہاں سرور ۔ شہر یار ۔ دہ خدا ۔

(ف) ایسی ترکیبوں میں بعض جگہ آخر میں ہ زیادہ کر دیتے ہیں مثلاً نمک آب ۔ زہر آب ۔ نوشاب (نوشابہ) ۔ تلخاب (تلخابہ) ۔ دوشاب (یعنی آب دو شینہ) ۔ انگور کا عرق ہوتا ہے ۔

(۴۰) صفت موصوف کی ترکیب مقلوبی سے ۔ مثلاً پیر مرد ۔ کوزہ[1] نبات ۔ تختہ[2] نبات ۔ جواں مرد ۔ نیک خصال ۔ پست ہمت ۔ بالا دست ۔ فراخ حوصلہ ۔ ستم آیں ۔ حاضر جواب ۔ تہی دست ۔ تہی دامن وغیرہ ۔

(۴۱) فک اضافت سے ۔ مثلاً شاہ جہاں ۔ صاحب خرد ۔ ریزہ نبات ۔

(۴۲) اسم مفعول کسی جملے میں ترکیب پایا ہؤا مثلاً مردم جاں باختہ ۔ مردان جنگ آزمودہ ۔ مرد جہاں دیدہ ۔ نام بر آوردہ ۔ عاشق دل باختہ ۔ جاں دادہ ۔ گرم و سرد روزگار دیدہ ۔ تلخ و ترش جہاں چشیدہ ۔ جام وحدت کشیدہ ۔

(ف) کبھی اس میں از یا ب یا بر زیادہ کر دیتے ہیں ۔ مثلاً دست از جاں شستہ ۔ خو بہ جفا کردہ ۔ دل بر مرگ نہادہ ۔ ہوش از سر پریدہ ۔ دل از دست رفتہ ۔ داغ بر دل نہادہ ۔ عنان صبر از کف رفتہ ۔ رخت از کوئے ہوش بیروں بردہ ۔ مگر یہ ترکیبیں رنگین عبارتوں میں نازک طبع لوگ تراشا کرتے ہیں ۔ ادائے مطلب اور مقصد نگاری میں ان سے خلل پیدا ہوتا ہے ۔ پنج رقعے کا سب یہی انداز ہے ۔

1- کوزے کی مصری ۔ 2- تئی کی مصری ۔

کبھی اسم مفعول محذوف ہوتا ہے ۔ مثلاً گمراہ ۔ جگر خون ۔ یعنی گم کردہ راہ ۔ خوں کردہ جگر ۔

(۴۳) با ۔ نا ۔ بے ۔ کم ۔ ہم ۔ پر ۔ خود ۔ اسم پر آ کر معنئے صفتی پیدا کرتے ہیں ۔ مثلاً با خدا ۔ با حیا ۔ با مروت ۔ با جاہ و حشم ۔ با دانش و فرہنگ ۔ با ہوش و ہنگ ۔

ناکام ۔ ناہنجار ۔ نا سزا ۔ ناگوار ۔ نا فرجام ۔ نابکار ۔ ناتوان ۔ ناپاک ۔ ناسپاس ۔ ناشناس ۔ کبھی مرکب پر نا لگا کر کہتے ہیں ۔ نا خدا ترس ۔

بے دین ۔ بے ایمان ۔ بے عقل ۔ بے نیاز ۔ بے دل ۔ بیکار ۔ بیکارہ ۔ بیچارہ ۔ بے انصاف ۔ اور کبھی بے سر و سامان ۔ بے کس و کو ۔ بے ہوش و حواس ۔ بے نام و نشان ۔ بے تاب و توان ۔ بے بال و پر ۔ بے خواب و خور بھی کہتے ہیں ۔

کم خور ۔ کم زور ۔ کم ہمت ۔ کم طاقت ۔ کم بخت ۔

ہم بزم ۔ ہم عمر ۔ ہم نشین ۔ ہم راہ ۔ ہم راز ۔ ہم رکاب ۔ ہم خانہ ۔ ہم دم ۔ ہم قدم ۔ ہم وطن ۔ ہم مکتب ۔ ہم سایہ ۔ ہم کاسہ ۔ ہم نوالہ ۔ ہم باز ۔ اسی کا مبدل ہے امباز ۔ اسی سے ہے انباغ یعنی سوکن ۔

پر خور ۔ پر زور ۔ پر مغز ۔ پر شور ۔ پر فن ۔

خود پرست ۔ خود کام ۔ خود غرض ۔ خود مطلب ۔

(۴۴) بعض لفظ عربی کے صفت مشبہ بھی مستعمل ہیں ۔ مثلاً صحاف ۔ جلاد ۔ دلاک ۔ حجام ۔ شریر ۔ نظیر ۔ کریم وغیرہ ۔

ترکیب مفعولی
یا صفت

۱۔ امر و اسم سے ۔ جیسا کہ دلگیر ۔ دلپذیر ۔ پا انداز بمعنی در پا انداختہ شدہ ۔ ع

مہ انگشت کش گشت ز انگشت او

[۱] شاہ نواز خاں امرا کا خطاب ہوتا ہے ۔ یعنی نواختۂ شاہ ۔

۲۔ کبھی نہی اور اسم کی ترکیب سے ۔ جیسا متاع کس مپرس اور کس مخر ۔

۳۔ اسم اور ماضی کی ترکیب سے ۔ جیسا خار بست (کانٹوں کی باڑ)۔ پائے بست (دیوار) ۔

۴۔ ایک مفعول مشتق یا صفت مشبہ اور ایک اسم کی ترکیب دینے سے ۔ مثلاً سایہ پروردہ ۔ ناز پروردہ ۔ شاہ زادہ ۔ زر اندودہ ۔ زبان بریدہ ۔ عناں گسستہ ۔ بریدہ زبان ۔ تیغ جفا خوردہ ۔ زر اندودہ ۔ نمک سودہ ۔

کبھی آخر سے ہ حذف کر کے کہتے ہیں ۔ غبار آلود ۔ چرک آلود ۔ گوہر آمود ۔ سیلاب برد ۔ غم پرورد ۔

۵۔ لفظ ار سے ۔ جیسا کہ کشتار بمعنی کشتہ ۔ گرفتار بمعنی گرفتہ ۔ اس کے بعض الفاظ حاصل بالمصدر کے معنی بھی دے جاتے ہیں ۔

۶۔ دو اسموں کی ترکیب سے ۔ جیسا کہ گوہر نثار ۔

۷۔ کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ فقط امر مفعول کے معنی دیتا ہے ۔ مثلاً آردن سے آر ۔ مگر یہ شاید اتفاق صورت ہو ۔

حاصل مصدر
یا اسم مصدری

جس لفظ سے فعل کا اثر کسی شے پر یا شے کی حالت پر ہو ، وہ حاصل مصدر ہے ۔ مثلاً سوخت ۔ جلایا ۔ اس سے سوزش یعنی جلن ہوئی ۔ دانست ۔ جانا ۔ اس سے دانش یعنی آگاہی ہوئی ۔ پس سوزش اور دانش حاصل مصدر ہیں ۔ اسی طرح سپید کی حالت سپیدی ہے ، سرخ کی حالت سرخی ، جوان کی حالت جوانی اور پیر کی حالت پیری ۔ پس اس کی دو قسمیں ہوئیں ۔ فعلی ۔ اسمی ۔

۱۔ امر کے آخر کو مکسور کر کے ش لگاؤ ۔ مثلاً آمیزش ۔ آویزش ۔ بینش ۔ رنجش ۔ سازش ۔ نازش ۔ گزارش ۔ جوشش ۔

ماقبل ش کبھی مفتوح ہو جاتا ہے ۔ مثلاً ع

حاتم کرم و نظام بخشش بل ہر دو رکابدار رخشش

۲- کبھی فقط امر بھی یہی معنی دیتا ہے - یا یہ کہو کہ اس شین کا حذف بھی جائز ہے - مثلاً رنج دلی - جوش طبعی - سوز جگر - انداز - نوش - فروش - هراس - فشار - خروش - لاف - ناز - نورد - بوس - بوس و کنار - پرهیز - پسند - پرواز - خرام - پندار - شکن - شگاف - یہ سب سماعی هیں ، قیاسی نہیں - چنانچہ زدن سے نہ زن ہے ، نہ زنش-

۳- کبھی امر کے آخر میں ہ زیادہ کر دیتے هیں - مثلاً گریہ - خندہ - بوسہ - پویہ وغیرہ -

۴- کبھی ماضی کا صیغہ بھی یہی کام دیتا ہے - مثلاً کوفت (تھکن اور لوہے پر سونا چڑھانے کا کام) - زد (بندوق یا تیر کی مار) - پرداخت - ساخت - زیست - ع

گفت عالم بگوش جاں بشنو

نمود - برد - بود - نشست - سوخت - آمد - برخاست - خرید - تاخت - پرداخت - ساخت -

۵- کبھی ان پر بعض لفظ زیادہ کر کے کہتے هیں - وا سوخت - وا گزاشت - دریافت - برداشت - باز گشت - پیش رفت - فرو گزاشت - فرو داشت -

۶- ایک هی مصدر کی ماضی و امر کو ملا کر - مثلاً شست و شو- جستجو - گفتگو - رفت و رو - کشت و کار - واؤ کا درمیان میں لانا یا حذف دونوں جائز هیں -

۷- دو مصدروں کی ماضیوں کو ملا کر- مثلاً آمد و رفت - دید و شنید - خرید و فروخت - داد و ستد - گفت و شنید - خورد و برد - نشست و برخاست -

۸- دو مصدروں کی ماضی و امر کو ملا کر - مثلاً زد و کوب - خفت و خیز - خورد و خواب -

۹- دو امروں کو ملا کر - مثلاً سوز و گداز - پیچ و تاب - گیر و دار - سوز و ساز -

۱۰- ایک امر اور ایک نہی - مثلاً کشمکش - کن مکن - دار و مدار - خواہ مخواہ -

۱۱- دو امر بہ الف اتصال - روا رو - دوا دو - کشا کش - خیزا خیز - پیچا پیچ -

۱۲- امر اور اسم کے ملانے سے بھی بعض وقت حاصل بالمصدر کے معنی ظاهر هوتے هیں - مثلاً دسترس - لکد کوب -

۱۳- اسم اور ماضی سے - مثلاً دست داد - کار کرد - دست برد -

۱۴- کبھی ماضی کے آخر میں ار لگاتے هیں - مثلاً دیدار - رفتار - گفتار - کردار - نمودار -

۱۵- اسمی حاصل مصدر کبھی فقط یائے مصدری سے بن جاتا ہے- مثلاً مردی - پہلوانی - رستمی - فرعونی - حاتمی - زردی - سرخی - سفیدی - سیاهی - پادشاهی - خردی - بزرگی - پیری - جوانی - خود سری - زور مندی - هنر پروری - سبکساری -

بعض وقت عربی مصدروں کے آخر میں بھی - مثلاً صفائی - خلاصی- مخلصی - انتظاری - بیقراری - طفلی -

(ف) افسردگی - آزردگی - دل بردگی - بندگی - بیچارگی - ماندگی - درماندگی - دیوانگی - میں آخری ها گ سے بدل کر ی لگائی گئی -

۱۶- عربی کے قاعدے سے ماهیت - هوائیت - دهنیت - دمویت - صفراویت - نفسانیت - نورانیت - حقانیت - ربانیت - روحانیت - جسمانیت - درست هیں -

فارسی والے افضلیت اور معشوقیت وغیرہ بھی لکھتے هیں اور کہتے هیں - اور فصحائے اهل ظرافت کبھی شهریت اور خیریت سے بھی در گزر نہیں کرتے- اسی طرح شرافت - نجابت - حماقت پر قیاس کر کے نزاکت - پادشاهت وغیرہ بھی کہتے هیں -

اسم حالیہ

ایک قسم کا اسم صفت ہے جو فاعل یا مفعول کی حالت بتاتا ہے -

جامد

قاعدے

۱- امر کے آخر میں ان لگادو - مثلاً خیز سے خیزان - گرد سے گردان - اسی طرح جویاں - دواں - آفتاں - جہاں - احمد را صدا کردم ، از خانه خراماں بر آمد ، دواں آمد و برگشت -

۲- بعض صیغے فقط اسم فاعل ھی معلوم ھوتے ھیں - مثلاً ابر گریان است - برق خندان است - کشتی روان است - دلش پریشان است - اسی طرح فروزاں - تاباں - گریزاں - جنباں - درخشاں - آویزاں -

۳- بعض صیغے بغیر کسی اسم ذات سے ملنے کے یه معنی نہیں دیتے - مثلاً ناله کناں - پاے کوباں - نعره زناں - مو کشاں - سرگرداں - گل افشاں - دست افشاں -

اسم ظرف

زبان فارسی میں گنتی کے لفظ ھیں - جو مشتق ھیں - اور ظرف کے معنی دیتے ھیں - مثلاً دوشه یا دو شینه (دوھنے کا باسن) - شاریدن سے شار (پانی جھرنے کی جگه) - گزشت (دریا کا گھاٹ) - البته چند الفاظ ھیں که مختلف اسموں کے ساتھ مل کر ظرف کا مطلب پورا کردیتے ھیں - اس کا مفصل حال اسم میں لکھینگے - دیکھو بیان امر ، که کبھی کبھی اسم اور امر سے ترکیب پا کر اسم ظرف بن جاتا ھے - مثلاً بدر رو - زر خیز - آب ریز - موج خیز -

اسم کی پہلی تقسیم میں مصدر اور مشتق کا حال سن چکے ہو ، اب جامد کا حال سنو - مگر اتنی بات یاد رکھو کہ فارسی میں اکثر جامد لفظ صورت میں مفرد اور حقیقت میں مرکب ہیں - مثلاً شمشیر - ناخن شیر (شم بمعنئے ناخن) کیونکہ صورت بھی ویسی ہے اور کاٹ پھاڑ بھی کرتی ہے - کمند مبدل خم وند کا ہے - کیونکہ کمند خم در خم ہوتی ہے - زمین مرکب ہے زم اور ین کلمۂ نسبت سے - زم (خنک) یہ اس لئے زم سے منسوب ہوئی کہ بالطبع خنک سمجھی گئی تھی - آسمان مرکب ہے آس اور ماں سے - (یعنی مانند آسیا) -غرض فارسی میں ہزاروں لفظ مرکب ہیں ، مگر ان پر جامد ہی کے احکام جاری ہیں -

اب جامد کی دو قسمیں ہیں - معرفه - نکره -

معرفه

وہ اسم ہے جس سے خاص چیز سمجھی جاتی ہے - مثلاً جب تم احمد کہ کر پکارتے ہو تو وہی آدمی بولتا ہے جس کا وہ نام ہوتا ہے - جب اصفہان کا نام خط پر لکھ کر بھیجتے ہو تو وہیں پہنچتا ہے - ایسے اسموں کو معرفه کہتے ہیں -

معرفه کی چار قسمیں ہیں : علم - ضمیر - اشارہ - موصول -

علم

علم کی چار قسمیں ہیں :

۱- نام - جو بزرگوں نے ولادت کے بعد قرار دیا - جیسے احمد - محمود - حامد - زید - عمر - خالد - رستم - فریدوں -

(ف) دریاؤں اور شہروں وغیرہ کے نام بھی علم ہیں - مثلاً اصفہان- شیراز - مصر - روم - جیحوں - نیل -

۲- کنیت - عرب والے نام میں بیٹے کا پتا بھی شامل کرتے ہیں - جیسے ابوالقاسم - ابوالحسن - یعنی قاسم کا باپ اور حسن کا باپ - کبھی وصفیت کے لحاظ سے ایسے نام رکھ دیتے ہیں - جیسے ابو الفضل (بزرگی کا باپ)- ابو جہل (جہالت کا باپ)-ابو ہریرہ(بلیاں بہت پالتے تھے اس لئے یہ نام مشہور ہؤا - اصل میں عبد الرحمن تھا) - کبھی ابنیت کےلحاظ سے- مثلاً ابن ماجه - ابن خلدون (پہلا محدث اور دوسرا مورخ ہے) - عورت کے لئے آم کا لفظ لگا دیتے ہیں - آم خالد - آم ایمن -

مگر فارسی والوں میں اس طرح کے نام رکھنے کی رسم نہ تھی ۔

۳۔ بادشاہ اور امراء کسی اچھی خدمت پر خوش ہوکر اپنے نوکروں کو اچھے اچھے نام عنایت کیا کرتے تھے ۔ وہ خطاب کہلاتے ہیں ۔ جیسے آصف جاہ ۔ صفدر جنگ وغیرہ ۔ زمانۂ گزشتہ میں تھے ۔ آج کل ستارۂ ہند ہے ۔

۴۔ شاعر لوگ نظم میں اپنا کچھ خاص نام رکھ کر اُس سے اشارہ کر دیتے ہیں ۔ مثلاً خاقانی ، افضل الدین کا تخلص ہے ۔ اور ظہوری نور الدین کا ۔ سعدی مصلح الدین کا ۔

ضمیر

ضمیر ایک مختصر سا اسم ہے کہ اس سے اسم غائب یا حاضر یا متکلم سمجھا جاتا ہے ۔ یعنی جس اسم کا کلام میں پہلے نام لیا ۔ اس کا دو بارہ نام لینا نہیں پڑتا ۔ ضمیر اسے بیان کر دیتی ہے ۔ مثلاً احمد آمده بود ، ہرچه پرسید جوابش دادم ۔ مگر او کے باور مے کرد ۔ دیکھو ش اور او کے سبب سے دو بارہ احمد کا نام نہ لینا پڑا ۔ اسی طرح مخاطب اور متکلم کا نام بھی نہیں لینا پڑتا ۔ ایک چھوٹے سے لفظ سے کہ ایک حرف یادو حرفی یا سہ حرفی ہو ۔ بڑے بڑے اسموں کا کام نکل آتا ہے ۔

ضمیر کی دو قسمیں ہیں :-

۱۔ منفصل ۔ کہ جزو کلمہ نہ ہو ۔ بلکہ خود ایک علحدہ کلمہ ہو ۔ اسے دوسرے کلمے کے ساتھ ملنے کی حاجت نہیں ۔ مثلاً تم کہو کہ مے گوید ؟ مخاطب کہے ۔ من ۔ شما یا او ۔

۲۔ متصل ۔ کہ بے اسم یا فعل کے ملنے کے کام نہیں دے سکتی ۔ مثلاً نامت ۔ غلامش ۔ اسبم ۔ گفتمش ۔ دادمش وغیرہ ۔

ضمیریں بھی عام اسموں کی طرح پانچ حالتوں میں مختلف صورتیں دکھاتی ہیں ۔

ضمائر منفصل

۱۔ حالت فاعلیت

	واحد	جمع
غائب	او گفت یا وے (آن)	آنہا گفتند ۔ ایشان گفتند ۔ شان گفتند (فقط نظم میں ہے) ۔
مخاطب	تو گفتی	شما گفتید ۔ تان ۔
متکلم	من گفتم	ما گفتیم ۔ ہندوستانی کبھی کبھی مایان بھی کہتے ہیں ۔ یہ تورانی محاورہ ہے ۔

او اور وے واحد غائب ذوی العقول کی ضمیر ہے ۔ او عام ہے ۔ وے ترکستان کے لوگوں کا محاورہ ہے ۔ اہل ایران کم بولتے ہیں ۔ یہ اپنے اسم کے ساتھ جمع نہیں ہوتا ۔ آنکس ۔ آن مرد کہ سکتے ہیں ۔ او مرد ۔ او کس بے محاورہ ہے ۔ او یا وے پر جبکہ در یا از یا بر وغیرہ کوئی حرف آ جائے تو غیر انسان کے لئے بھی جائز ہے ۔

شہرے کہ درو عزت پیران نشود
آن شہر محال است کہ ویران نشود

آن دور کے لئے ایک اسم اشارہ ہے مگر ضمیر کی جگہ بھی بول جاتے ہیں ۔ آن دور کے لئے این پاس کے لئے ۔ انسان کے لئے کم غیر انسان کے لئے زیادہ ۔ جب ب آتی ہے تو الف دال سے بدل جاتا ہے ۔ جیسے بدان ۔ بدیں ۔ بدیشان ۔ بدو ۔

در ۔ بر ۔ از وغیرہ آئیں تو ر اور ز متحرک ہو جاتے ہیں اور ایک الف اڑ جاتا ہے ۔ مثلاً درو ۔ برو ۔ بران ۔ بریں ۔ ازان ۔ ازیں ۔

تان ترک بجائے شما کہتے ہیں ۔ اور نظم میں اہل فارس کبھی کبھی لاتے ہیں ۔ کتاب تان کجا ست ؟ اسب تان دیدیم ، خیلے خوب است ۔

من کبھی زیادہ دفعہ بھی آ جاتا ہے ۔ مثلاً ع

توئی آنکه تا من[1] منم با منی

---

[1] بعض کے نزدیک من تاکید کے لئے ہے ۔ بعض کے نزدیک من مبتدا ہے اور منم اس کی خبر ۔ وہ کہتے ہیں کہ منم ۔ یعنی من ہستم ۔ مراد اس سے یہ کہ جب تک میں اس قابل ہوں کہ من ہستم کہہ سکتا ہوں ، اس وقت تک تو میرے ساتھ ہے ۔

کبھی تعظیم کے لئے مخاطب کو جناب - آں جناب - قبلہ - آں قبلہ - صاحب - آں صاحب - وغیرہ الفاظ سے خطاب کرکے بات کرتے ہیں - اس وقت غائب تعبیر کرنا واجب ہے - مثلاً جناب چہ فرمودند ؟ آں جناب کے تشریف مے برند ؟ صاحب چہ مے فرمایند ؟ جناب چہ فرمودند ؟ آں قبلہ ہرچہ فرمودند بجا مے آرم -

(ف) چونکہ تعظیم اور ادب فارسی کے جوہر میں داخل ہے اس لئے بڑے سے لے کر چھوٹے تک سب کو ضمیر اور صیغۂ جمع سے ذکر کرتے ہیں - اور اپنے تئیں واحد بلکہ با وجودیکہ فعل متکلم موجود ہے ، مگر اپنے تئیں بندہ یا مخلص شما ، غائب کر کے متکلم فعل ایسا لگاتے ہیں کہ تقریر میں نہایت لطف پیدا ہو جاتا ہے - مثلاً خود بندہ رفتم - فقیر کہ ہیچ سر و برگ بایں کارہا ندارم -

بعض لوگ ایشاں پاس کے لئے اور اوشاں دور کے لئے بولتے ہیں - مگر تکلف بے حاصل ہے - مثلاً آغا احمد ہر روز بر من تقاضائے پول مے کند - شما بہ اوشاں بفہمانید - یہاں اوشاں اس فرق کے لئے کہنا بے جا ہے - ایشاں بھی وہی کام دیتا ہے - اور محاورے میں تو یہاں ضمیر کا لگانا ہی فضول ہے -

۲ - حالت مفعولیت

	واحد	جمع
غائب	او را - وے را - آں را	آنہا را - ایشاں را - شاں را
مخاطب	ترا	شما را - تاں را
متکلم	مرا	مارا

کبھی اہل زبان نظم میں ضمیر غائب ، حاضر اور متکلم میں سے را حذف کر کے عجب نمکین کلام پیدا کرتے ہیں ؎

تو ہرگز مبیں شاں بچشم پسند کہ ایشاں پسندیدۂ حق بس اند
(مبیں شاں را)

۳ - حالت اضافت

یعنی جبکہ کسی چیز کو ضمیر سے کسی طرح کا لگاؤ ہو -

خصوصیت - خواہ ملکیت وغیرہ سے یا کسی اور تعلق سے - مثلاً

واحد	جمع
دل او (وے - آں)	دل آنہا - دل ایشاں - دل شاں -
دل تو	دل شما - دل تاں
دل من	دل ما

اگر مضاف کے آخر میں الف یا واو ہو تو ایک ے زیادہ کر دیتے ہیں - مثلاً پائے من - روئے او - ہائے مختفی ہو تو ہمزہ ملینہ - مثلاً جامۂ تو - خامۂ من -

یاد رکھنا ضمیر مضاف نہیں ہوتی -

نظم میں اہل زبان فک اضافت کے ساتھ بھی استعمال کرتے ہیں -

۴ - حالت صفت

عربی میں ضمیر نہ صفت ہو سکتی ہے ، نہ موصوف - مگر فارسی اور اردو میں فقط ضمیر متکلم واحد موصوف ہوتی ہے -

من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بو العجبی

کبھی موصوف پر کسرہ نہیں بھی پڑھتے - جیسے ؎

تا نمازی نشود دیدۂ من بندہ باشک
عشق دستور نہ بخشد کہ کنم در تو نگاہ

۵ - حالت اسناد

یعنی جس میں مسند مسند الیہ کے موجود ہونے یا نہ ہونے کی خبر دے - مثلاً

واحد	جمع
او ہست (وے - آں)	آنہا ہستند (ایشاں - شاں)
تو ہستی	شما ہستید (تاں)
من ہستم	ما ہستیم

ضمائر متصل

یہ ضمیر نظم میں بہت لاتے ہیں - اور اہل زبان محاورے میں اکثر بولتے ہیں - ان کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ تھوڑے حرفوں میں بہت کام نکل آتا ہے -

هندوستانی کہتے ہیں - من دست او را گرفتم و گفتم -

اہل زبان کہیگا - دستش گرفتم و گفتم -

اسی طرح نظم میں - ع گفت با من فروش باغت را

دیکھو برابر دو دو ضمیریں - ع

گفتمش اے مامک دیرینہ روز

ایرانی حکیم کہتا ہے - نبضت بنما - فلانی با پسرش الفت بسیار دارد - یعنی با پسر خودش -

٦- حالت فاعلیت

کرد یعنی او	کردند یعنی آنہا
کردی یعنی تو	کردید یعنی شما
کردم یعنی من	کردیم یعنی ما

٧- حالت مفعولیت - مثلاً

دادش - شان را داد	واحد کے صیغے اسی طرح نظم میں آتے
دادت - تان را داد	ہیں - نثر میں او را داد - ترا داد - مرا
دادم - ما را داد	داد کہتے ہیں -

اسی طرح شان را داد - تان را داد - اور تاکید کے لئے خود تان را داد بھی کہتے ہیں -

کبھی را نظم میں حذف بھی ہو جاتا ہے - مگر جو موقع اس کے لطف کا ہے وہ اہل زبان ہی سے ادا ہوتا ہے - دیکھو بحث را و فک اضافت سے

بگردن فتد سرکش تند خو

بلندیت باید بلندی مجو

٨- حالت اضافت

دلش	دل شان	اگر مضاف کے آخر میں الف یا واو
دلت	دل تان	ہو تو ایک ے زیادہ کر دیتے ہیں -
دلم	دل ما	مثلاً خدایش - پایم - رویت - مویم -

اگر ہاے مختفی ہو - تو الف زیادہ ہو جاتا ہے - مثلاً جامہ اش - نامہ ات - خامہ ام - اسی طرح ساختہ اش - گفتہ اش وغیرہ -

حالت صفت و حالت اِسناد

ضمیر متصل میں نہیں آسکتی -

خود

خود جیسے ہندی میں آپ - کبھی تاکید کے لئے آتا ہے مثلاً محمود خود آمد تا رفتم ورنہ بندہ کے مے رفتم - خود محمود آمد اور خود او گفت اور خودش گفت - یہ فصیح تر ہے - او خود سوداگر است از نیک و بد خبر دارد -

کبھی جبکہ ایک اسم ظاہر یا ضمیر متصل ایک فعل کی فاعل ہو، اور وہی مفعول بھی ہو تو مفعولیت کے لئے نہ اسم مذکور کو دوبارہ لاتے ہیں نہ ضمیر کو - بلکہ اس کی جگہ خود کہ دیتے ہیں - مثلاً محمود خود را در آب انداخت - او خود را کشت - یا اسی ضمیر کا مضاف فعل مذکور کا مفعول ہو تو بھی خود کہ دیتے ہیں - مثلاً احمد اسب خود را فروخت - مگر اسب خودش را فروخت، فصیح تر ہے - اس کو ہر جگہ اضافت کے ساتھ پڑھنا چاہئے - مثالیں ہر حالت کی لکھی جاتی ہیں -

فاعلیت

خود او گفت - خودش آمد	خود شان آمدند
خودت گفتی - خود تو گفتہ بودی	خود تان آمدید - خود شما بگفتید
خودت آنجا بروی - تو خود آنجا بروی	خود تان بروید
خود من آمدم - خود بندہ آمدم	خود ما آمدیم
خودم گفتم - بندہ خود گفتم	خود ما گفتیم

مفعولیت

خود او را دادم - اسب خود را مہمیز کرد - بہ خودش گفتم - خود آنہا را - خود شان را - خود ترا دادم - خود خودت را خراب کردی - اسب خودش - خود خود تان را رسوا کردید - او خود مرا داد است - خود خودم را خراب کردم - خود ما را داد - خود ما را برد -

اضافت

اسب خود او بود ـ اسب خود آں بود	اسب خود شاں ـ اسب خود آنہا ـ
دست خود بمن بده ـ دست خودت بمن بده ـ دست خود بمن ده ـ اسب خود را فروختی ؟	اسب خود شما بود ـ اسب خود تان است ـ
اسب خودم موجود است ـ دست خودم گرفته است ـ اسب خودم بود ـ	اسب خود ما بود ـ
اُستاد خودش حکیم است ـ خود او دانا ست ـ خود دانا هستی ـ بنده خود عاجزم ـ بنده خود مجبورم ـ	خود شاں صاحب زر هستند ـ خود شاں صاحب اختیار هستند ـ خود شما دانا هستید ـ ما خود غریب الوطن هستیم ـ

خود ـ خویش ـ خویشتن ـ سب قریب قریب معنوں میں آتے ہیں ـ خویشتن میں تاکید ہو جاتی ہے شاید خویش مبدل خود کا ہو ـ مگر خویش اور خویشتن نظم میں زیادہ تر مستعمل ہوتے ہیں ـ اور متقدمین کی نثر میں بھی کہیں کہیں ہیں ـ اس میں بھی خویش زیادہ آتا ہے اور خویشتن کم ـ

ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند

بیت

کسے بہتر از خویشتن دار نیست
که با خوب و زشت کسش کار نیست

فائده ـ خویش بھی بمعنے خود آتا ہے ـ ہاتفی

من نامه را ز باد صبا پیش مے برم
قاصد اگر بہم نرسد خویش مے برم

فائده ـ جس چیز کی طرف ضمیر پھرتی ہے ، اُسے مرجع کہتے ہیں ـ ظاہراً یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مرجع ضمیر سے پہلے ہو ـ

مگر بعض اشعار میں ضمیر پہلے آتی ہے ـ اُس کو اضمار قبل الذکر کہتے ہیں ـ بوستاں میں ہے ـ ؎

شکم تا بنافش دریدند مشک
قدح را برو چشم خونی پر اشک

یعنی شکم مشک تا بنافش دریدند ـ عرفی

خمار غمزهٔ خود را بمستئے بفروخت
دگر نماند متاعیش در دکاں نرگس

یعنی نرگس دیگر متاعے در دکان خود نه گزاشت ـ

ف ـ ضمیروں کی وحدت اور جمع میں مطابقت واجب ہے ـ مگر نظم میں کہیں کہیں اختلاف بھی ہو جاتا ہے ـ ؎

کوتاه صفیرم قفسم باز گزارید
جائے که رسد ناله بفریاد رس ما

بیت

کریما به بخشائے بر حال ما   که هستم اسیر کمند هوا

اسمائے اشارات

اسم اشاره ـ وه اسم ہے که جس شخص یا چیز کا نام نه لیں ، اس اسم سے اُس کی طرف اشاره کر دیں ـ اور شخص یا چیز مذکور کو مشار الیه کہتے ہیں ـ

اگر مشار الیه سامنے یا پاس ہو تو ایں ، اینان اور اینہا مستعمل ہوتے ہیں ـ اگر دور یا غائب ہو تو آں اور آنہا ـ مثلاً اگر کوئی تم سے پوچھے که اسب شما کدام است ؟ تم کہو ـ آنکه دیروز بر آں سوارم دیدید ـ

اگر پاس یا سامنے ہو تو تم کہو گے ـ این است ـ یا همین است ـ اگر دور ہو یا غائب ہو تو تم کہو گے ـ زیر آں درخت بسته است ـ

عبارت میں بھی جو دور و نزدیک مذکور ہوں، آن کے لئے آن
و این فرق دکھاتے ہیں - جیسے گویند لشکر مخالفان بے قیاس بود و اینان
اندک ــ

من نگویم کہ این مکن آن کن
مصلحت بین و کار آسان کن

این و آن کا استعمال کبھی باعتبار قرب و بعد مشار الیہ کے ہوتا
ہے - جیسے کہ ــ

این من و این گردن من آن تو و آن تیغ تو
خواہیم گردن فراز و خواہیم گردن بزن

اور کبھی بلحاظ رتبے کے اعلیٰ کو بعید اور ادنیٰ کو قریب قرار
دیتے ہیں ــ

آدمی زادہ طرفہ معجونے است
کز فرشتہ سرشتہ وز حیوان
گر کند قصد این شود بہ ازین
ور کند میل آن شود بہ ازان

۱ - اسم اشارہ جب اپنے مشار الیہ سے متصل ہو تو جمع
پر بھی واحد ہی لاتے ہیں - مثلاً آن کسان - این کسان - آن مردم -
این مردم - آن چیزہا - این چیزہا -

۲ - مشار الیہ مقدم ہو یا فاصلے پر ہو تو اکثر جمع
کے لئے جمع بہتر ہے - حافظ شیرازی ــ

شراب لعل کش و روئے مہ جبینان بیں
خلاف مذہب آنان جمال اینان بیں

آنان کا اشارہ ناصحوں کی طرف ہے - اگر چہ لفظوں میں ان کا نام
نہیں آیا مگر مہ جبینان کا تقابل اس پر دلالت کرتا ہے -

۳ - کبھی وحدت اور جمعیت میں مطابقت نہیں بھی ہوتی -
سلمان ــ

شاہد آن نیست کہ دارد خط سبز و لب لعل
شاہد آن است کہ این دارد و آنے دارد

مشار الیہ اکثر دیکھا بھالا ہوتا ہے - اور کبھی غیر محسوس بھی ہوتا
ہے - مگر خیال میں صاف موجود ہوتا ہے - چنانچہ شعر ذیل میں
دیکھو - آن کار - وہی کام ہے جو ہم جانتے ہیں اور تم جانتے ہو -

بیت

واعظان کیں جلوہ بر محراب و منبر مے کنند
چون بخلوت مے روند آن کار دیگر مے کنند

فاعل - آن آمد - آنان - آنہا آمدند
این آمد - اینان - اینہا آمدند
مفعول - آن را - آنان - آنہا را
این را - اینان - اینہا را

ایک شخص ہاتھ کا اشارہ کر کے کہتا ہے - آن لکۂ ابر
را بینید - در زیرش ہلال است - اور دیکھو - اس فقرے میں در زیر آن
ہلال است بھی کہ سکتے ہو - پس معلوم ہوا کہ آن ضمیر کا بھی
کام دیتا ہے -

آن کی جمع آنان، انسان کے لئے - اور آنہا، غیر انسان کے لئے ہے،
محاورے میں بموجب موقع استعمال کرتے ہیں -

جب دو چیزوں میں شبہ ہوتا ہے کہ تمہاری کونسی ہے،
تو دکھا کر پوچھتے ہیں - تم کہتے ہو - این از من است - این
از ما نیست - ہاتھ میں کوئی چیز ہو یا نہایت قریب کا اشارہ منظور ہو
تو کہینگے - اینک نگاہ کنید - اینک بینید - (اے لو دیکھو) -
(لو دیکھو) -

آن اگرچہ بظاہر مشترک ہے - مگر در حقیقت اشارہ و ضمیر
میں فرق ہے - چنانچہ کہ سکتے ہیں - آنکس - آن مرد - اور نہیں کہ
سکتے - او کس - او مرد - علاوہ بر آن، اشارہ محسوسات کی طرف ہوتا
ہے، خواہ سامنے موجود ہو، خواہ عبارت میں لکھا ہو، خواہ کہنے

واے کے ذہن میں ہو ۔ اور کچھ کچھ حرکت اعضا کو بھی اس
میں دخل ہے ۔ بلکہ کوئی اور لفظ بھی قرب و بعد کا یا آں کے مقابل
ایں اس طرح موجود ہوتا ہے کہ اشارے کی تائید ہوتی ہے ۔ جس
کی مثالیں تم نے دیکھ لیں ۔ ضمیر میں ایسا نہیں ہوتا ۔ دیکھو گلستاں ۔
سائر حکما از تاویل آں عاجز آمدند ۔

فائدہ ۔ ام مبدل ایں کا ہے ۔ مگر امروز ۔ امشب ۔ امسال کے
سوا نہیں آیا ۔ مرزا بیدل نے امصبح اور امشام بھی کہ دیا ۔ مگر اہل
زبان نے نہ مانا ۔ دیکھو ۔ پرائی زبان میں قیاس نہیں چلتا ۔

چناں ۔ چنیں ۔ چنو ۔ ہمچناں ۔ ہمچنیں ۔ (چوں آں ۔
چوں ایں ۔ چوں او) اشارے میں کام آتے ہیں ۔ آستاد اپنے
شاگرد کے حرف کو اصلاح دیتا ہے اور حرف دکھا کر کہتا ہے ۔
آغا زادہ چنیں بنویس ، قاعدہ نہ چناں است کہ نوشتی ۔ چناں
راہ برو کہ بہ تو نشاں مے دہم ۔ چناں بنویس کہ بسر مشق نوشتہ ،
ایں چہ نوشتی ؟ ہمچناں بنویس ۔ کہ دیروز نوشتہ بودی ۔ ہماں طور
بنویس کہ بہ تو گفتم ۔ ہمچنیں بنویس ۔ ہمیں طور بنویس ۔ چنو ،
قدیمی تصنیفات میں ہے ، اب نہیں ۔

ہمین است ۔ ہماں است ۔ کوئی شخص تم سے پوچھتا ہے ۔
چاقوے شما ایں است کہ گم گشتہ بود ؟ تم کہتے ہو ۔ ہمین است
ہمین است ۔ کبھی پوچھتا ہے ۔ تمہارا چاقو کیسا تھا جو کھویا گیا ؟
تم کہتے ہو ۔ ہماں است کہ دیروز دیدید ۔

ایمہ ۔ کسی زمانے میں حرف اشارہ ہوگا ۔ اب متروک ہے ۔

بیت

ایمہ مگر کہ آسماں اہل ہنر نمے دہد
اہل چو نااید از عدم چیست گناہ آسماں

یہ جو آسماں اہل ہنر نہیں پیدا کرتا تو اس کا گناہ کیا ؟ وہ عدم سے
آتے ہی نہیں ۔

ایدوں ۔ شیخ سعدی اور نظامی تک محاورہ تھا ۔ پھر متروک
ہوگیا ۔ مگر آج کل جو قصائد میں پرانی طرز کو پھر اختیار کیا ہے
تو اکثر شعرائے ایران بول جاتے ہیں ۔ قاآنی

شد ہیچ نہ ایدوں کہ بہ شیراز بماندم
با خاطر آشفتہ و با عیش مکدر

ہمیدوں ۔ بعضے کہتے ہیں کہ اس کی اصل ہمیداں تھی ۔
نظامی

ہمیدوں دریں چشم روشن دماغ
ابوبکر شمع است و عثماں چراغ

اسم اشارہ کبھی محذوف نہیں ہوتا مگر مشار الیہ کبھی حالت
اضطراب میں یا وقت مصلحت پر حذف ہو جاتا ہے ۔ مثلاً جلدی نام نہ
لے سکیں ، ہاتھ یا آنکھ کا اشارہ کر کے کہ دیں ۔ ایں بدہ ۔ یا
ایں است بگیر ۔ یا سانپ بچھو کہیں ہو سب اسے ادھر ادھر ڈھونڈ
رہے ہوں ، ایک شخص کو نظر آ جائے ۔ وہ کہے کہ ایں است ۔
یا ایں است ایں است ۔ یا اینک اینک ۔

ایدر ۔ اینجا ۔ پہلا شاید وہی لفظ ہے جسے ہندی میں ادھر کہتے
ہیں ۔ اب متروک ہے ۔

اسم موصول

وہ اسم ناتمام ہے کہ اکیلا جزو تام کسی جملے کا نہیں
بن سکتا ۔ اس کے بعد اس کا صلہ ہوتا ہے ۔ اور دونو مل کر جزو جملہ
ہوتے ہیں ۔ جیسے آنکہ لاف علم مے زند ، خود جاہل است ۔ اس میں
آنکہ ، موصول ہے ۔ لاف علم مے زند ، صلہ ۔ اسم موصول اپنے صلے کے
ساتھ مل کر مبتدا ہے ۔ خود جاہل است ، خبر ۔

اسم موصول کے واسطے یہ لفظ مقرر ہیں :

۱ ۔ اشخاص کے لئے آنکہ ۔ آنانکہ ۔ ہرکہ ۔ ہر آنکہ ۔ واحد کے لئے
واحد ۔ جمع کے لئے جمع ۔

۲ - اشیا کے لئے آنچه - هرچه - هر آنچه -

۳ - یاے موصوف یا کاف بیانیه - مثلاً کسیکه - کسانیکه - شخصے که - اسپے که - ۴ - آن - این - جب ان کے بعد اسم نکره مع کاف هو - جیسے آنکس که - آن کتاب که - وغیره	یه دونو صورتیں ذوی العقول اور غیر ذوی العقول میں مشترک هیں -

نکره معرفے کی طرف مضاف هو کر معرفه شمار هوتا هے

اسم نکره جو کسی معرفے کی طرف مضاف هو ، وه بهی معرفه هوتا هے - مثلاً برادر احمد آمده بود - برادر ، اگرچه عام هے - مگر احمد کی طرف مضاف هو کر وه بهی معرفه هوگیا - جس کو احمد میں شبه نهیں ، اس کو اس میں بهی شبه نهیں پڑیگا -

اسی طرح احمد با برادرش آمده بود - یهاں لفظ برادر ضمیر کی طرف مضاف هے - وه بهی ایسا هے گویا خود احمد کی طرف مضاف هے - اس لئے اب جاننے والے کے نزدیک جیسا احمد هے ، ویسا هی برادرش هے - اسی طرح اسم اشاره - جیسے برادر آن - اسم موصوله - جیسے برادر کسیکه دیروز آمده بود ، سر راهم دو چار شد -

معهود ذهنی اور معهود خارجی

۱ - معهود خارجی بهی معرفے کی ذیل میں هے - کیونکه اگرچه بولنے والا عام لفظ بولتا هے - مگر حقیقت میں ایک خاص معنی مراد لیتا هے - عالمگیر اپنے رقعات میں برادر نامهرباں لکهتا هے اور اس سے مراد لیتا هے بڑا بهائی دارا شکوه - بے مراد لکهتا هے اور مقصود هوتا هے ، مراد بخش چهوٹا بهائی - اسی طرح جب کسی کا دشمن سامنے سے آئے اور یه دیکھ کر کهے - آمد شیطان مجسم - اگرچه نام نهیں لیا - لیکن دل میں اس دشمن کو اور اس کی دشمنی کو اور اس کے دشمنی کے کاموں کو اچهی طرح جانتا هے -

۲ - معهود ذهنی کا بهی ایسا هی حال هے - کیونکه بولنے والا جو لفظ بولتا هے ، اگرچه مبهم هے - مگر آپس میں اصطلاح ٹهیرائی هوئی هے که اسے وه بهی جانتا هے - اور جن سے کهتا هے ، وه سب بهی

جانتے ھیں ۔ مثلاً چه کنم که مرا همچنیں آفریدند ۔ اور اسی طرح ۔ اختیار بدست ما نداده اند (یعنی کار کنان قدرت) ۔ آورده اند که سپاه دشمن بے قیاس بود ۔ (یعنی اهل تاریخ) ۔

بزیر دلق ملمع کمندها دارند
دراز دستئے ایں کوته آستیناں بیں

(یعنی زاهدان ریا کار) ۔

منادیٰ

اکثر تو معرفه هی هو تا هے ۔ مگر کبھی راه چلتے آدمی کو بھی بلا لیتے هیں ۔ میاں هوت ! اجی هوت ! اجی جناب ! ذرا ادهر آئیے گا ! فارسی میں کهینگے ۔ جناب آغا ! یه الفاظ بظاهر عام هیں مگر پکارنے والا اپنے نزدیک موجود کی طرف اشاره کرتا هے ۔ پس حقیقت میں وه بھی معرفه هوا ۔

(ف)۔ یه تینوں قسمیں جو هم نے لکھی هیں ، اتباع کتب مروجه کے لحاظ سے لکھی هیں ۔ ورنه ظاهر هے که یه تینوں اسم[1] بذات خود معرفه نہیں ۔عبارت سمیت معرفه هیں ۔ اور همیں غرض اسمائے معرفه سے هے، عبارت معرفه سے نہیں ۔

1۔ یعنی معهود ذهنی ۔ خارجی ۔ منادیٰ ۔

اسمائے نکره

اسم ذات

دنیا میں جیسے بے شمار چیزیں هیں ، ویسے هی ان کے لئے بے شمار لفظ هیں ۔ آتش ۔ آب ۔ خاک ۔ باد ۔ سنگ ۔ درخت ۔ گل ۔ بلبل ۔ گلشن وغیره وغیره ۔

جو چیز اپنی ذات میں ایسی خصوصیت رکھے ، جس کے سبب سے اور چیزوں میں الگ پہچانی جائے مگر کوئی وصف اس سے نه سمجھا جائے۔ اس کے نام کو اسم ذات کہتے هیں ۔ دیکھو ۔ گھر میں بہتیری چیزیں دھری هیں ۔ مگر جب کسی سے تم کتاب مانگتے هو تو وه اس کی چند خصوصیتوں سے سمجھ جاتا هے اور وهی لا کردیتا هے ۔ آئینه ۔ اینٹ ۔ پتھر نہیں اٹھا لاتا ۔ ایسے نام کو اسم ذات کہتے هیں ۔ بعضوں نے کہا هے که اسم ذات وه هے جو موصوف کسی صفت کا هو سکے ۔

تم کو خبر هے که اسم فاعل ۔ اسم مفعول ۔ حالیه ۔ اسم صفت ۔ مصدر ۔ حاصل بالمصدر ۔ اسم آله کا حال فعل کی بحث میں مذکور هو چکا هے ۔

اسم تفضیل

اپنے موصوف کی زیادتیٔ وصف ظاهر کرتا هے ۔ فارسی میں مشتق نہیں آتا ۔

۱۔ عام قاعده یه هے که جس اسم صفتی کے ساتھ تر لگا دیں ، اس میں زیادتی پیدا هو جاتی هے ۔ یه کبھی از کے ذریعے سے هو جاتا هے ۔ مثلاً احمد از محمود دانا تر است ۔ اور ایں اسب ازو چابک تر است ۔

۲۔ کبھی نسبت به لگاتے هیں ۔ مثلاً احمد نسبت به محمود دانا تراست ۔ ایں اسب نسبت به او چابک تر است یا سست تر است ۔ اسی طرح دانا تر ۔ سرخ تر ۔ خوبتر ۔ بدتر ۔ بیشتر ۔ کمتر ۔ بہتر ۔ کبھی وصف خاص کو نہیں کھولتے جس میں اسے فضیلت هے ، فقط اتنا هی کہتے هیں که ازو خوبتر است یا بہتر است ۔ یا کلاں تر است ۔ یا کمتر است ۔

٣- کبھی پہلے کا ذکر نہیں کرتے اور ذھن میں رکھتے ھیں اور کہتے ھیں - احمد دانا تر است - این خوبتر است - اسب چابک تر است -

۴- کل پر زیادتی ھو تو ترین لگائینگے - مثلاً بہترین اعمال سخاوت است - کمترین جانوران خر است - فاختہ بے آزار ترین مرغان است - خوبترین شاں - این شال کشمیر نرم ترین شالہا ست - رستم دلاور ترین ایرانیاں بود - نوشیرواں عادل ترین پادشاهاں بود ؎

نغرک خوش مغز کن بوستاں   خوبترین میوهٔ هندوستاں

اس میں کبھی یکے از لگاتے ھیں اور کہتے ھیں رستم یکے از دلاور ترین مردم ایرانیاں بود - ارسطو یکے از مہین دانشمندان یوناں بود - فیل یکے از توانا ترین وحشیاں است -

۵- محاورے میں کہتے ھیں -آغا احمد بسیار صاحب علم است -یا بسیار عالم است - خیلے عاقل است - اسبش خیلے چابک است - پر زیبا ست - مصرعہ

کار نیکو کردن از پر کردن است

پر هشیار - پر سہمگیں - پر شیریں - پر خطرناک -

٦- نیک بھی زیادتی پیدا کرتا ھے -

سرو سیمینا بصحرا مے روی
نیک بے رحمی کہ بے ما مے روی

پادشاه نہایت عادل و وزیرش نیکو عاقلے بود ، مظلوماں را بچشم رحمت دیدے ، و بداد مردم نیکو رسیدے -

٧- خوب کا لفظ بھی یہی فائدہ دیتا ھے - مثلاً باراں بارید و خوب بارید - خوب مطالعہ کنید - خوب غور کنید -

٨- الفاظ پر - از حد - بغایت - در کمال مرتبہ - در نہایت مرتبہ - کے ذریعے سے بھی یہ مطلب حاصل کرتے ھیں - مثلاً احمد بغایت ذھین است - یا پر ذھین است - یا از حد ذھین است - بغایت فصیح است - در کمال مرتبہ - در نہایت مرتبہ -

٩- کبھی لفظ خوش یا تعجب سے - مثلاً خوش فصاحتے دارد - و خوش طبیعتے دارد - این گل را دیدید - خوش رنگے است کہ دارد - یا خوش رنگے دارد - چہ رنگ خوبے دارد -

١٠- اسم فاعل و مفعول و صفت مشبہ کے علاوہ بعض اسماے جامد کہ جن میں وصفیت کے معنی ھیں ، ان پر بھی تر لگاتے ھیں تو اسم تفضیل کے معنی پیدا ھوتے ھیں - مثلاً خوبتر - پستر - پیشتر - بزرگ تر- بالا تر - پست تر -

١١- تحقیر یا عدول یعنی گھٹانا چاھیں تو کہینگے- بسیار بے عقل است - پر بے عقل است - نا قابل است - بسیار نا قابل است - سخت بے عقلے است بشدت بے عقلے است - سخت احمقے است -

ظرافةً کہینگے - خوش احمقے است - عجب خرے است - طرفہ آلاغے است (در ترکی خر را گویند) -

١٢- کبھی فقط امر پر پر و بسیار وغیرہ کا لفظ لگا دیتے ھیں تو اسم صفت مع زیادتی معنی کے حاصل ھوتا ھے - مثلاً بسیار گو- بسیار خوار پرگو - پر خوار - تیز رو - تیز نویس - زود رو - زود نویس -

١٣- کبھی اسم فاعل یا اسم صفت مضاف ھو کر اسم تفضیل کا فائدہ دیتے ھیں - داناے شہر است - اور دلاور قوم است - اس کے علاوہ عبارت کے اور ڈھنگوں سے بھی زیادتی کے معنی پیدا ھو سکتے ھیں - مثلاً کسرے در عدل و داد از سلاطین عصر ممتاز بود - یا گوے سبقت مے ربود - در داد و دهش یگانہ بود - در دانش و داد نظیر نداشت - در فر و فرهنگ بے قرینہ بود -

غرض ان ترکیبوں کی اور ان الفاظ کی کچھ حد نہیں - انشا پرداز کے لئے مناسبت طبع اور انتقال ذھن درکار ھے -

١۴- کبھی عربی کا اسم تفضیل استعمال کرتے ھیں اور اس پر بھی تر لگاتے ھیں - مثلاً وجہ احسن همین است - این از همه اولےٰ است - این خیلے افضل است ، بلکہ اولےٰ تر است - افضل تر است - مصرعہ

قناعت بہر حال اولےٰ تر است

اسم ظرف

اسم ظرف اُس جگہ پر دلالت کرتا ہے جہاں فعل واقع ہو ۔ اس کے لئے فارسی میں مشتق صیغے نہیں ۔ البتہ لغت میں دوشیدن سے دوشہ اور دوشینہ ۔ شاریدن سے شار (جھرنا) لکھا ہے ۔

ہاں جس چیز کا ظرف بنانا ہو ، اُس کے ساتھ بعض بعض خاص لفظ ہیں کہ اُنہیں ترکیب دینے سے اسم ظرف بن جاتا ہے ۔ اور یہ اہل زبان کے محاورے پر موقوف ہے ۔ چنانچہ مشتقات میں گاہ کا لفظ اکثر آتا ہے ــہ

۱- خاص مصدر میں ۔ جیسے خفتن گاہ ۔ نشستن گاہ ۔ گشتن گاہ ۔ عربی کے مصدروں سے ۔ مثلاً قتل گاہ ۔ عشرت گاہ ۔

۲- حاصل بالمصدر میں مثلاً خواب گاہ ۔ نشست گاہ ۔

۳- بعض بعض اسموں کے ساتھ بھی ۔ مثلاً رزم گاہ ۔ بزم گاہ ۔ عید گاہ ۔ خرگاہ ۔ طرب گاہ ۔ نماز گاہ ۔ پناہ گاہ وغیرہ ۔

یہی گاہ کبھی کبھی زمانے کےلئے بھی آتا ہے ۔ دیکھو ظرف زمان ۔

کدہ ۔ اسم کے ساتھ آتا ہے ۔ مثلاً آتش کدہ ۔ میکدہ ۔ بت کدہ ۔ عشرت کدہ ۔ محنت کدہ ۔ غمکدہ ۔ دیکھو کدہ مزید علیہ کد کا ہے کہ مطلق بمعنیء جا ہے ۔ مثلاً کد خدا (صاحب خانہ) ۔ محاورے میں اکیلا نہیں آتا ۔ عجب نہیں کہ یہی کدہ (گڑھ) سنسکرت میں ہو ۔

۴- دان مثلاً گلدان ۔ عطردان ۔ قلمدان ۔ سوزن دان ۔ آیینہ دان ۔ وغیرہ ۔

۵- خانہ ۔ مثلاً فیل خانہ ۔ گاو خانہ ۔ آش پز خانہ ۔ کار خانہ ۔ آتش خانہ ۔ بت خانہ ۔ قہوہ خانہ ۔ شفا خانہ ۔ آیینہ خانہ ۔ سلاح خانہ ۔ عبادت خانہ ۔ کتاب خانہ ۔

۶- جاے ۔ قبلہ جاے ۔ سجدہ جاے ۔

۷- سراے ۔ حرم سراے ۔ عشرت سراے ۔ ماتم سراے ۔

۸- امر و اسم کی ترکیب سے ۔ جیسا کہ کفش کن (جہاں جوتیاں اُتار کر اندر جائیں) جامہ کن (حمام کے جس درجے میں کپڑے اُتاریں)۔

حسن خیز (جس شہر کے لوگ حسین ہوں) ۔ آبگیر (تلاؤ) ۔ موج خیز ۔ آب خیز (جس زمین میں ہر جگہ پانی نکل آئے) ۔ آب ریز ۔ بدر رو ۔ زرخیز (جس زمین میں بہت پیداوار ہو) ۔

بعض الفاظ ظرفیت کے ساتھ کثرت بھی پیدا کرتے ہیں ۔

(۱) سار ۔ جیسے کوہ سار ۔ چشمہ سار ۔ شاخسار ۔ نمکسار ۔

(۲) بار ۔ دریا بار ۔ جویبار ۔ رود با ۔ زنگبار (ملک حبشی) ۔

(۳) زار ۔ گلزار ۔ لالہ زار ۔ سمن زار ۔ چمن زار ۔ شور زار ۔ شکر زار ۔

(۴) ستان ۔ گلستان ۔ ہندوستان ۔ عربستان ۔ کوہستان ۔ ادبستان یا دبستان ۔

(۵) لاخ ۔ سنگ لاخ ۔ دیو لاخ ۔

(۶) لان ۔ نمک لان یعنی نمک سار (یہ اب مستعمل نہیں)

(۷) آباد ۔ مثلاً حسن آباد ۔ گلشن آباد ۔

(۸) کند ۔ نار کند (یعنی انارستان) ۔ لور کند (اونچی نیچی زمین ۔ اب متروک ہے) ۔

اس کے علاوہ عربی کے بہت سے الفاظ ہیں کہ فارسی میں بے تکلف بولتے اور لکھتے ہیں ۔ ان کے اول میں میم مفتوح ہوتا ہے ۔ مثلاً مشرق ۔ مغرب ۔ منبع ۔ مزار ۔ مدار ۔ محفل ۔ منزل ۔ مقصد ۔ مسجد وغیرہ ۔

ظرف زمان

اُس وقت پر دلالت کرتا ہے جس میں فاعل کا فعل واقع ہو ۔

گاہ ۔ گہ ۔ مثلاً سحرگاہ ۔ چاشت گاہ ۔ ہرگاہ ۔ شرط کے موقع پر بولتے ہیں ۔ ہیچگاہ (کبھی یعنی ہرگز) ۔ گاہ سحر ۔ گہ نظم میں آتا ہے ۔

ہنگام ۔ ہنگام سحر ۔ ہنگام چاشت ۔ ہنگام روز ۔ اور بالعکس بھی آتا ہے ۔ ہنگام رفتن ۔ ہنگام رحیل ۔ ہنگام سفر وغیرہ ۔

گاهاں - آں - سحرگاهاں - شام گاهاں - چاشت گاهاں - صبح گاهاں - بامداداں - بهاراں - نو بهاراں - اور شبانگاه خاص ہے -

چوں - چو - ترکیب عبارت میں شرط کے علاوہ ظرف زمان کے معنی پیدا کرتے ہیں - مثلاً چوں آب آمد ، تیمم برخاست - (یعنی وقتیکه) ع

چو دخلت نیست خرج آهسته ترکن (یعنی هرگاه) -

اسم مکبر

بعض لفظ یا حرف ہیں که دوسرے لفظ سے مل کر بڑائی کے معنی پیدا کرتے ہیں -

شاه - شاه راه - شاه باز - شاه رود - شهتوت - شهپر - شهسوار - شاه دارو - شاه بیت - شاهنشاه - شاه کاسه -

خر - خرمگس - خرمهره - خرچنگ - خر پشته - خراس - خرگاه - خرسنگ - خرمن - لیکن خرمن اور خرگاه اور خروار میں خر کا پہلا حرف رفع اشتباه کے واسطے مکسور ہوتا ہے -

دیو - دیو گندم - دیو خار - دیو مردم - دیو کاوخ - دیو باد - دیو کمال -

کبھی کسی تحقیری لفظ میں یائے تنکیری لگا کر اس کی حقارت کو بڑھاتے ہیں - مثلاً فلانی کیست ، ہے دانید -

مردکهٔ نابکارے - بے مغزے - بیهودهٔ - کبھی کہتے ہیں - بلائیست - طوفانیست - بد بلائیست - حرام زاده ایست -

کبھی عظمت یا توصیف کے لفظ میں یائے تنکیری لگا کر عظمت میں بڑائی پیدا کرتے ہیں - مثلاً عجب مرد دانائیست - خوش دلبرے است - جوان مردے است - نیکو نهادے است -

کبھی الف آخر میں لگا کر بڑائی ظاہر کی جاتی ہے - چنانچه مرزا صائب کی قبر پر کوئی صاحب ذوق لکھ گیا تھا -

اے صبا بر برگهاے غنچه پا آهسته نه
پاسبانا نند گلها صائبا خوابیده است

اور اهل تصنیف تعریفوں کے طور پر کہتے ہیں صائبا فرماید - رفیقا گوید - اسی طرح مسیحا - شفیقا - سرمدا - جانا -

اسم مصغر

جس سے لفظ کے معنوں میں به نسبت حالت اصلی کے چھوٹا پن ہوجائے - وه اسم تصغیر ہے -

مقامات استعمال

۱- اسم مصغر کو کبھی چھوٹے کے لئے شفقت بزرگانه سے بولتے ہیں - اور کبھی چھوٹا بڑے کو محبت سے کہتا ہے -

۲- کبھی تحقیر کے لئے -

۳- کبھی مقدار کی کمی کے لئے -

۴- کبھی تصغیر کے لفظ سے بڑائی ظاہر کرتے ہیں -

علامات تصغیر

۱- لفظ کے اخیر میں ک زیاده کرکے محبت سے کہتے ہیں - بابک - مامک - دخترک - بڑے کے لئے شفقت سے مثلاً ؎

پسر گفتش اے بابک نامجو
یکے مشکلے مے بپرسم بگو

ع

گفتمش اے مامک دیرینه روز

کمئے مقدار کے لئے - مثلاً ع

مرغ که آبکے خورد رو سوے آسماں کند

محبت و شفقت ؎

دستکت بوسم بمالم پایکت وقت خواب آید بروبم جایکت

کم سے کمک - چیز سے چیزک - اند (چیز) اندک (نہایت کم) - ایں اسم اشاره - اینک (جو امر بہت پاس ہو - وقتاً خواه مسافهٔ) -

۲- ه زیاده کردیں اور کسی کو تحقیر سے کہیں که مردکه هیچکس را بخاطر نمے آرد -

شفقت کے لئے- پسره براے خدا چیزهاے ما را شور وا شور مکن - اسی طرح جان سے جانه (پیارا) -

کبھی تصغیر کے لفظ سے بڑائی ظاہر کرتے ہیں ۔ مثلاً او مردکہ ایست کہ با سلطان روم بیک کاسہ فالودہ نمے خورد ۔

۳- کبھی واو سے ۔ جیسا کہ پسرو ۔ دخترو ۔

۴- چہ ۔ غیر ذی روح کے لئے ۔ جیسا باغچہ ۔ طاقچہ ۔ کوچہ ۔ وصلچہ ۔ دیگچہ ۔ مورچہ ۔ بغچہ (چھوٹی گٹھڑی) ۔

۵- شہ کہ چہ کا مبدل ہے ۔ شہ ۔ مثلاً لخچہ ۔ اور لخشہ (چنگاری) ور نیشہ (گڈریوں کی بانسلی) نیچہ کا مبدل ہے ۔

کبھی ان میں ایک ی زیادہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ۔ باغیچہ ۔ دریچہ ۔ مشکیچہ ۔ کلیچہ ۔

۶- یزہ ۔ جیسا کہ مشکیزہ ۔ ناویزہ (چھوٹی ناؤ) - یزہ حرف نسبت بھی ہو سکتا ہے ۔

اہل خراساں بعض لفظوں کے آخر میں گک لگا دیتے ہیں ۔ اور کہتے ہیں ۔ بچہ گک (ننھا بچہ) ۔ برادر گک شما کجاست؟ (چھوٹا بھائی تمہارا کہاں ہے ؟)

۷- بعضوں نے چھوٹی مشک کو مشکولہ اور چھوٹے مٹکے کو خمرہ دیکھ کر ولہ اور رہ کو بھی حرف تصغیر سمجھا ہے ۔ مگر ایک حرف یا مجموعہ حرفوں کا کہیں ایک دو جگہ میں آنے سے ان معنوں کا حرف مختص نہیں ہو جاتا ۔

اسم عدد

۱- اسم اعداد افراد کی گنتی بتاتے ہیں ۔ اور جنہیں گنتے ہیں ، انسان ، حیوان اور متفرق چیزیں جو کچھ ہوں ، وہ معدود ہیں ۔

دیکھو یہ سب سماعی ہیں :-

۱	یک	۶	شش
۲	دو	۷	هفت
۳	سہ	۸	هشت
۴	چہار	۹	نہ
۵	پنج		

غور کرکے دیکھو نوزدہ تک اگرچہ قیاسی ہیں ۔ مگر بے قاعدہ تعلیموں نے انہیں بھی سماعی کردیا :-

۱۰	دہ	۱۵	پانزدہ
۱۱	یازدہ	۱۶	شانزدہ
۱۲	دوازدہ	۱۷	ہفدہ
۱۳	سیزدہ	۱۸	ہژدہ
۱۴	چہاردہ	۱۹	نوزدہ

خیال کرو ۔ آگے ۲۹ تک قیاسی ہیں :-

۲۰	بست یا بیست[1]	۲۵	بست و پنج
۲۱	بست و یک	۲۶	بست و شش
۲۲	بست و دو	۲۷	بست و ہفت
۲۳	بست و سہ	۲۸	بست و ہشت
۲۴	بست و چہار	۲۹	بست و نہ

دیکھو ۔ یہ دہا کے اپنی اکائیوں سے نکلے ہیں مگر قیاسی نہیں ، سماعی ہیں ۔ ہاں اکائیاں ان کے ساتھ لگاتے ہیں تو وہ قیاسی ہوتے ہیں:-

۳۰	سی	۲۰۰	دو صد یا دو یست
۴۰	چہل	۳۰۰	سہ صد
۵۰	پنجاہ	۴۰۰	چہار صد
۶۰	شصت	۵۰۰	پنج صد
۷۰	ہفتاد	۶۰۰	شش صد
۸۰	ہشتاد	۷۰۰	ہفت صد
۹۰	نود	۸۰۰	ہشت صد
۱۰۰	صد	۹۰۰	نہ صد

پھر ۔ یک ہزار ۔ دو ہزار سے نود و نہ ہزار تک ۔

۲- اس سے آگے فارسی میں مراتب اعداد نہیں ۔ لاکھ کہنا ہوتا ہے تو صد کا لفظ لگا دیتے ہیں ۔ چنانچہ ایک لاکھ ۲۴ ہزار کو صد و بست و چہار ہزار کہتے ہیں ۔ مثلاً ۱۲۴۲۲۵ کی رقم کو بولنا یا لفظوں میں لکھنا ہو تو کہینگے۔صد و بست و چہار ہزار و دو صد و بست و پنج ۔ دیکھو ۔ پہلے صد (لک) ۔ پھر ہزار ۔ پھر سینکڑا ۔ پھر دہائی ۔ پھر اکائی ۔ متاخرین لک اور دو لک اور سہ لک بھی اہل ہند سے لے کر

---

[1] خبر شد بمدین پس از روز بیست ۔ کہ ابر سیہ دل بر ایشاں گریست ۔

لکھنے اور بولنے لگے تھے - چنانچہ لکوک اس کی جمع بھی کہتے تھے -
اب یورپ سے لے کر ملیون (ملین) بھی بولتے ھیں -

۳- یہ بھی یاد رکھو -

سوا سو - صد و بست و پنج -
ڈیڑھ سو - صد و پنجاہ -
اڑھائی سو - دو صد و پنجاہ -
ساڑھے تین سو - سہ صد و پنجاہ -
پونے چار سو - سہ صد و ہفتاد و پنج -
ڈیڑھ ہزار - ہزار و پنج صد -
اڑھائی ہزار - دو ہزار و پنج صد -
ساڑھے تین ہزار - سہ ہزار و پنج صد -

۴ - اعداد کسری :

آدھا - نیم ، نصف -
تہائی - سہ یک -
چوتھائی - چہار یک -
پانچواں حصہ - پنج یک -
چھٹا حصہ - شش یک -
دسواں حصہ - دہ یک -
سواں حصہ - صد یک -
وغیرہ وغیرہ -

جس چیز کی تہائی یا چوتھائی وغیرہ ہو وہ اس کے بعد لگا دو - جیسے
نیم من - سہ یک درھم - چہار یک دینار - چہار یک آثار - دیکھو -
اضافت کہیں نہ دینا -

۵- اعداد کی اسم صفت -

پہلا - یکم -
دوسرا - دوم -
تیسرا - سوم -
چوتھا - چہارم - وغیرہ وغیرہ -

دھم وغیرہ سے لے کر صدم اور ہزارم تک - اس کا میم فاعلی ھے -
اسی واسطے چندم - کو تھا ؟ ھے -

اسمائے اعداد کی ترکیب میں معدود اکثر واحد رہتا ھے - مثلاً
بست دانۂ مروارید بمن رسید - و دہ سر اسب از کابل آمدہ - دہ کس
سوداگر رسیدہ - و بست زن و پانزدہ مرد بیرون شہر افتادہ -
کبھی معدود مقدم ہو جاتا ھے - مگر خاص ھے نظم کے لئے ھے

بسے رنج بردم دریں سال سی
عجم زندہ گردم دریں پارسی
شنیدم کہ در مرزے از باختر
برادر دو بودند از یک پدر

کبھی معدود محذوف ہو جاتا ھے - اور یہ بھی نظم ھی میں آتا
ھے - شعر

اے کہ پنجاہ رفت و در خوابی
مگر ایں پنج روز دریابی

اسم صوت

جس لفظ سے جاندار یا بے جان چیزوں کی آواز بیان کرتے ھیں ، وہ اسم
صوت ھے - مثلاً جیک جیک چڑیا کی آواز - کو کو اصل میں فاختہ کی
آواز - مجازاً یا طنزاً اور جانوروں کے لئے بھی کہ دیتے ھیں - بیت

فاختہ چوں نغمۂ دلجو کند   بوم چرا بیہدہ کو کو کند

مو مو بلی کی آواز - قاآنی - مصرعہ

چوں گربہ کہ مو مو کند از مستئے بسیار

عو عو کتے کی آواز - فیضی

سگے ناگہاں بر درش کرد عو عو
کہ بے خواست بر جاے ضیغم نشیند

قلقل صراحی یا شیشے میں سے پانی یا عرق وغیرہ نکلنے کی آواز - قہ قہ یا
قاہ قاہ کھل کھلا کر ہنسنے کی آواز - چر چر کباب کے سیخ پر جلنے
کی آواز -

چکا چاک - چقا چاق خنجر اور تلواروں کی ضربوں کی آواز - فردوسی

چقا چاق خنجر بہ گردوں رسید
ز ہندوستاں خوں بہ جیحوں رسید

فشا فاش - ترنگا ترنگ - تیروں کے فراٹے - خواہ تیر اندازی کی مشق میں
خواہ میدان جنگ میں وغیرہ -

اسمائے کنایات

ایک مطلب کو کبھی تو اختصار کے لئے ، اور کبھی سب میں
کھلم کھلا کہنا نہیں چاہتے اس لئے ایک یا دو لفظوں میں مبہم کہ
دیتے ھیں - یہی لفظ اسمائے کنایہ ھیں-

۱- احمد آمدہ بود حال صحبت دیروزہ ھمہ اش بمن نقل کرد
کہ چنیں گفتم و چناں گفتم - صورت حال چنیں و چناں بود - دیکھو -
اس کی ساری سرگزشت چنیں و چناں دو لفظوں میں آگئی -

یہ مقام وہ تھا کہ احمد نے اپنی نمود و نمائش کے لئے بیان کو طول دیا ہو ۔ لیکن کبھی سیدھے سادے طور پر بھی کہ دیتے ہیں ۔ امروز رفته بودم ، کیفیت حال بیان کردم که چنین است ۔ یہاں فقط اختصار مطلوب ہے ۔ کبھی کنایتاً تحقیر مطلوب ہوتی ہے ۔ مثلاً ؎

بانگ بر زد مرا خرد که خموش
تو کهٔ بارے اے چناں و چنیں

تو کون ہے ؟ ایسے تیسے ! ؎

آگه از خویشتن چو نیست چنیں
چه خبر دارد از چناں و چنیں

یہاں مکر و فریب مراد ہے ۔ اور اسی واسطے چون و چرا سے وہ تقریر مراد ہوتی ہے جس میں کہنے والا قیل و قال ، کچھ اقرار کچھ انکار ، کچھ حیلے کچھ حوالے ظاہر کرے ۔

۲۔ کسی کا نام مبہم کہنا ہو تو کہینگے ۔ امروز خانهٔ آغائے خود رفته بودم فلانی و فلانی هم بودند و فلاں کس نبود ۔ یہاں دشمنوں کا اشارہ ہے ؎

دل هماں روز ترا دشمن جانی دانست
که ترا یار فلانی و فلانی دانست

اپنے لئے بھی یہ لفظ بولتے ہیں ۔ کیونکہ اپنا نام آپ لینا خود نمائی سمجھتے ہیں ۔ مثلاً کوئی شخص کسی سے ملنے جاتا ہے اور صاحب خانہ گھر نہیں ہوتا اور گھر والے اسے جانتے ہیں ، تو یہ کہ آتا ہے ۔ بگوئید فلانی آمده بود ، شما تشریف نداشتید ، عرض سلام کرده رفت ۔

کبھی معشوق بھی مراد لیتے ہیں ۔ کیونکہ اس کا نام رقیبوں سے چھپانا ہے ۔ ع

اے صبا نکہتے از کوے فلانی بمن آر

دشمنوں کے لئے اشارہ کرنا ہو تو کہینگے ۔ رفته بودم بمحفل از فلاں و بہماں کس نبود ، غیر از فلانی و بہماں کس نبود ، فلاں بود و بہماں بود ، غرض نام کدام کس بگیرم که همه بودند ۔ بیت

مفرحے که من از بہر روح سازم راست
نه انوری نه فلانی دهد نه بهمانی

یہ محاورے کی طرح بھی آتا ہے ۔ باقر باشی ؎

هیچ کارم به هیچ ناید راست
گر فلاں هست و بهمدانم نیست

سنجر کاشی ؎

به تخلص نتواں همسرئی من کردن
چه شد ار نام فلانی شده یا بهمانی

علی ابن حسین با خزری

ز مطرب سرود آرزو هم ندارم
نگویم فلانی است یا بیهانی

ایں و آں بھی ایسے موقع پر بول جاتے ہیں ۔

۳۔ چند ۔ تعداد کے اجمال کے لئے آتا ہے ۔ مگر ۹ کے اندر اندر۔ بلکہ کمی پر اشارہ کرتا ہے ۔ شب خانهٔ آغا جعفر ضیافت بود ، رفتم ۔ چند کس نشسته بودند ۔ چند روز آنجا بودم ۔ درهمے چند داشتم ۔ روزے چند در آنجا بودم ۔ چندے در آنجا بود ۔ چندے به همیں سوال و جواب گزشت ۔ مگر آخر میں ین ہو تو زیادتی سمجھو ۔ مثلاً چندیں کس جاں در سر ایں کار کردند ؎

گر عشق نبودے و غم عشق نبودے
چندیں سخنے نغز که گفتے که شنودے

چند سے چنداں ۔ سعدی

نه چنداں بخور کز دهانت بر آید
نه چنداں که از ضعف جانت بر آید

مدت کے لئے بھی آتا ہے ۔ ع

چندانکه خاک را بود و باد را بقا

یعنی جب تک ۔

چندانی بھی آتا ہے ۔ ع

عمر چندانی که، کم باشد پریشانی کم است

(عمر جتنی کم ہو ، اتنی ہی اچھی)

چند کبھی استفہام کے لئے آتا ہے ۔ چند پول داری آغا ؟ چند کس آنجا بودند ؟

چندانکه - کبھی اس سے زیادتی اور افراط سمجھی جاتی ہے - گلستان میں ہے - چندانکه مرا شیخ ابوالفرح الخ (یعنی وہ کتنا ہی مجھے منع کرتے تھے) - چندانکه بدامش کردند - اثرے نداشت -

۴- باستار - بیستار - مجہول شخصوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے - اب متروک ہے -

اسم منسوب

ایک اسم ہوتا ہے مع حرف نسبت کے - کہ جب کسی پر اطلاق کرتے ہیں - تو معلوم ہوتا ہے کہ اسے اسم مذکور سے کچھ علاقہ ہے - مثلاً سوداگر ایرانی - معلوم ہوا کہ اس سوداگر کو ایران سے سکونت کا تعلق ہے - طپنچۂ رومی - معلوم ہوا کہ طپنچے کو روم میں بننے کا تعلق ہے - اس کے قاعدے بڑے پریشان ہیں - بہت پڑھتے پڑھتے اور سنتے سنتے ذہن کو ایک ڈھب آجاتا ہے کہ صحیح لفظ بنانے لگتا ہے - مشق کے لئے چند الفاظ دیکھو -

۱- ی اکثر زبانوں میں حرف نسبت ہے - مثلاً ہند - آدم - عرب - فارس سے ہندی - آدمی - عربی - فارسی -

۲- ناموں میں اکثر جب ی لگاتے ہیں تو ہ گر پڑتی ہے - مثلاً کوفہ - کوفی - بصرہ -بصری - بنگالہ - بنگالی - آخر میں ہ غیر اصلی ہو تو ہ کو گرا کر گی لگاتے ہیں - جیسے قلعہ سے قلعگی -

۳- تیسرا حرف ی ہو تو حذف ہو جاتی ہے - مثلاً مدینہ - مدنی - قریش - قرشی -

۴- آخر میں الف ہو تو دونوں طرح جائز ہے - مصطفیٰ سے مصطفائی ، مصطفوی - مرتضیٰ سے مرتضائی ، مرتضوی - موسیٰ سے موسائی، موسوی - عیسیٰ سے عیسائی ، عیسوی - دارا سے دارائی - کبھی ہمزہ کو واؤ سے بدلتے ہیں - مثلاً سماء سے سماوی - بیضاء سے بیضاوی - دنیا سے دنیوی، دنیاوی - مولا سے مولوی - خدا سے خدائی - فدا سے فدائی ، فدوی -

۵- آخر میں ہ یا ی ہو تو بھی واؤ زیادہ کرتے ہیں - مثلاً دہلی سے دہلوی - نبی سے نبوی - علی سے علوی - ثانی سے ثانوی - سامانہ سے سامانوی - غزنہ یا غزنی سے غزنوی - بزدہ سے بزدوی - زہرہ سے زہروی -

۶ - کبھی الف و نون زیادہ کرتے ہیں - مثلاً رب - ربانی -

۷ - کبھی واؤ زیادہ کرتے ہیں - مثلاً اخ - اخوی - دم - دموی - رضا - رضوی - صنعا سے صنعاوی چاہئے تھا - مگر صنعائی کہتے ہیں -

۸ - کبھی زی زیادہ کرتے ہیں - جیسے مرو سے مروزی - رے سے رازی -

۹ - کنیتوں میں اب اور ابن جاتے رہتے ہیں - مثلاً ابن زبیر سے زبیری - ابو حنیفه سے حنفی - حنیفه میں مدنی کا قاعدہ برتا -

۱۰- بعض حرف حذف بھی کر دیتے ہیں - مثلاً بدخشان - بدخشی - کاشان - کاشی - یہ شہروں اور مقاموں کی نسبت کی مثالیں ہیں - عام اسموں میں جو مختلف حروف نسبت لگا کر اسم صفت بنا لیتے ہیں ، اس کا بیان حروف نسبت میں بہ تفصیل آتا ہے -

تانیث

فارسی زبان میں تانیث کی کوئی خاص علامت نہیں - نہ فعل میں نہ اسم میں - مثلاً مرد گفت - زن شنید - مردماں آمدند - زناں رفتند - پدر مہرباں - مادر مہرباں - پیر بزرگ - جوانان دانا - خواہ مرد ہو خواہ عورت - ہاں زبان عربی کے رواج کے سبب سے والد ماجد والدۂ ماجدہ اور ملک عادل - ملکۂ عادلہ کہتے ہیں - بلکہ عربی داں جو جمع کو مونث سمجھتے ہیں ، اس لئے فتوحات عظیمہ - صفات حسنہ - خصائل رذیلہ - اخلاق ذمیمہ - ضوابط مذکورہ - اعمال سیئہ بولتے اور لکھتے ہیں - زبان فارسی میں مذکر و مونث اسموں کی تین صورتیں ہیں :-

۱- نر کے لئے ایک لفظ - مادہ کے لئے اس کے مقابل اور لفظ -

باپ	مام
پدر	مادر
پسر	دختر
شوہر	زن
برادر	خواہر
پدندر	مادندر

خسر	خوشدامن
داماد	عروس
شاه	شاه بیگم - شاه بانو
کد خدا	کد بانو
خواجه	خاتون
مرد	زن
بنده	کنیز
اسب	مادیان
خروس	ماکیان
زن ندیده	دوشیزه
دیو	پری

۲- ترکی کے دو لفظ اور عربی کے تمام الفاظ ہیں جو فارسی میں مستعمل ہیں - اور ان میں علامت تانیث لگی ہے -

بیگ	بیگم
خان	خانم
والد	والده
خالو	خاله
عمو	عمه
ملک	ملکه
خادم	خادمه

۳- لفظ نر و ماده کے لگانے سے تذکیر و تانیث ظاہر ہوتی ہے -

فرزند نرینه	فرزند مادینه
جادو گر مرد	جادو گر زن
پیر - پیره مرد	پیره زن
گاؤ	ماده گاؤ
خر	ماده خر - ماچه خر
شیر نر - نره شیر	ماده شیر - شیر ماده

گرگ نر	گرگ ماده
شتر نر	ماده شتر
خوک نر	خوک ماده
یوز نر - نر یوز	ماده یوز
مرد بیوه	زن بیوه
گنجشک نر	گنجشک ماده

جمع

جو لفظ ایک کے لئے بولتے ہیں - جب اس میں کچھ تغیر ہو کر ایک سے زیادہ کے لئے بولا جائے تو اسے جمع کہتے ہیں - فعل میں جو سلسلہ ہے، وہ معلوم ہوا - اسم میں جاندار کی جمع ان سے آتی ہے - آدمیان - مردمان - زنان - بزرگان - اسبان - شتران - موران - ماران - ہمنشینان - نیکو کاران - بلکہ کاف کدامیہ کی جمع بھی ان کے ساتھ لاتے ہیں - سنائی

کرد زان قوم میر عدل سوال
کہ کیانند و چیستان احوال

اسی طرح آنان - اینان - بعض جگہ شعرائے اہل زبان اس کے خلاف بھی بول جاتے ہیں - مثلاً

پیراہن سبز بر درختان
چوں جامۂ عید نیک بختان
ہمہ پہلوانان بنزدیک شاہ
بروں آمدند از غمان دل تباہ

بیت

مگر عمر باشد مرا سالیان بخدمت ببندم کمر بر میان - اسی طرح چشمان سیاہ اور لبان شیریں - رخان روشن - سخنان رنگیں - الفاظ مذکورہ میں سے بھی بعض لفظ علامت ہا کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں - مثلاً درختہا - چشمہا - سخنہا -

آخر میں الف یا واؤ ہو تو ان کی جگہ یاں لگاتے ہیں - مثلاً
دانایاں - بینایاں - گدایاں - روستایاں - نکویاں - گلرویاں - جنگجویاں -
سلسلہ مویاں -

ہائے مختفی آخر میں ہو تو ہ گاف سے بدل جاتی ہے - مثلاً
بندگاں - زندگاں - خواجگاں - آفریدگاں - نشستگاں - مورچگاں - شعرائے
اہل زباں کبھی کبھی اور جگہ بھی گاں لگا دیتے ہیں - نیا سے نیاگاں
اسی طرح

اندر دہن فاختگاں ساختہ بر بط
اندر دہن قمریگاں ساختہ کو کو

قاآنی

بس دلبرگانند بہر بوم و بہر بر
یا رب چہ کند یک دل با ایں ہمہ دلبر

بے جان چیزوں کی جمع ہا سے آتی ہے - جیسے سنگہا - گوہرہا -
مگر مار ہائے سیاہ اور اسبہائے چابک بھی کہ دیتے ہیں -

اس کے آخر میں ہائے مختفی ہو تو گر پڑتی ہے - مثلاً نامہ اور
خامہ سے نامہا و خامہا وغیرہ - اصلی ہو تو سلامت رہتی ہے - جیسے
گرہ ہا و زرہ ہا - چہ چونکہ بے جان چیزوں کے سوال کے لئے ہے ، اس
لئے چہا جمع آتی ہے -

عربی کے جمع الفاظ کو بھی واحد قرار دے کر جمع بنا لیتے ہیں
مثلاً قطعہ -

ترا از کاف کفرت ہم خبر نیست
حقائق ہائے ایماں را چہ دانی
چو از شان نزولت آگہی نیست
دقائق ہائے قرآں را چہ دانی

احوالہا - آمالہا - صورہائے آسمانی - حوران بہشتی - حوریان جنت -
متاخرین نے فارسی لفظوں کے آخر میں عربی جمع کا ات لگا کر استعمال

کیا ہے - مثلاً نوازشات - دستورات - بیگمات - دہات - اسی طرح جات -
مثلاً شقجات - کارخانجات - نوشتہ جات - قلعہ جات - پروانہ جات - نامجات -

اکثر فارسی لفظوں کو عربی کے قاعدے سے جمع بنا لیتے ہیں - مثلاً
رند سے رنود - توپ سے اتواپ - فرمان سے فرامین - مگر خلاف اصول ہے -

اسمائے مجموع

بعض لفظ ہیں کہ اپنے معنۓ ذاتی سے ایک مجموعے کے معنی
دیتے ہیں - مثلاً لشکر - گروہ - انبوہ - انجمن - بزم - لیکن مردم جمع
بھی آتا ہے اور واحد بھی - اور جمع مردماں آئی ہے -

فائدہ

عربی میں دو کے لئے ایک صیغہ ہے - جسے تثنیہ کہتے ہیں -
فارسی میں نہیں ہے - البتہ اختصار کے لئے طرفین - جانبین - والدین - دارین
قران سعدین و نحسین کہتے ہیں اور بولتے ہیں - بعضوں نے بشوخئ
طبع فارسی لفظوں کو بھی تثنیہ کر دیا ہے - مثلاً زلفین -

رخ و زلفین یارم را نظر کن
کہ شمس طالع است و لیل موجود

نحو

For December Test.

ڈسمبر ٹیسٹ کے لیے

نحو وہ علم ھے جس سے اجزاۓ کلام کو صحیح صحیح جوڑنا اور کھولنا آتا ھے ۔ اور ان کا باھمی تعلق معلوم ھوتا ھے ۔ اور اس غلطی سے بچاتا ھے جس سے کلام سمجھ میں نہ آئے ، یا مطلب بگڑ جائے ۔ اس میں مرکب سے بحث ھوتی ھے ۔

اس کی دو قسمیں ھیں ۔ تام ۔ ناقص ۔

مرکب تام

وہ مرکب ھے جس سے سننے والا سمجھ جائے کہ بولنے والا کچھ خبر دیتا ھے یا چاھتا ھے ۔ اسی کو مرکب مفید اور جملہ اور کلام بھی کہتے ھیں ۔ اور اس میں اسناد ھوتا ھے جیسا زید آمد ۔ بکر عمرو را زد ۔ مگو این ۔ وغیرہ ۔

اسناد

دو کلموں کا لگاؤ ھے جس سے سننے والے کو پورا فائدہ حاصل ھو ۔

مرکب ناقص

مرکب ناقص وہ ھے ۔ جس سے سننے والے کو فائدہ تام حاصل نہ ھو ۔ مثلاً غلام زید یا اسب چابک ۔

چونکہ مرکب ناقص مرکب مفید کی جز ھوتی ھے ۔ اس لئے مناسب ھے کہ مرکب ناقص کا حال پہلے بیان کیا جائے ۔

اس کی کئی قسمیں ھیں ۔ اضافی ۔ توصیفی ۔ تعدادی ۔ امتزاجی ۔ بدل مبدل منہ ۔ عطف بیان ۔ موکد تاکید ۔ تمیز ممیز ۔ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ ۔ مرکب ظرفی ۔ اشارہ مشار الیہ وغیرہ ۔

مرکب اضافی

۱۔ اضافت یہ ھے کہ دو مختلف اسموں کے ملنے سے معنی میں ایک نا تمام لگاؤ پیدا ھو ۔ دونوں ترکیب پاتے ھیں مگر آپس میں غیریت ذاتی باقی رھتی ھے ۔ پہلا مضاف ۔ دوسرا مضاف الیہ ھوتا ھے مثلاً خانۂ احمد اور اب محمود ۔ اور مجموعے کو مرکب اضافی کہتے ھیں ۔

۲۔ مضاف کا حرف آخر ھمیشہ مکسور ھوتا ھے ۔ اگر وہ حرف مدہ ھو تو ے زائد آجاتی ھے ۔ مثلاً دیباۓ روم ۔ بوۓ گل ۔ اور اگر ھاۓ مختفی ھو ۔ تو ھمزہ زیادہ کرتے ھیں ۔ جیسے نامۂ دوست ۔ آیینۂ فولاد ۔

۳۔ ضمیر متصل کی طرف اضافت ھو ۔ تو مضاف کے حرف آخر پر زبر دیتے ھیں ۔ جیسے جانت ۔ مکانش ۔ اسبم ۔ اگر ھاۓ مختفی ھو تو ایک الف زیادہ کر دیتے ھیں ۔ جیسے نامہ اش ۔ خانہ ات ۔ جامہ ام ۔ اور اگر حرف مدہ اخیر میں ھو تو ے کا لانا اور گرانا دونوں جائز ھیں ۔ مثلاً بالاش ۔ بالایش ۔ خوش خوش (خویش نظم میں ھی آتا ھے) ۔

۴۔ اکثر الفاظ ھیں ۔ کہ مضاف ھوں ۔ تو ان پر کسرۂ اضافت نہیں لاتے ۔ مثلاً صاحب دل ۔ صاحب غرض ۔ صاحب سخن ۔ صاحب شعور ۔ سرخیل ۔ سرچشمہ ۔ سر گروہ ۔ سرانگشت ۔ سیلاب ۔ بنام‌ایزد ۔ پدر زن (سسرا) برادر زن ۔ (سالا) پسر عم یا پسر عمو (چچیرا بھائی) وغیرہ ۔ بعض مواقع پر اور لفظوں میں بھی فک اضافت کر دیتے ھیں ۔ مثلاً کافر نعمت ۔ شاہ جہان ۔ شاہ عالم ۔ شعرا نظم میں اس طرح بول جاتے ھیں

چوں خدا خواھد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد
ع چو اول شب آھنگ خواب آورم

شان ضمیر جمع غائب مضاف الیه هوتی هے تو نظم میں اکثر فک
اضافت کرتی هے - اور بهت اچهی معلوم هوتی هے - نظامی

لب لعل چو لاله در بستان
خنده شان چو بهار خوزستان

۵- مضاف همیشه پهلے هوتا هے - مگر اکثر جگه ترکیب الٹ
دیتے هیں - اور اسے اضافت مقلوب کهتے هیں - مثلاً جهان شاه - جهان
پادشاه - گیهان خدیو - مغبچه - گلاب - زهرآب - نشست گاه - نبات ریزه
وغیره

۶- مضاف همیشه نکره هوتا هے، سوائے اضافت ابنی کے، جس میں
معرفه معرفے کی طرف مضاف هو - اور اس میں کوئی لفظ محذوف هوتا هے -
جیسے ابوالفضل مبارک - یعنی پسر مبارک -

۷- کبهی کئی مضاف عطف کے ساتھ ایک لفظ کی طرف مضاف
هو جاتے هیں - مثلاً زر و مال احمد - اور مال منقوله و غیره منقولهٔ محمود -
اسپ و شتر و قاتر حامد -

یهاں صرف اخیر کے مضاف پر کسرهٔ اضافت پڑهینگے - اور پهلے
لفظوں پر واو عاطفه کے سبب سے پیش هوگی -

۸- جو مثالیں تم نے اوپر دیکهیں، ان میں مضاف بهی اور
مضاف الیه بهی مفرد لفظ تهے - کبهی مضاف الیه بهی مضاف هوتا هے -
دیکهو اس کی ایسی صورتیں هیں - ے

عذر تقصیر خدمت آوردم
که ندارم بطاعت استظهار
ع تولائے مردان این پاک بوم

۹- کبهی مضاف اور کبهی مضاف الیه اور کبهی دونوں مرکب
هوتے هیں - بوستان کا شعر هے -

عنان باز پیچان نفس از حرام
بمردی ز رستم گزشتند و سام

مرزا بیدل کا فقره هے - سائر اخلاق آں مهرباں پناه معنی پناهان بے
بضاعت است - و دامن عاطفت آں عطوفت نشان دستگاه حقائق دستگاهان
بے استطاعت -

۱۰- کبهی مضاف اور مضاف الیه کے بیچ میں صفت بهی داخل هو
جاتی هے - مثلاً پدر نا مهربان شما - پسر خوشخوے حاکم -

۱۱- کبهی مضاف محذوف هو جاتا هے -

یکے در نشا پور دانی چه گفت
چو فرزندش از فرض خفتن بخفت

(از ادائے فرض خفتن)-

۱۲- کبهی مضاف الیه حذف هو جاتا هے -

به مجنوں کسے گفت کائے نیک پے
چه باشد که دیگر نیائی به حے

(حے لیلیٰ)

کبهی را بهی اضافت کا کام دیتا هے - مثلاً بادشاه را وزیرے دانا
بود - یا وزیر را پسرے صاحب جمال بود - یعنی وزیر پادشاه اور پسر وزیر - ع

یکے را خرے در گل افتاده بود

(یعنی خر یکے)-

۱۳- کئی اضافتوں کا برابر لانا خلاف فصاحت هے - مثلاً ع

نگاه کافر یار جفا جوئے من بسمل

نثر میں اسپ صبا رفتار دارائے کشور ایران جنت نشان رشک باد بهاریست -

۱۴- اضافت سے مضاف میں کسی نه کسی طرح کی خصوصیت
پیدا هوجاتی هے - اس واسطے دو مساویوں میں اضافت نهیں هوسکتی - زید
زید که سکتے هیں، نه اسپ اسپ - هاں یه هو سکتا هے که مضاف
الیه سے کچھ اور مراد لیں - مثلاً چشم چشم کهیں اور پهلی چشم سے
بینائی مراد لیں - اور کهیں - که آنکھ کی بینائی - اور کسی کو جان
جاں کهیں اور مراد یه لیں که انسان کے جسم میں جو کچھ هے جان
هے - وه ایسا شخص هے - که جان بهی اسے جان کی طرح عزیز رکهتی هے -

۱۵- مختلف لفظوں میں جو اضافت واقع هوتی هے، اس کے ذرا
ذرا سے فرقوں سے کئی قسم کی اضافتیں هوگئی هیں -

تملیکی

تملیکی میں مضاف مملوک - مضاف الیه مالک هوتا هے - مثلاً
اسپ احمد - غلام محمود - گنج قاروں - ملک پادشاه - ملک فرنگ -
قصر سلطان -

کبھی بر عکس - جیسے پادشاہ ملک - مالک خانہ - سلطان روم -
بعضے کہتے ہیں یہ بھی تخصیصی ہی ہے -

ظرفی

مضاف مظروف اور مضاف الیہ ظرف ہوتا ہے - مثلاً آب چاہ -
ہوائے صحرا - بوے گل -
یا با عتبار زمانے کے - جیسے سردئے زمستاں - گرمئے تابستاں - کبھی
بر عکس - مثلاً جوے آب - شیشۂ گلاب - طبق طعام -

تخصیصی

اس میں مضاف اپنے مضاف الیہ سے خصوصیت حاصل کرتا ہے -
مثلاً یار من - برادر من - پسر تو - کبھی مضاف جزو مضاف الیہ کا ہوتا
ہے - مثلاً دست احمد - پاے محمود - شاخ درخت وغیرہ -

توضیحی

اس میں مضاف عام ہوتا ہے اور مضاف الیہ اس کلی کی ایک
جزئی ہوتی ہے - مثلاً شہر بصرہ - کتاب گلستان - درخت سرو -
فرق دونوں میں یہ ہے کہ تخصیصی میں مضاف کا اطلاق
مضاف الیہ پر یا مضاف الیہ کا اطلاق مضاف پر صحیح نہیں ہوتا - چنانچہ
نہیں کہہ سکتے کہ دست احمد است یا احمد دست است وغیرہ -
توضیحی میں کہہ سکتے ہیں - کہ بصرہ شہر است - یا شہر بصرہ است -
وغیرہ وغیرہ -

بیانی

مضاف مضاف الیہ سے بنا ہوا ہوتا ہے - مثلاً انگشترئے نقرہ -
ساعت طلا - کاسۂ بلور - جامۂ دیبا -

ابنی

اس میں مضاف بیٹا اور مضاف الیہ باپ ہوتا ہے - اور ابن یا
پسر کا لفظ محذوف - مثلاً ابوالفضل مبارک - بوعلی‌سینا - رستم دستان -
محمود سبکتگیں - سعد و قاص -

ادنےٰ ملابست

جس میں تھوڑے سے تعلق کے سبب ایک چیز کو دوسری کی

طرف منسوب کر لیتے ہیں - جیسے ایران ما - توران شما - مدرسۂ ما -
محلۂ ما - پادشاہ ما - پروردگار ما - یا نامۂ عنایت -

تشبیہی

تشبیہ کیا ہے ؟ ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند کہنے کو تشبیہ
کہتے ہیں - اس میں چار چیزوں کا ہونا ضرور ہے -
(۱) مشبہ (۲) مشبہ بہ (۳) وجہ تشبیہ (۴) حرف تشبیہ -
اضافت میں مشبہ بہ کو اول لاتے ہیں - فائدہ یہ ہے کہ فقط اضافت
کی زیر سے حرف تشبیہ اور وجہ تشبیہ اور حرف ربط کی کفایت ہوجاتی
ہے - اور عقل خود بخود مطلب کو تاڑ جاتی ہے - مثلاً مار زلف -
مطلب اس کا یہ ہے زلفے کہ در خم و پیچ ہمچو مار است - دیکھو
چاروں چیزیں یہاں موجود ہیں - زلف مشبہ - مار مشبہ بہ - خم و
پیچ وجہ تشبیہ - ہمچو حرف تشبیہ - است حرف ربط - فقط ایک کسرۂ
اضافت سے وجہ تشبیہ حرف تشبیہ اور حرف ربط کی ضرورت نہ رہی - اسی
طرح کمان ابرو - صندوق سینہ -

اضافت استعارہ

استعارہ کے معنی لغت میں مانگے لینا ہے - یہاں کسی لفظ کو اصلی
معنوں کے علاوہ کچھ اور فرض کر لیتے ہیں - اور اس مفروض کے
لوازمات میں سے کچھ لے کر اسے اول کی طرف مضاف کرتے ہیں - مثلاً
عقل کو انسان فرض کیا - اور انسان کے لئے ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضا
لازم ہیں - اس کے ہاتھ کو پہلے لفظ یعنی عقل کی طرف مضاف کیا
اور کہا کہ دست عقل تا بہ آنجا نمے رسد - یا پاے فکر دریں راہ
لنگ است - اس کے لئے تین چیزوں کا ہونا ضرور ہے - (۱) مستعار منہ -
یعنی جس سے کچھ مانگا ہے ، وہ یہاں آدمی ہے - (۲) مستعار لہ -
جس کے لئے مانگا ہے ، وہ یہاں عقل ہے - (۳) رسائی جو دونوں میں جامع
ہے - بعض کہتے ہیں ، کہ یہ بھی ایک قسم کی تشبیہ ہے - مستعار
منہ کو مشبہ بہ ، اور مستعار لہ کو مشبہ اور جامع کو وجہ تشبیہ
قرار دیتے ہیں - اسی طرح سر ہوش - پاے فکر وغیرہ -
اضافت استعارہ و تشبیہی میں فرق یہ ہے کہ اضافت تشبیہ میں
جب مضافین کو الٹ کر حرف تشبیہ بیچ میں ڈال دیں ، معنی درست

رہتے ہیں - استعارے میں مطلب بگڑ جاتا ہے - چنانچہ کہ سکتے ہیں - زلف ہمچو مار - اور نہیں کہ سکتے - ہوش ہمچو سر - ان دونو کی کی بہت سی قسمیں ہیں - جن کی تفصیل کا یہ مقام نہیں - یہاں فقط اضافت استعارہ کا بیان مطلوب ہے -

مرکب توصیفی

۱- جو اسم کسی دوسرے اسم کی خوبی یا برائی ظاہر کرے - اُس کو صفت - اور پہلے اسم کو جس کی خوبی یا برائی ہو - اُسے موصوف کہتے ہیں - اور صفت موصوف مل کر مرکب توصیفی کہلاتے ہیں - مثلاً مرد نیک - زن بد - روز روشن - شب تیرہ - موصوف کا حرف آخر بھی مکسور ہوتا ہے - آخر میں الف یا واو یا ہائے مخفی ہو تو لکھنے کا طریقہ وہی جو اضافت میں بیان ہوا - مثلاً قباے ابریشمیں - روے نیکو - جامۂ زریں -

۲ - اسم جامد کے علاوہ اسماے مشتق اور اسم صفت مفرد ہوں یا مرکب ، سب صفت ہوسکتے ہیں - مثلاً وزیر دانشمند - پیر دانا - روے خنداں شاہ بلند اختر - شاہے کہ اختر او بلند است -

۳ - کبھی صفت مرکب ہوتی - مثلاً پہلوان جنگ آزمودہ -

۴ - کبھی خود صفت و موصوف کو مقلوب کرلیتے ہین تو اسم صفت بن جاتا ہے - جیسے مرد نیک - مرد پیر - سے نیک مرد اور پیر مرد -

۵ - صفت اور موصوف کے بیچ میں ایک مضاف کا لانا بھی درست ہے - سعدی -

جو پاکان شیراز خاکی نہاد
ندیدم کہ رحمت بران خاک باد

۶ - کبھی کبھی نظم میں موصوف کے آخر کا کسرہ اڑا دیتے ہیں -

بیچارہ خسرو خستہ راخوں ریختن فرمودہ است
خلقے بمنت یک طرف آں شوخ تنہا یک طرف

کبھی نثر میں - مثلاً مرغابی -

۷ - صفت اپنے موصوف کے برابر یا اُس سے زیادہ مشہور ہو جاتی ہے تو موصوف حذف بھی ہو جاتا ہے - ع

چو ہندی زنم بر سر ژندہ پیل

(تیغ ہندی) -

۸ - کبھی یاے تعظیم اس میں لگائی جاتی ہے مگر پہلے موصوف کے ساتھ لگاتے تھے اب اہل زبان صفت کے ساتھ اکثر لگاتے ہیں - مثلاً کہتے تھے - امروز اسپے خوب خریدم - اب کہتے ہیں - امروز اسپ خوبے خریدم -

۹ - فارسی میں تذکیر و تانیث نہیں - اس لئے اس کا لحاظ صفت موصوف میں نہیں کرتے - عربی زبان کا جب سے رواج ہوا تو اُس کی تقلید سے والد ماجد - والدہ ماجدہ - ملکۂ معظمہ لکھنے لگے -

۱۹ - موصوف واحد ہو یا جمع ، صفت واحد ہی آتی ہے - مثلاً یار وفادار - یاران وفادار - مرد دلاور - مردان دلاور -

۱۱ - ایک موصوف کی کئی صفتیں ہوسکتی ہیں - مثلاً جہانگیر عالم کشاے عدل گستر - ایسی ترکیب کو تنسیق الصفات کہتے ہیں دیکھو جس طرح متواتر اضافتوں کا لانا منع ہے - یہاں بھی برابر زیریں عبارت کو بد مزہ کر دیتی ہیں -

۱۲ - کبھی موصوف حذف ہو جاتا ہے -

مکن با بداں نیکی اے نیک بخت
کہ در شورہ ناداں نشاند درخت

(زمین شورہ) -

مرکب عددی

مرکب عددی دو کلموں سے مل کر بنتا ہے بذریعہ ایک حرف کے - کہ کبھی مذکور ہوتا ہے کبھی محذوف-جیسے یازدہ - دوازدہ - سیزدہ - بست و یک - بست و دو وغیرہ - اس کا ذکر اسماے اعداد مین مفصل ہو چکا ہے -

مرکب امتزاجی

دو اسموں سے مل کر بنتا ہے ۔ کسی محذوف کا ذریعہ درمیان نہیں ہوتا ہے ۔ مثلاً اکبر آباد ۔ شاہجہان آباد ۔ فیض آباد ۔

بدل و مبدل منہ

دو حرف آگے پیچھے بے حرف عطف بے علامت اضافت یا صفت آتے ہیں ۔ دوسرا لفظ کسی پتے سے پہلے کی توضیح کرتا ہے ۔ وجہ اس کی یہ ہوتی ہے ۔ کہ سننے والے کو پہلے پورا حال نہیں کھلتا ۔ اس لئے اس سے واضح تر ایک اور لفظ اس کے ساتھ لگانا واجب ہوتا ہے ۔ پہلے کو مبدل منہ اور دوسرے کو بدل کہتے ہیں ۔ مثلاً احمد برادر شما آمدہ بود ۔ اور دیکھو ۔ یہ کلام ناقص ہے ۔ کہ کلام تام کا جزو ہو کر پورے معنی دیگا [1] ۔

بدل اکثر کسی ایسے نکتے کا اشارہ ہوتا ہے ۔ جو مبدل منہ کے معاملۂ خاص سے تعلق رکھتا ہے ۔ اور بدل کے سبب سے مطلب کا اثر مبدل منہ پر زیادہ سے پڑتا ہے ۔ مثلاً جب ہم کہتے ہیں ۔ دہ روپیہ بہ احمد برادر شما دادم ۔ اس میں کہنے والا کسی نہ کسی بات کا زور مخاطب پر ضرور ڈالتا ہے ۔ خواہ ادا کی ذمہ واری ہو ۔ خواہ اس پر احسان یا کچھ اور فردوسی رستم کے باب میں کہتا ہے ۔

یل نامور پور دستان سام
بہ بازی سر اندر نیارد بدام

۲۔ اس ترکیب میں کسرہ پڑھنا جائز نہیں ہے ۔ مگر بعض شعرا کے نام اور تخلص اسی طرح زبان زد ہوگئے ہیں ۔ مثلاً جلال الدین رومی ۔ عبدالقادر بیدل ۔ سراج الدین علی خان آرزو ۔ شمس الدین حسین ثنائی ۔ ابوالفیض فیضی ۔ اس میں کچھ شک نہیں ۔ کہ یہ بدل اور مبدل منہ ہیں ۔ شائد صفت موصوف سمجھ کر رواج ہو گیا ہوگا ۔

---

[1]۔ یعنی احمد برادر شما آمدہ بود ۔ باز رفتہ است ۔ یا احمد آمدہ بود ۔ محمود پدرش بیمار است ۔ خدا شفادھد ۔ احمد برادر شما اور محمود پدرش اکیلے کچھ نہیں سمجھا سکتے ۔

۳۔ بدل اور صفت میں فرق یہ ہے ۔ کہ بدل مقصود بالذات ہوتا ہے ۔ اور صفت مقصود بالذات نہیں ہوتی ۔ دوسرے یہ کہ صفت اپنے موصوف کے مختلف لوازمات میں سے ایک بات کو ظاہر کرتی ہے ۔ بدل مبدل منہ کی اس پوری حقیقت کو بتاتا ہے ۔ جس کو مبدل منہ بتاتا تھا ۔ دیکھو ۔ احمد برادر تو ۔ اور لفظی فرق تو ظاہر ہی ہے کہ صفت موصوف میں کسرہ ہوتا ہے ۔ بدل مبدل منہ میں نہیں ۔

۴۔ عربی میں بدل کی چار قسمیں ہیں ۔ (۱) بدل کل ۔ (۲) بدل بعض ۔ (۳) بدل اشتمال ۔ (۴) بدل غلط ۔ ان میں سے فقط بدل کل فارسی میں بہت آیا ہے ۔ بدل بعض یا بدل اشتمال اتفاقاً کہیں آتا ہے ۔ بدل بعض اپنے مبدل منہ کا ایک جزو ہوتا ہے ۔ جیسا کہ

بد است ایں پسر طبع و خویش ولیک
مرا زو طبیعت شود خوے نیک

یعنی برا ہے (یہ لڑکا) طبع و مزاج اس کا ۔ طبع و مزاج اس کا ایک جزو ہے ۔

تولّے مردان آن پاک بوم
بر انگیختم خاطر از شام و روم
کمر بستہ گردن کشاں بردرت
تو بر آستان عبادت سرت

۵۔ بدل اشتمال ۔

دگر زیر دستاں پزندم خورش
براحت دھم روح را پرورش

اور نوکر (مجھے) یعنی میری خوراک پکائیں ۔ خوراک اشتمال میں داخل ہے ۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے ۔ کہ مضاف الیہ مقدم ہے ۔ یعنی دیگر زیر دستان خورشم پزند ۔

۶۔ بدل غلط بہت کم آتا ہے ۔ شیخ سعدی ایک جگہ کہتے ہیں ۔

یکے روستائی سقط شد خرش

گنواروں کو شہر کے لوگ اکثر احمق سمجھتے ہیں ۔ اسی واسطے اس کے لئے سقط کا لفظ بولے ۔ جو کہ جانوروں کے لئے بولتے ہیں ۔ پھر خود

ہی کہ دیا ۔ یعنی خرش سقط شد ۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں ۔ کہ بود
محذوف ہے ۔ یعنی یکے روستائی بود ۔ خرش سقط شد ۔

عطف بیان

جب ایک نام کم مشہور ہو ۔اور دوسرے نام یا لقب سے اس کی توضیح
کریں ۔ تو اسے عطف بیان کہتے ہیں ۔ مثال دیکھ لو ۔ فردوسی کے
مصرع میں ہے ۔ ع

یل نامور رستم پہلواں

یا محمود ابن سبکتگیں ۔ رستم اور ابن سبکتگین عطف بیان ہیں ۔ بدل اور
مبدل منہ کی طرح اس میں اضافت کا کسرہ نہیں پڑھنا چاہئے ۔ نامور کی
ر اور محمود کی د پر کسرہ نہ پڑھنا ۔ کبھی عہدے یا خطاب یا کنیت یا
پیشے سے توضیح بیان کرتے ہیں ۔ عبدالرحمن ابوہریرہ ۔ اسد خاں
عمدہ‌الملک ۔ جعفر خاں ایشک آقاسی ۔ بعض کہتے ہیں ۔ کہ یہ سب
بدل ہیں ۔ عطف بیان کو صفت نہیں کہ سکتے ۔ کیونکہ اس میں
معنی وصفی نہیں ۔ اور بدل اس لئے نہیں کہ سکتے ۔ کہ توضیح میں
جس نکتے کو وہ کھولتا ہے ۔ یہ نہیں کھولتا ۔ اس سے فقط اتنا ہی
فائدہ ہوتا ہے ۔ کہ پہلا کم مشہور ہوتا ہے ۔ یہ زیادہ ۔ اس لئے اس
کے کہنے سے مخاطب پہچانا جاتا ہے ۔

تاکید

تاکید دو طرح سے ہوتی ہے ۔ لفظی یا معنوی ۔

۱ ۔ لفظی تکرار لفظ سے ہوتی ہے ۔ مثلاً واقف ۔

گر بما شب گزرانی چہ شود
چہ شود آہ فلانی چہ شود

کبھی بیان صورت حال میں مبالغہ مطلوب ہوتا ہے ۔

شعلہ عشق در تنم ہمچو شرر بہ کاغذ است
حلقہ بحلقہ خم بخم حلقہ بحلقہ خم بخم
مدعی از چشم گریان دلم غافل مباش
قطرہ قطرہ رفتہ رفتہ موج طوفاں مے شود

یہاں تاکید تدریج کا فائدہ دیتی ہے ۔

کبھی تحذیر اور ہوشیاری بھی مطلوب ہوتی ہے ۔ ع

زینہار از قرین بد زنہار

کوئی بے خبر ہو ۔ اور سانپ پڑا ہو ۔ یا دفعۃً کہیں سے سر نکالے ۔
تو با خبر آدمی کہیگا ۔ مار مار یا مار است مار است ۔

۲ ۔ معنوی ضمائر کو جب محاورے کے بموجب بولیں ۔ تو سب میں
تاکید ہوتی ہے ۔ مثلاً تو کردی ۔ شما کردید ۔ من کردم ۔ ما کردیم
وغیرہ وغیرہ ۔ خود ۔ خودش ۔ خودشاں ۔ نفس ۔ بنفسہ ۔ بعینہ ۔ بذات خود ۔

۳ ۔ جملہ ۔ ہمہ ۔ ہمگی ۔ ہمگناں ۔ تمام ۔ یک یک ۔ ہریکے ۔ ان سب
میں تاکید ہے ۔ مثلاً احمد خود خانہ من آمد ۔ یا خود ش دویدہ آمدہ تا رفتم ۔
ورنہ من کے مے رفتم ۔ کئی شخص ہوں ۔ خود شاں آمدند کہینگے ۔
اسی طرح بذات خود آمد ۔ اور بنفس خود اور بنفسہ اقرار کرد ۔ اور
او بذات خود بسیار خوب است ۔ مگر برادرانش سخت نا اہل ہستند ۔
تشبیہ کے موقع پر بعینہ سے تاکید کرتے ہیں ۔ مثلاً اسپ شما ہمچو
اسپ من است ۔ اس میں تاکید مطلوب ہوگی ۔ تو کہینگے ۔ بعینہ ہمچو
اسپ من است ۔ ہمہ ۔ ع

دلہا ہمہ در سلسلہ زلف تو دیدیم

ایں کتاب ہمہ اش (ہمگی ۔ تمامش یا تمام آں) یا تمام آں
را خواندم ۔ مگر شعر یکہ شما گفتید ۔ نیافتم ۔ خانہ آغا احمد ضیافت بود
مردم شہر ہمہ شاں آمدند ۔ یا ہمگی مردم شہر آمدند ۔ اور اہل محلہ
ہمگناں گواہ آمدند ۔ اہل محلہ ہمہ شاں حاضر بودند ۔ ہمہ را پرسیدم ۔
یک یک پرسیدم ۔ مہر و ماہ ہر دو در گردش اند ۔ یہاں ہر دو فقط
تاکید کے لئے ہے ۔

۴ ۔ زنہار اور ہرگز دونو اکثر نفی کے لئے آتے ہیں ۔ اور اثبات کے
واسطے کم ۔ زنہار نفی یا نہی دونو پر اکثر آتا ہے ۔ گاہے اثبات اور نفی
دونو کے لئے ۔ مثلاً احمد ! محمود نیامد ؟ (ج) آقا ! او ہرگز نخواہد
آمد ۔ گاہے نخواہد آمد ۔ احمد ! بدریا ہرگز غسل نکنی ۔ یا گاہے
غسل نکنی ۔ کہ خوف نہنگ است ۔ (ج) نہنگ کہ خیر ۔ مگر خالی
از خطر نیست ۔ زنہار بدریا در نشوی ۔ کہ غرق مے شوی ۔ زنہار کہ
از شغل کتاب غافل باشی ۔ احمد تو زنہار دیدی ۔ کہ ماہی بہ ہوا
پریدہ است ؟ احمد تو ہرگز دیدی ۔ کہ زاغ سفید پر است ؟ ہرگز شنیدی ۔
کہ درخت بید ہندوانہ بار آورد ؟

۵- البته - اثبات اور نفی دونو پر آتا ہے - مثلاً البته شنیدم - البته باید از شغل کتاب غافل نباشی - که در امتحان مهلت کمتر باقی است -
۶- هر آیینه - خوب اور بسیار بھی تاکید کا فائدہ دیتے ھیں -

تمیز و ممیز

۱- تعداد یا وزن یا پیمانه یا گزگت یا مسافت کا کوئی لفظ آئے - تو جس چیز کی یه مقدار ہے - اُس کا نام لینا واجب ہوتا ہے - مثلاً ده پول - هفت اسپ - یک من بادام - نیم من پسته - یک قدح شیر - پنج جوال کشمش - ده گز ماهوت (بانات) - بست فرسنگ راه -

۲- پہلے کو ممیز اور دوسرے کو خواه تمیز کہو خواه ممیز کہو - دیکھو اگر اتنا ھی کہو - ده دادم یا هفت خریدم - تو بالکل مہمل بات ہوتی ہے - جب کہتے ہو - که ده پول دادم - و هفت سیب خریدم - تو بات درست هوجاتی ہے - ممیز اور تمیز مل کر کلام ناقص بنتا ہے - اور کسی کلام تام کا جزو بن جاتا ہے - بعض اشخاص ممیز کو معدود[1] بھی کہتے ھیں - (ف) ممیز کے آخر پر حرکت نہیں - ع

دو پیمانه آب است ویک چمچه دوغ

۳- کبھی تمیز مفرد ہوتی ہے - کبھی مرکب اضافی یا توصیفی - مفرد کی مثالیں دیکھ لیں - مرکب کو دیکھو - مثلاً پنج نسخه گلستان خریدم و دو اسپ عربی خریدم - پنج اور دو ممیز ھیں - نسخهٔ گلستان مرکب اضافی اور اسپ عربی مرکب توصیفی هوکر تمیز ہے -

۴- ممیز جمع کے لئے بی تمیز واحد آتی ہے - مثلاً ده اسپ خریدم - ده دانه سیب از درخت چیدم - چند کے لئے بھی واحد - مثلاً چند اسپ خریدم - چندین اسپ دیدم یکے هم با اسپ شما نمے رسد - بسیار کے لئے تمیز جمع چاھئے - ع

بسیار خوبان دیده ام لیکن تو چیزے دیگری - بسیار اسپها دیدم - اسپهاے بسیار دیدم - یکے هم خوشم نیامد - کتابهاے من بسیار است خانهٔ شما گنجایش ندارد -

1- دیکھو باب اسم عدد -

۵- بعض جگه ممیز فقط کثرت کے معنی دیتا ہے - مثلاً هزار بار گفتم و اثرش نیست - من صد مرتبه بگویم - کاش او قبول کند - ع

قدم را به هفت آب خاکی بشست

کیونکه سات دفعه جب ایک چیز کو دھوتے ھیں - تو اکثر صاف ھی هوجاتی ہے -

مرکب ناقص کے باقی اقسام

۱- مستثنے مستثنے منه - کسی چیز کو بہت سی چیزوں سے الگ کرنے کو استثنا کہتے ھیں - اور جس کو الگ کیا جائے - اُس کو مستثنے - اور جس سے الگ کیا جائے - اُس کو مستثنے منه کہتے ھیں - مثلاً بجز احمد همه مردم به ضیافت آمدند - اس میں احمد مستثنے ہے - اور همه مردم مستثنے منه - یه دونو مل کر کسی کلام مرکب کا جزو بنتے ھیں -

۲- مرکب ظرفی

وہ کلام ناقص ہے - جو ظرف اور مظروف سے مل کر بنتا ہے - مثلاً بتخانه - باورچی خانه وغیره - اکثر ظرف مفعول فیه کہلاتے ھیں - جس کا حال بعد میں لکھا جائیگا - ظرف اور مظروف مل کر جزو کلام تام بنتے ھیں -

۳- اسم فاعل ترکیبی کی تفصیل میں تم نے دیکھ لیا - که بہت سے مرکب ایسے ھیں - جو اسم اور حرف سے - اسم اور فعل یا دو اسموں کے ملنے سے بنتے ھیں - حقیقت میں یه بھی مرکب ناقص ھیں - اور جزو کلام ناقص کا ہوتے ھیں - مثلاً نا عاقبت اندیش - فراخ حوصله - دست از جاں شسته وغیره - (ف) اسم تفضیل بھی ایک طرح سے مرکب ناقص ہے - اور مرکب تام کا جزو بن جاتا ہے - مثلاً ازو خوب تر است - این اسپ ازو تیز تر است -

۴ - اشارہ و مشار الیہ

اسم اشارہ بھی اپنے مشار الیہ کے ساتھ ملکر مرکب ناقص ہوتا ہے - مثلاً آن منارہ از تعمیرات اکبر است - این قلعہ شاھجہانی است - آن منارہ اور این قلعہ دونو مرکب ناقص ہیں -

(ف) حال ذو الحال - جار مجرو بھی ایسے مرکب ہیں - جو کسی کلام تام کا جزو بن جاتے ہیں - ان کا حال بعد میں لکھا جائیگا -

مرکب مفید
یا جملہ یا کلام

جملہ یا کلام جملہ دو قسم کا ہوتا ہے - ایک وہ جسے جھوٹا یا سچا کہ سکیں - ایسے جملے کو جملہ خبریہ کہتے ہیں - اسمیہ ہو یا فعلیہ - مثلاً امیر آمد - یا احمد حاضر است - دوسرے وہ کہ جس کے جھوٹ سچ کے باب میں کچھ نہ کہ سکیں - اس کو جملہ انشائیہ کہتے ہیں - اس کی قسمیں یہ ہیں -

امر - جیسے - بخور -

نہی - جیسے میا - مخور -

تعجب - جیسے سبحان ! خوش فصیحے است ! عجب بہارے است !

قسم - جیسے بخدا ! کہ نروم -

استفہام - جیسے احمد آمدہ است ؟

تمنا - جیسے کاش نمے رفتم -

عقود - جیسے خریدم - فروختم -

ندا - جیسے یارب ! جناب آقا !

عرض - چرا مطالعہ نمے کنی - کہ درست آسان شود ؟ چرا بما نمے باشی - کہ خیر ببینی ؟ الہی ! کارمن ہم دریں ملک بجائے خواھد رسید - ایسے جملے جہاں پاؤ - انشائیہ سمجھو - اور جملہ انشائیہ ہمیشہ فعلیہ ہوتا ہے -

جملہ اسمیہ

تمہیں یاد ہے ! ہم نے کہا تھا - کہ جملہ خبریہ فعلیہ ہوتا ہے یا اسمیہ - اب پہلے اسمیہ کا حال بتاتے ہیں - مگر مناسب ہے - کہ اسم کی کچھ خاصیتیں بتائیں - یاد رکھو -

۱ - اسم مبتدا یعنی مسند الیہ اور خبر یعنی مسند - فاعل - مفعول - مفعول مالم یسم فاعلہ ہو سکتا ہے - مثلاً زید داناست - احمد نامہ نوشت - محمود آمد - نامہ نوشتہ شد -

۲ - مضاف مضاف الیه هوتا ہے - جیسے غلام زید -

۳ - صفت موصوف بھی هوتا ہے مثلاً مرد دانا - اسب چابک - طفل سعادت مند -

۴ - حروف جاره اسم هی پر آتے هیں - باقی حروف نفی - شرط وغیره فعل پر بھی آ جاتے هیں -

۵ - با معنی حرف اکثر اسم پر آتے هیں - مثلاً درخانه - بر اسب - از خانه تا قلعه - فعل پر بھی حرف آ جاتا ہے - مگر اکثر معنی نہیں دیتا - زائد هوتا ہے - اور معنی دیتا ہے - تو اسم مقدر هوتا ہے - مثلاً تا آمدم - باز نرفتم - یعنی از وقتیکه آمدم - دیگر نرفتم - در شو - یعنی دروں شو - بر آمد - بالا بر آمد - اوپر چڑھا -

٦ - تعریف و تنکیر اسم هی کے لئے هوتی ہے - فعل یا حرف کے لئے نہیں -

۷ - تصغیر بھی اسم کی هوتی ہے - فعل کی نہیں هوتی -

۸ - حرف ندا اسم پر آتا ہے - فعل پر آئے - تو کچھ مقدر هوگا - مثلاً مصرعه

اے داشته در سایهٔ هم تیغ و قلم را

یعنی اے ممدوح که تیغ و قلم را در سایهٔ همدگر داشتهٔ -

۹ - حرف نسبت بھی اسم هی پر آتا ہے -

۱۰ - موصوف هونا بھی اسم کا خاصه ہے -

مبتدا - خبر

۱ - مبتدا اسم ہے - که ابتدائے کلام میں هونا چاہئے - اس کی طرف کوئی اور اسم یا فعل منسوب هوتا ہے - مثلاً زید خرد مند است - احمد دلاور است - یا احمد آستاد است - محمود شاگرد است - غله گران است - ابر بسیار است - اس کو مسند الیه بھی کہتے هیں - جو مبتدا کی طرف مسند یعنی منسوب هو - وه خبر ہے - خبر کو مسند بھی کہتے هیں - است یا هست حرف ربط ہے - یہی نشانی اسناد کی ہے - که هونے یا نه هونے پر دلالت کرتا ہے -

٦ - ایک جملے میں اسم ذات اور اسم صفت موجود هوں - تو اسم ذات کو مبتدا کہینگے - اور اسم صفت کو خبر مثلاً آب سرد است - آب مبتدا ہے - سرد خبر - است حرف ربط - احمد سوداگر است -

۳ - دو اسم ذات هوں - تو معرفے کو مبتدا کہینگے - نکرے کو خبر - مثلاً احمد آدمی است یا گفتارش حکمت است - گفتار کو اضافت نے معرفه کر دیا - اس لئے اب یه مبتدا ہے -

۴ - دونو نکره هوں - جو کچھ بھی خاص هو - وه مبتدا هوگا - مثلاً انسان حیوان است - کنجشک پرنده است - دیکھو برعکس نہیں که سکتے -

۵ - دونو اسم صفت هوں - تو جس ایک کے ساتھ کچھ خصوصیت کا لگاؤ هو - وه مبتدا هوگا - مثلاً دو گھوڑوں کا ذکر هو تم کہو - که سمند خوب است - یه درست ہے - کیونکه مراد یه ہے - اسب سمند خوب است - دو سمند گھوڑوں کے باب میں گفتگو هو - تو تم که سکتے هو - که سمند ما باد رفتار است - دیکھو اضافت سے خصوصیت حاصل هوئی -

٦ - مشبه اور مشبه به میں مشبه کو مبتدا کہینگے - کیونکه وه افضل ہے - مثلاً رعیت بیخ است و پادشاه درخت است -

۷ - دو مترادف هوں - تو جو معنی میں مشکل هو - وه مبتدا ہے - مثلاً نار آتش است -

۸ - دو معرفے مترادف هوں - تو پہلے کو مبتدا کہو - مثلاً آدم پدر ماست - پدر ما آدم است -

۹ - مبتدا کی افضلیت همیشه اسے ابتدا میں رکھتی ہے - کبھی خبر بھی مقدم هو جاتی ہے مثلاً بشکر اندرش مزید نعمت - اور نظم میں اکثر ایسا هوتا ہے -

۱۰ - مبتدا کبھی مفرد هوتا ہے - کبھی مرکب مثلاً احمد شجاع است - حاکم این بقعه صاحبدلے است - پہلی مثال میں مبتدا مفرد ہے - دوسری میں مرکب اضافی -

۱۱ - خبر کا بھی یہی حال ہے - بلکه کبھی جمله بھی هوتی ہے - مثلاً احمد خردمند است - یہاں خبر مفرد ہے - احمد تاجر ایران است - محمود سه ماه است که در سفر است - احمد پدرش به شیراز رفت - یا سوداگر عالیشان است -

۱۲ - حرف ربط کا ہونا واجب ہے - کہ علامت اسناد ہے - مذکور ہو یا مخذوف - وحدت و جمعیت میں مسند الیہ کے تابع ہوتا ہے - مثلاً احمد بہ جماعت حاضر است - کمترین جانوراں خراست - احمد و محمود و حامد حاضر اند - لیکن غیر ذی روح ہوں - تو واحد ہی ہونگے - مثلاً مال و دولت دنیا چند روزہ است - منزلہا در پیش است - دریں راہ فتنہ ہا ست اجناس مختلف میں بھی یہی صورت ہے - مثلاً ملا فرقان - جمعہ گاذر و یک گاؤمیش و دہ اسپ ہمہ موجود است - حرف ربط کی اصلی جگہ اخیر جملہ ہے - مگر نظم یا مقفے عبارت میں آگے پیچھے لگا دیتے ہیں -

۱۳ - کبھی ایک مبتدا کے لئے کئی خبریں ہوتی ہیں - مثلاً احمد عالم است - شاعر است - با اخلاق است - جہاندیدہ است بعض دفعہ ایک ہی حرف ربط اخیر میں لگا دیتے ہیں - ـــہ

حال دلم چہ گویمت ہست بغم سر شتہ،
خوں شدہ شکستہ، سوختہ، برشتہ،

زمانہ حال کے لئے استن[1] سے است - ماضی کے لئے بودن سے بود - شدن سے شد - آئندہ کے لئے شود - بود - یہ مصادر ربطی ہیں - باقی مصادر خبری -

۱۴ - کبھی خبر کو مقدم کر کے تخصیص کا فائدہ حاصل کرتے ہیں احمد عالم است - اس کے یہ معنی ہیں - کہ طب - شاعری - خشنویسی وغیرہ اور صفتیں بھی اس میں ہوں - یا نہ ہوں - مگر عالم بہت اچھا ہے اور جب کہتے ہیں - عالم احمد است - تو معلوم ہوتا ہے - کہ اس شہر میں اس سے بڑا کوئی عالم نہیں - اور در حقیقت اس کا کوئی

[1] زبان دری کی ایک کتاب انگریزی میں ترجمہ ہوئی ہے - مترجم نے اس کے ساتھ ایک فرہنگ بھی لگائی ہے - اس میں لکھا ہے - کہ است ماضی ہے استن سے - کہ سکتے ہیں - کہ ماضی مستعمل رہی - مصدر اور باقی صیغے متروک ہوگئے - چنانچہ اکثر فعل ایسے موجود ہیں - اور ہمارے بعض مصنفوں نے ہست یا است کو ایست کا مبدل و مخفف بھی لکھا ہے - یعنی قرار پزیر - مگر اصل وہی ہے - کہ است ایک جداگانہ فعل ہے - اور تائید اس کی سنسکرت سے ہوتی ہے - کہ استی بمعنے است آتا ہے - اس کا ماخذ اور زبان مذکور میں تمام گردانیں مضارع - حال - استقبال وغیرہ کی اس سے آتی ہیں - باقی تفصیل حرف ربط کی اور اس کے احکام کی دیکھو صفحہ (۱۵۶) سے -

قاعدہ نہیں - شاعر نظم میں اور انشا پرداز مقفے عبارت میں جس طرح چاہتے ہیں - لفظوں کو آلٹ پلٹ کرلیتے ہیں -

۱۵ - کبھی مبتدا کو کبھی خبر کو حذف بھی کر دیتے ہیں - آقا پکارتا ہے - کسے ہست ؟ (ج) حاضر - یعنی بندہ حاضر ہستم - منت خدا را یعنی منت شائستہ است خدا را - زال پسر کیست ؟ (ج) پسر سام - زال پسر سام است - اور پسر سام کیست ؟ (ج) زال -

۱۶ - حرف ربط کبھی محذوف بھی ہو جاتا ہے - مثلاً بندگی بیچارگی - بندگی بیچارگی است - اسی طرح آمدن بارادت رفتن بہ اجازت - سر جملہ جانوراں شیر است و کمترین جانوراں خر - و نزد عقلا خر بار بر بہ کہ شیر مردم در - سعدی

گاواں و خراں بار بردار
بہ ز ادمیان مردم آزار

یعنی بہتر ہستند از آدمیان مردم آزار

جملہ فعلیہ

جملہ خبریہ کی دوسری قسم جملہ فعلیہ ہے - جو فعل اور فاعل - اور کبھی فعل - فاعل اور مفعول سے بنا ہو - اول فعل کی آن خاصیتوں کا لکھنا واجب ہے جو اسم و حرف میں نہیں ہیں -

۱ - علاوہ معنی مصدری کے جو کہ اس کے جوہر میں ہیں - تین زمانوں میں سے ایک زمانہ ضرور ہوتا ہے -

۲ - فعل مسند ہوتا ہے - مسند الیہ نہیں ہوتا - اسم دونو ہو سکتا ہے - حرف کچھ بھی نہیں ہو سکتا -

۳ - فاعل کی متصل ضمیریں - فعل ہی میں ہوتی ہیں - اسم میں ہوتی ہیں - نہ حرف میں -

۴ - باب الصرف میں پڑھ چکے ہو - کہ فعل لازم ہوتا ہے - یا متعدی لازم ہے - تو فاعل ہی پر تمام ہوگیا - اور پورا جملہ ہوگیا - مثلاً احمد آمد - آمد فعل - احمد فاعل - فعل اور فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہوا - متعدی ہے - تو مفعول کی بھی ضرورت ہوگی - مثلاً احمد، محمود را برد - برد فعل ماضی - احمد فاعل - محمود مفعول - را علامت مفعول - فعل

اپنے فاعل اور مفعول کے ساتھ مل کر جملہ فعلیہ ہوا ۔ اسی طرح حامد طعام خورد ۔ محمود حکایتے گفت ۔

۵ ۔ کبھی فعل متعدی کے لئے دو مفعول واجب ہوتے ہیں مثلاً احمد محمود را کتابش داد ۔ داد کا مفعول کتاب بھی ہے ۔ اور محمود بھی (کتاب مفعول اول ہے ۔ محمود مفعول ثانی ہے) ۔ کہ سکتے ہیں ۔ احمد کتابش داد ۔

۶ ۔ بعض فعل ایسے ہوتے ہیں ۔ کہ ان بین دوسرے مفعول بغیر گزارہ ھی نہیں ہو سکتا ۔ مثلاً احمد محمود را معتبر پنداشت ۔ محمود اور معتبر دونو مفعول ہیں ۔ اور کوئی پہلو لفظوں کا ٹھیک نہیں بیٹھتا ۔ کہ ایک مفعول سے گزارا ہوسکے ۔ ایسے فعلوں کو کہ دل سے تعلق رکھیں ۔ اور دو مفعولوں کو چاہیں ۔ افعال قلوب کہتے ہیں ۔ اور وہ یہ ہیں ۔ انگاشتن ۔ آموختن (سکھانا) ۔ پنداشتن ۔ دانستن ۔ یافتن (بمعنے دانستن) شمردن ۔ گرفتن ۔ فرض کردن ۔ تصور کردن ۔ دیدن ۔ خیال کردن ۔ گماں بردن ۔ ان میں جو مقصود بالذات ہے ۔ اُس پر را لگایا ہے ۔

فاعل

۱ ۔ فاعل وہ اسم ہے ۔ جس کی طرف فعل معروف منسوب ہو ۔ مثلاً احمد آمد ۔ حامد محمود را برد ۔

۲ ۔ فارسی میں فاعل فعل سے پہلے آیا کرتا ہے ۔ مگر نظم میں فعل مقدم بھی آ جاتا ہے مصرعہ

آمد بہ چمن بہار خنداں

۳ ۔ فاعل کبھی ضمیر مستتر ہوتا ہے ۔ اصل فاعل ذھن میں ہوتا ہے مثلاً مصرعہ

مے کشد جام وز کیفیت مے آگہ نیست

مے کشد فعل ہے ۔ ضمیر فاعل غائب اس میں مستتر ہے ۔ ایسے موقع پرفاعل سے معشوق مراد لیا کرتے ہیں ۔ چنانچہ گفتہ اند (عاقلاں) ۔ آوردہ اند ۔ کہ سپاہ دشمن بے قیاس بود (اھل تاریخ) ۔

۴ ۔ غائب ۔ حاضر ۔ متکلم میں فعل و فاعل عموماً مطابق ہوتے ہیں ۔ احمد رفت ۔ شما خواب مے کنید ۔ من مے روم ۔ مگر تعظیم کے موقع پر

مخاطب واحد سے کہتے ہیں ۔ حالا شما خواب مے کنید ۔ جناب آغا تشریف آوردہ اند ۔ بلکہ زیادہ تر تعظیم ملحوظ ہوتی ہے ۔ تو غائب کا صیغہ بولتے ہیں ۔ اور کہتے ہیں ۔ حالا جناب خواب مے کنند ۔ اور اپنے تئیں انکسار سے غائب تعبیر کر کے کہتے ہیں ۔ بندہ مے رود یعنی مے روم ۔

۵ ۔ دو آدمی آپس میں باتیں کرتے ہوں ۔ اور فعل مشترک ہو ۔ تو متکلم جمع متکلم کا صیغہ بولیگا ۔ نہ مخاطب کا ۔ مثلاً بیائید ۔ ساعتے گلگشت باغ کنیم ۔ گلگشت باغ کنی یا کنید نہ کہینگے ۔ بیا آغا ! با ہم نرد دوستی بازیم ۔ بازند نہ کہینگے ۔ من و او رفتیم ۔ گویا مخاطب سے متکلم ہوگیا ہے ۔ من و او رفت نہ کہینگے ۔

۹ ۔ اگر فاعل ذوی العقول سے ہو ۔ تو وحدت اور جمع میں فعل اُس کے مطابق ہوگا ۔ مثلاً احمد آمد ۔ یاراں آمدند ۔ جب فاعل غیر ذوی العقول ہو ۔ تو دونو طرح جائز ہے ۔ اکثر جمع اور کبھی واحد بھی لاتے ہیں ۔ مثلاً اسپم دوید ۔ اور اسپہاے یاراں دویدند ۔ اور اسپہا دوید ۔ لیکن غیر ذی روح ہو ۔ تو فصیح یہی ہے ۔ کہ جمع میں بھی فعل واحد لائیں ۔ مثلاً شب ہمہ یک جا بودیم ۔ سخنہا درمیاں آمد ۔ تعظیم کے موقع پر بھی واحد کو ہمیشہ جمع بولتے ہیں ۔ مثلاً کوئی بزرگ آیا ہو ۔ تو کہتے ہیں ۔ جناب آغا تشریف آوردہ اند ۔

۷ ۔ کبھی فاعل مفرد ہوتا ہے ۔ کبھی مرکب ۔ مثلاً طائفہ دزداں عرب بر سر کوہے نشستہ بودند ۔ اسی طرح یکے از ملوک خراساں سلطان محمود سبکتگیں را بخواب دید ۔ طائفہ دزداں عرب ۔ نشستہ بودند کا فاعل ہے ۔ اور یکے از ملوک خراساں ۔ دید کا فاعل ہے ۔

۸ ۔ کوئی قرینہ معقول ہو تو فاعل کا حذف بھی جائز ہے ۔ مثلاً احمد کا انتظار ہو ۔ اور وہ سامنے سے نمودار ہو ۔ دیکھنے والے دیکھ کر باہم کہینگے آمد ۔ الحمد للہ ۔ کہ آمد ۔ آمد آمد ۔ کبھی تم مخاطب سے کہتے ہو ۔ کہ گفت بشما ؟ وہ فعل کو حذف کر کے کہتا ہے ۔ احمد ۔ کبھی کہتے ہیں ۔ باز احمد چہ گفت ؟ وہ جواب میں کہتا ہے ۔ ہیچ یعنی احمد ہیچ نگفت ؟ یہاں فعل فاعل دونو محذوف ہوئے ۔ یا خاموش نشست ۔ یعنی احمد ۔ کبھی کوئی پوچھتا ہے ۔ احمد آمد ؟ جواب میں کہتے ہیں ۔ بلے ۔ یعنی بلے احمد آمد ۔ نوکر کو آقا پکارتا ہے ۔

حمید ! وہ کہتا ہے - حاضر - یعنی حاضر ہے شوم - آب بیار - چشم -
یعنی بچشم ہے آرم - یہ حذف ایک اور طرح سے بھی ہوسکتا ہے - اور
بہت ہوتا ہے - یعنی کہیں اس سے قضا و قدر مراد ہوتی ہے -اور
کہیں سورخ مراد لیتے ہیں - مثلاً چہ کنم - کہ مرا ہمچنیں - آفریدند -
یا اختیار بدستم نداده اند - یعنی کارکنان قدرت - صاحبدلے را حکایت
کنند - اور آورده اند - کہ سپاه دشمن بے قیاس بود (اهل تاریخ) -

مفعول مالم یسم فاعله

جب فعل مجہول ہوتا ہے - اس میں مفعول قائم مقام فاعل ہو جاتا
ہے - اور فاعل کے بغیر ہی جملہ تمام ہو جاتا ہے - فارس قدیم کی نحو
میں خدا جانے اس کا کیا نام ہوگا - عربی کے نحوی اسے مفعول مالم
یسم فاعله کہتے ہیں - مثلاً کتاب نوشته شد ؟ دشمن کشته شد ؟
یہاں مفعول مسند الیہ فعل کا ہوگا - اگر کوئی کہے کہ چہ نوشته شد ؟
جواب میں کہ سکتے ہیں - کتاب - دیکھو فعل حذف ہوا - اگر کوئی
کہے - بر دشمن چہ گزشت ؟ کہ سکتے ہو - کہ . کشته شد - یہاں
مفعول مالم یسم فاعله، حذف ہوا - اگر کوئی کہے - مگر کتاب نوشته
شد ؟ یا آیا دشمن کشته شد ؟ کہ سکتے ہو - بلے - دیکھو دونو
حذف ہوگئے -

مفعول بہ

جس پر فاعل کا فعل واقع ہو - وہ مفعول بہ ہے -

۱ - نثر میں ہمیشہ فاعل اور فعل کے بیچ میں آتا ہے - نظم
میں اس کی پابندی نہیں مثلاً احمد اسب را تازیانه زد - یا احمد محمود
را درس داد - اور گفتگو میں اس طرح بھی کہ دیتے ہیں - کہ
ببیں کتاب را - بگیر اسب را -

۲ - ضمیر متصل ہو - تو مفعول سب سے اول آ جاتا ہے -
فاعل فعل کے آخر میں جا لگتا ہے - مثلاً دستش دادم و دستش
بوسیدم - گل را دیدم -

۳ - را مفعولہ کی علامت اس کے بعد لگی ہوتی ہے - مگر کلیہ
قاعدہ نہیں باندھ سکتے - البتہ اہل زبان کے کلام دیکھنے سے جو
کچھ معلوم ہوا ہے یہ ہے -

(۱) مفعول ذوی العقول ہو - تو را ضرور چاہئے - مثلاً محمود را
طلبیده ام یا محمود را درس دادم - را نہ ہو - تو بہ لگاتے ہیں - مثلاً ده
روپیہ بہ محمود دادم یا محمود را ده روپیہ دادم - او مرا سلام کرد -

(۲) دو مفعول ہوں - تو بھی ایک پر ضرور را آئیگا - مثلاً ایں سنگ
را سنگ مرمر دانسته بودم - خارا برآمد - احمد اسب را تازیانه زد -

(۳) جب مفعول بہ میں اسم اشارہ ہو - تو اس پر را لگاتے ہیں -
مثلاً ایں رابگیر - ایں را برانید - ایں روپیہ را دیدی - سره است یا ناسره؟
کبھی معنوی اشارہ ہوتا ہے - مثلاً هلال را دیدم - خیلے باریک است -

(۴) ضمائر متصل پر را کی ضرورت نہیں ہوتی - مثلاً

ع خداوندا نگہدار از بدانش

(۵) نام پر را ضرور چاہئے - مثلاً امیر جان داد - مگر کابل را از
دست نداد -

(۶) کوئی بیجان چیز پہلے مذکور ہو - پھر اس کا ذکر آئے - تو
را ضرور آتا ہے - مثلاً مردم خیبری سنگ ہائے چندے گرفته منتظر وقت
مے نشینند - ہمیں کہ کارواں زیر کتل مے رسد - سنگہا را سرمے دهند -
یعنی آں سنگہا را سر مے دهند -

(۷) بیجان چیز اپنے ساتھ اور متعلقات رکھتی ہو - تو بھی را چاہئے -

بده ساقی مے باقی کہ در جنت نخواہی یافت
کنار آب رکن آباد و گلگشت مصلے را

(۸) کبھی محاورے میں فعل لازم بھی مفعول کا مالک ہو جاتا ہے -
مثلاً ع

دریغ آمدم زاں همه بوستاں

یعنی مراتاسف گرفت - اور ملک را خشم آمد - یعنی ملک را خشم
گرفت - یہ را بمعنےٰ بائے اتصال ہے - یعنی بمن دریغ آمد -

(۹) کہ - چہ مفعول ہوں - تو را کا لانا واجب ہے - مثلاً کرا د
دادی ! چرا گرفتی - ع

چو دانی تکبر چرا مے کنی
کرا دانی از خسروان عجم

(١٠) کبھی ایک پورا جملہ بھی مفعول ہوتا ہے ۔ مثلاً سے خواهم دیگر رویش نه بینم ۔ ع

بخو اهم ببینم رخ یار را

کبھی فاعل ۔ کبھی مفعول به ۔ کبھی فعل حذف ہو جاتا ہے ۔ مثلاً آیا احمد دوید؟ (ج) دوید ۔ احمه چه خرید ؟ (ج) اسب (اسے خریده است ۔ ع یارب دستے که دامن یار کشد (بده) ۔

۴ ۔ بعض[1] فعل ایسے ہیں ۔ که کبھی دو دو مفعول کے مالک ہوتے ہیں ۔ کبھی ایک کے ۔ مثلاً شما احمد را میدانید ؟ یعنی سے شناسید ؟ کبھی کہتے ہیں ۔ احمد راخیلے عاقل سے دانستم ۔ مگر هیچ نه بر آمد ۔ دیکھو اب احمد اور عاقل دو مفعول ہوگئے امرز چاقوے خوبے یافتم ۔ ایک مفعول ہے ۔ اور چاقوئے شما را بسیار تیز یافتم ۔ دو مفعول ہوگئے ۔ کبھی کہتے ہیں ۔ هر چه گفتم فهمیدی ؟ یعنی گفته مرا فهمیدی ؟ اور شما چه فهمیدید ؟ یہاں ایک ہی مفعول کافی ہے ۔ لیکن کبھی کہتے ہیں ۔ من این کتاب راگلستان فهمیده بودم۔ در حقیقت بوستان بود (پھر دو مفعول ہوگئے ۔ ایک کتاب ۔ دوسرے گلستان) ۔ اسی طرح بخشیدن سے جب مراد گناه بخشنا ہو ۔ تو ایک مفعول چاہئے ۔ جب دینا ہو ۔ تو دو مفعول ۔ نه کہ پر خفا ہو کر کہتے ہیں ۔ برو بخشیدم ۔ یعنی برو خطایت بخشیدم ۔ ایک مفعول کافی ہے ۔ جب کہتے ہیں ۔ برو این شمشیر بتو بخشیدم ۔ دو مفعول ہوگئے ایک شمشیر ۔ دوسرے تو ۔

گفتن جبکه بعمنے اندیشیدن ہو ۔ تو ایک مفعول میں جمله پورا ہو جاتا ہے ۔

گفتم که گلے بچینم از باغ

---

[1] دانستن جبکه بمعنۓ شناختن ہے ۔ تو ایک مفعول کو چاہتا ہے ۔ جب اصلی معنوں میں ہے ۔ تو دو مفعول کو ۔ اس میں بھی جبکه ایک جمله اس کا مفعول واقع ہو ۔ تو دوسرے مفعول کی حاجت نہیں رہتی ۔ دیکھو من احمد را مرد نیکوکار میدانستم ۔ اور میدانستم که احمد مرد نیکوکار است یہاں مفعول دوم کی بھی حاجت نہیں ۔ اسی طرح یافتن وغیره میں ۔

کبھی دو مفعول درکار ہوتے ہیں ۔ گفتمش ۔ برو ۔ خانه بنشیں ۔ ایک مفعول ش ہے ۔ دوسرا جمله که اُسے مقوله محذوف کہتے ہیں ۔ (برو خانه بنشیں) ۔

کبھی گفتن کی طرح فرمودن کے بعه بھی مفعول اور مقوله محذوف ہوتے ہیں ۔ فقط نتیجه مذکور ہوتا ہے ۔ چنانچه بوستان میں ۔ ع

بفرمود برسنگ گورش نبشت

یعنی بفرمود کسے را که برسنگ گورش بنویسد ۔ چنانچه او نوشت ۔

گردانیدن جبکه ایک حال سے دوسرا حال بدلنے کے معنی دیتا ہے ۔ تو دو مفعول چاہتا ہے ۔

ساختن اور کردن بھی جب گردانیدن کے معنوں میں ہوتے ہیں ۔ تو دو مفعول چاہتے ہیں ۔ مثلاً پادشاه اورا وزیر گردانید ۔ یا احمد را سردار فوج نمود یا ساخت ۔

آموختن بمعنۓ یاد دادن ہو ۔ تو دو مفعول ہوتے ہیں ۔ مثلاً امروز احمد را غزل خوبے یاد دادم ۔ اور نمودن بمعنۓ بنظر آوردن و نشان دادن ہو ۔ تو بھی دو مفعول چاہئیں ۔ مثلاً کاه را کوهے بنظر آورد ۔ موش را فیل نمود ۔

منادے

منادے جو قائم مقام جمله فعلیه کہلاتا ہے ۔ اصل میں مفعول به ہے ۔ جب کسی کو کہتے ہو آغا ! تو اس کے معنی یه ہوتے ہیں ۔ شما راسے خوانم جناب آغا ! یا بشما سے گویم جناب آغا ! گفتگو میں منادے پر حرف ندا نہیں لگاتے ۔ جناب آغا ! جناب قبله ! یا جیسا مخاطب ہو ۔ ویسا خطاب کرکے بولتے ہیں ۔ کسی کے گھر جا کر پکارتے ہیں ۔ تو کہتے ہیں ۔ جناب آغا ! آغا صاحب ! آغا صاحب خانه هستید ؟ مخاطب کم درجے کا ہو ۔ تو نام لے کر پکارتے ہیں ۔ البته کبھی خاص موقع پر مثلاً کسی کی شکایت اور اپنی زار نالی میں کہتے ہیں ۔ اے آغا ! چه سے فرمائید ؟ آنچه حقیقت حال است ۔ نمے توانم عرض کنم بشما ۔ اور اے تحریراً نظم و نثر دونو میں آتا ہے ۔ ؎

اے کریمے که ازخزانه غیب

گبر و ترسا وظیفه خور داری

۵ اے دوست بر جنازہ دشمن چو بگزری
شادی مکن کہ بر تو همیں ماجرا رود

۱ - منادے معرفہ ہوتا ہے - یا ایسا لفظ ہوتا ہے - کہ جس کو پکارتے ہیں - وہ سمجھ جاتا ہے - کہ مجھے کہا ہے - مثلاً گفت - اے درویش ! دامن بدار - گفت - دامن از کجا آرم - کہ جامہ ندارم -

۲ - حرف ندا کبھی شفقت کے لئے ہوتا ہے - طلب منظور نہیں ہوتی - بیت

ہر آں کو خورد میوۂ زیں درخت
نشانندہ را گوید اے نیک بخت

آفریں برتو باد ! (خدا ترا شیریں کام کند !) -

۳ - کبھی صبا - نسیم - عشق - دل وغیرہ کو منادے ٹھیراتے ہیں - کہ حقیقت میں قابل ندا نہیں - فقط شوق اور بے طاقتی ظاہر کرنی ہوتی ہے - ع

اے صبا با ساکنان شہر یزد از ما بگو
ع اے نسیم سحر آرام کہ یار کجاست

۴ - کبھی حاضر کو غائب کرکے کہتے ہیں - ع

اے خوشا سرو کہ از بار غم آزاد آمد

اے سرو خوشا بحالت کہ از بار غم آزاد آمدی -

کبھی اپنے دل کو کبھی اپنے تخلص کو پکارتے ہیں اور کہتے ہیں اوروں کو - جامی

دلا تا کے دریں کاخ مجازی
کنی مانند طفلاں خاک بازی

حافظ

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے
دام تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

۵ - کبھی منادے حذف بھی ہو جاتا ہے - عرفی

اے متاع درد در بازار جاں انداختہ

(یہاں معشوق حقیقی منادے ہے) -

۶ نظم میں اسم موصول بھی منادے ہوتا ہے - ع

اے آنکہ باقبال تو در عالم نیست (اے پادشا ہے کہ) - کبھی یہ اسم موصول بھی محذوف ہوتا ہے - ع

اے کہ شخص منت حقیر نمود

۷ - کبھی ضمیر مخاطب پر حرف ندا لاتے ہیں ع

اے کہ تو در بند زر افتادۂ

عرفی کی شوخی دیکھو - اپنے تئیں آپ پکارتا ہے - ع

اے مرا بر زشتۂ اعمال نومیدی گواہ

۸ - کبھی منادے کوئی نہیں ہوتا - مخاطب کو فقط مدح یا مذمت یا اظہار غضب کے لئے کہتے ہیں - اے رحمت خدا! اے آفریں! اے بر پدرت رحمت! خفا ہوکر کہتے ہیں - اے لعنت خدا ! اسی قبیل سے ہے - عرفی

اے درون جہل خوں اے روے نادانی سیاہ

۹ - کبھی حسرت و افسوس کے لئے - بیت

دل کہ یک عمر بخونی جگرش پروردم
عاقبت بر سرم آورد بلا یا قسمت

اے حیف - اے دریغ قسمت من !

۱۰ - کبھی محبت کے لئے -

تیمار غریباں سبب ذکر جمیل است
جانا مگر ایں قاعدہ در شہر شمانیست

دیکھو ایک بڈھا کیسی محبت سے جوانی کو پکارتا ہے - ع

جوانی کجائی کہ یادت بخیر

۱۱ - حرف ندا حذف بھی ہوجاتا ہے - بوستاں میں شمع پروانے سے کہتی ہے -

تو بگریزی از پیش یک شعلہ خام
من استادہ ام تا بسوزم تمام

یعنی اے خام - ع

صوفی بیا کہ آئینہ صاف است جام را

منادے جمع ہو - تو حرف ندا نہیں لاتے - حافظ

دل میرود ز دستم صاحبدلاں خدارا

١٢ - ایا عربی میں بھی آتا ھے - خدا جانے - اُنھوں نے ان سے لیا یا انھوں نے ان سے - فردوسی

ایا شاہ محمود کشور کشاے

ز من گر نترسی بترس از خداے

الف ندا نام یا لقب وغیرہ کے آخر پر آتا ھے - مثلاً

سہا شہر یارا جہاں داورا

حرف ندبہ

جب کسی کو یاد کرکے روتے ھیں - تو آخر میں الف لگا دیتے ھیں - مثلاً فردوسی

کیا کے نثرادا جہاں داورا   گوا تاجدارا سہاں داورا

اسی سے ھے دردا - حسرتا - واحسرتا - اے حیف - اے دریغ - اور واے - اے واے - واے - کہ غم و افسوس کے لئے آتے ھیں - حروف ندبہ کہلاتے ھیں - ع

وا فریاد از عشق وا فریادا

ھمایوں کے مرنے کی تاریخ ھے - ع

اے واۓ پادشاہ من از بام آفتاد

شاعر اپنے حال پر افسوس کرتا ھے -

خوش مبتلا شدم بہ بلاھاے بیکسی

اے واۓ بیکسئی من وواے بیکسی

بلکہ اپنا آپ ندبہ کرتا ھے - فرد

کس دشمن من نیست منم دشمن خویش

اے واے من و دست من ودامن خویش

وا مصیبتا - واویلا - اور وا مصیبتاہ - واویلاہ - اھل عرب کے محاورے ھیں -

مفعول مطلق

١ - فعل کا مصدر یا حاصل مصدر یا اُن کا مرادف وغیرہ کسی خصوصیت کے ساتھ اُس عبارت میں آتا ھے - جس میں وہ فعل ھو - تو مفعول مطلق کہلاتا ھے - مثلاً ع

بجنبید جنبیدن کوھسار

ع خوش مے طپم طپیدن بسمل بخاک و خوں

بیت

تو با رقیبی و میلی تغافلے دارد

تغافلے کہ کم از صدنگاہ حسرت نیست

پہلی دونو اضافت کی مثالیں ھیں - تیسری صفت کی - بعض اھل سخن اسے تاکید سمجھتے ھیں -

٢ - یہ ضرور نہیں - کہ مصدر خاص اسی فعل کا ھو - مرادف بھی ھو - تو مضائقہ نہیں - عربی ھو - تو بھی قباحت نہیں - چنانچہ امثلہ آئندہ سے واضح ھوگا -

اس ترکیب کے لانے سے کہیں بیان حالت مقصود ھوتی ھے - جیسے احمد نشست شیر مے نشیند - اور محمود عجب نشست خوبے دارد - اور اسپم رفتار کبک مے رود - یا برفتارے مے رود - کہ ھوش از سر کبک مے رباید -

کبھی تعداد کے لئے آتا ھے - مگر مفعول مطلق ھمیشہ واحد رھتا ھے - مثلاً چار خوراک دوا خوردم - نفعے نکرد - پنج نشست با او در درس نشستم - چار ضربہ بر سر مار زدم - در پنجمیں جان داد -

مفعول فیہ یا ظرف

جس مکان یا وقت میں فاعل کا فعل واقع ھو - وہ مفعول فیہ یا ظرف ھے - ظرف یا مکانی ھوتا ھے - یا زمانی - ظرف مکان کا مجمل حال بحث فعل میں بھی بیان ھوا - اور اسماے ظرف کی تفصیل باب الاسماء میں لکھی گئی - یہاں بتانا چاھئے - کہ کلام تام میں کیونکر ترکیب پاتا ھے - ظرف مکان کی دو قسمیں ھیں :-

غیر محدود اور محدود -

١ - غیر محدود - جیسے جاے - نشیب - فراز - زیر - بالا - پیش - پس - راست - چپ - سو - دروں - بروں - پیراموں - گرد - روبرو - نزد - نزدیک - دور -

٢ - محدود - جیسے مکان - خانہ - طویلہ - سراے - بام - بازار - رباط - کوشک - کلبہ - کاشانہ - شہر - بزم - کوچہ - باغ - صحرا وغیرہ

۳ - جب یه مسند الیه هوتے هیں - تو بهی ان پر در اور کبهی بر یا از یا ب یا سر لگاتے هیں - اور کبهی نهیں بهی لگاتے - قاعده کچھ نهیں - مشق اور کثرت محاوره چاهئے - چنانچه درون رفت - بیرون خرامید - پیش آمد - و پس رفت - دست چپ نشست - بالاے بام رفت و سر بام نشست - زیر زمیں فرو رفت یا بزمیں فرو رفت وپائیں یا فرود آمد - پائین صفه خواب کردم پاے منار ساعتے آرام گرفتم - ایں سو - آن سو رفت - ازیں سو - بدان سو دید - زیر و بالا نگاه کرد - بدان جانب - بدیں جانب - آن لب دریاے روم - ایں لب رود استاده ام - ماهی میان آب است - میان خانه نشسته بودم - میان بازار گزر کردم - کنار دریا تفرجے مے کنم - هر جا که خواهید - بنشینید - بهر جائیکه میل دارید - بنشینید - نشیب میں اکثر کوئی نه کوئی حرف لگانا پڑتا هے - فراز پر نه لگانا داخل فصاحت هے - مثلاً بر فراز کوه رفت اور فراز کوه رفت اور بر بالاے کوه - مگر نظم میں لگانا هی فصیح هے - زیر فلک - اور بزیر فلک - از بالا بزیر آمد - از اسپ فرود آر - ع

در زیر فلک صورت آرام کجا

اسی طرح باقی الفظ میں -

نزد شما - و نزدیک خانه شما - یا نزدیک بمدرسه منزل گرفته - نزد عقل ونزدیک عقل مناسب همین است - نزد اور نزدیک میں فرق یه هے - که نزد بے اضافت کے نهیں آتا -

۴ - محدود میں دیکھو - ایک شخص کسی دوست کے گھر آکر نوکر سے پوچھتا هے - آغاے شما کجاست ؟ وه کهتا هے - خانه یا پشت سقف - (درون خانه یا پشت سقف نشسته اند) یا بازار رفته اند - کبهی ایک شخص دروازے پر آکر آواز دیتا هے - خانه کسے هست ؟ البته عبارتوں میں دریں باغ - دریں خانه - درون خانه - باندرون خانه اور در درون خانه اور در درون شهر - نظم میں بشهر اندرون بهت فصیح معلوم هوتا هے - البته باسن هوگا - تو کچھ ضرور لگانا پڑیگا - مثلاً آب در کوزه گرفت - مے بجام کرد اور شربت از شیشه کشید و به کاسه انداخت اور به فنجان گرفت - طعام در طبق کشید - اهل زبان کے کلام میں دیکھو گے - که در اکثر حذف هوتا هے - مثلاً احمد را قریب شام دیده بودم - شب ندیدم - اورا شام دیدم - خانه نبود - نیافتم - شب کجا بودی آغا ؟

۵ - بر حذف هو - تو اُس کی جگه سر ضرور لائینگے - اور کبهی دونو - جیسے سر بام نشست - سر تخت خواب کرده - اور شاه بر سر کرسی جلوه گر شد - یا سر کرسی جلوه گر شد -

۶ - محاوره حال میں کهتے هیں - روے کرسی نشست - اور ساعتم کجاست ؟ روے میز گزاشته بودم -

ظرف زمان

اکثر لفظ هیں - جن سے معلوم هوتا هے - که یه کام فلاں وقت میں هوا هے - یه الفاظ کبهی غیر محدود هوتے هیں - اور کبهی محدود -

۱ - غیر محدود - مثلاً روزگار - عهد - زمان - حال - وقت - هنگام - مدت - دیر - دیرگاه - گاه گاه - گاه گاهے - هرگاه - مدام - همیشه - پیوسته - هموار - سال و ماه - شب روز - شام و سحر - دمبدم - دمادم -

۲ - محدود - مثلاً قرن - سال بسال - ماه - هفته بهفته - روز - شب - نیم شب نیم روز - چاشت - چاشتگاه - صبح - صبحگاه - صبحگاهاں - بامداد - پگاه - شام - شامگاه - شامگاهاں - نیم شب - نیم شباں - ساعت - لحظه - لمحه وغیره -

۳ - عام زمانوں کے لئے در یا ب کبهی کبهی ضرور چاهئے - گویند در روزگار قدیم پادشاهے بود - در عهد پاستانی نام دهلی اندر پرست بوده - در زمان سلف فقیرے بود روشن ضمیر - از عهد سلف تا حال چنین است و چنیں خواهد بود - در زمانیکه - در عهدیکه اکبر بر اورنگ سلطنت حکمرانی مے کرد - چنیں بود - در زمان حال صورت دیگر است حالا چنین است و چنان است - در وقت حکومت چغتائیه جاگیرش بر قرار بود - در عهد افاغنه کارش برهم خورد - اگر در نه هو - توے لگاتے هیں - مثلاً وقتے که من بمدرسه طالب علمی مے کردم - امتحان سال تمام پیش آمد - یا وقتے که من بمدرسه بودم - هنگامے که من بمدرسه بودم - گاهے بے مطالعه درس نمے خواندم - مدتے است - که فلانی را دیدم -

۴ - چو اور چوں (بمعنی وقتیکه) مثلاً چوں آب از سرگذشت - چه یک نیزه چه یک دست - ؎

گفته بودم چو بیائی غم دل با تو بگویم
چه بگویم که غم از دل برود چوں تو بیائی

مصرعه - چوں قضا آید طبیب ابله شود

۵ - قرن کے لئے در یا ب واجب ہے - باقی الفاظ میں فصیح یہی ہے - کہ کچھ نہ ہو - مگر لگا بھی دیتے ہین - مثلاً سال گزشته به شیراز بودم - پیرار او بخدمت دیوانی مے پرداخت - سال آینده مائیم و شیراز - امسال من اسب را خوید مے دهم - در ماه گزشته به اصفهان آمدم بھی درست ہے - ہفتے کے لئے کوئی حرف لگانا فصیح ہے - مثلاً بهفتهٔ آینده روانه می شوم - ہاں یہ بھی کہ سکتے ہیں - کہ احمد بهفتهٔ گرشته دریں جا بود - یا بهفتهٔ گزشته اور در سالهاے گزشته بریں مکاں قابض بود - یہ حقیقت میں عمومی زمانہ ہوکیا -

بامداد - صبحگاه

کتابی لفظ ہیں - بولنے میں کم آتے ہیں - بے لگائیں - تو اکثر لفظوں میں در کی حاجت نہیں رہتی - مثلاً سالیکه ماؤ شما به قندهار بودیم - چه انارها خوردیم - مسلماناں ماه رمضان تمامش روزه مے کردند - روز هیچ نمے خورند - شام افطار مے کنند - یا هنگام شام افطار مے کنند - اسی طرح روزے که - شبے که خانه شما مهماں بودم - چنیں و چناں بودم -

۶ - امروز - دیروز - پریروز - دی شب - دوش - شب دوشهنه - دو شینه شب - پری شب - ان لفظوں میں کچھ نہ لگانا چاہئے - مثلاً امروز خدمت جناب آغا حاضر بودم - فردا خدمت شما مے رسم - اسی طرح پس فردا اور پس پس فردا - دیروز احمد ایں جا آمده بود - پریروز سر راهم دو چار شد - دی شب با حریفاں شامل ضیافت بود - از حال پری شب خبر ندارم - ع

مرا راحت از زندگی دوش بود (در دوش)

۷ - پیش یا پس کے لئے از ہوگا مثلاً پیش از صبح مے رسم - یا پس از شام مے روم - اگر کسی کی نسبت سے ہو - تو از کی ضرورت ہے مثلاً - احمد از محمود پیش رفت - محمود بعد از حامد رسید - البتہ اس صورت میں کچھ ضرورت نہیں - کہ کہو - احمد پیش رفت - محمود پس

رفت - محمود بعد از حامد رسید - البتہ اس صورت میں کچھ ضرورت نہیں کہ کہو - احمد پیش رفته - محمود پس مے آید - قبل اور بعد ہوگا - تو اضافت ہو گی - یا از - خالی نہیں آتے - مثلاً قبل صبح یا بعد شام - اور قبل از صبح بیدار مے شوم - بعد از شام غذا مے خورم - سابق کے لئے از واجب ہے اضافت نہیں چاہئے - مثلاً سابق ازیں چناں بود - مگر حالا کے لئے کچھ بھی ضرور نہیں - مثلاً حالا مے روم - اسی طرح اینک دیدم - اکنوں مے روم - اجازت بدهید -

افعال ناقصه

۱- شد - بود - گردید - گشت - آمد - بر آمد - وغیرہ افعال ناقصہ اس لئے کہلاتے ہیں - کہ ظاہر میں فعل لازم ہیں - مگر جب تک فاعل کے علاوہ کوئی اور اسم ان کے ساتھ نہ ملے - تب تک اپنے جوہر معنی (مصدری معنوں) سے فاعل کو کچھ فائدہ نہیں دیتے - مثلاً احمد شد بے معنی ہے - جب کہتے ہیں - احمد جواں شد - یا محمود نوکر شد - اس وقت البتہ معنی نکلتے ہیں - اس حالت میں دو اسموں پر داخل ہوتے ہیں - ایک کو اسم - دوسرے کو خبر کہتے ہیں -

۲- جو جو فعل ان بابوں سے مشتق ہیں - وہ سب فعل ناقص ہیں - مثلاً احمد خوش جوانے بود - حامد پیر گردید - محمود حالا جواں گشته - بعض وقت آمد اور برآمد بھی فعل ناقص کی طرح مستعمل ہوتے ہیں - جیسے زید خیلے پوچ بر آمد - عرفی

زآسماں بزمیں مژده ناگهاں آمد
که آفتاب زمیں تاج آسماں آمد

(یعنی واقع شد) - فرد

بیا که ز امدنت اے گل نعیم بهشت
زمانه بر تر از آمید کامراں آمد

ان میں سے بعض فعل کبھی ایک ہی اسم پر پورے ہو جاتے ہیں - اس صورت میں اسے تامه کہتے ہیں - مثلاً نه زمیں بود - نه آسماں بود مگر خدا بود - نه آدم بود - نه حوا بود مگر خدا بود - روز یکشنبه بمدرسه هیچکس نه بود - من بودم - کوئی پوچھے - که شب کدام

کدام کس بود آنجا ؟ جواب میں اتنا ہی کافی ہے ۔ کہ من بودم ۔
یہاں فقط بودم بمعنے موجود بودم ہے ۔ کبھی کہتے ہیں ۔ کار شد ۔ یہاں
شد بمعنے تمام شد ہے ۔ (یعنی ہوگیا) ۔ جہاں بکامش گردید (ہوگیا) ۔
دیکھو شد (بمعنۂ رفت) ۔ گشت بمعنۂ پس برگشت) ۔ گردید
(پس گردید) بر آمد (بیروں آمد) نمود (بمعنے کرد یا بنظر آمد) بھی
آ جاتے ہیں ۔ اس وقت انہیں فعل ناقص نہ سمجھنا ۔

حرف ربط

مبتدا اور خبر کو اس طرح ربط دیتے ہیں ۔ کہ اس پر سکوت صحیح ہوتا
ہے ۔ مثلاً زید عاقل است ۔ است ۔ ہست ۔ شد ۔ بود وغیر حرف ربط کے
لکھنے میں مختلف حالتوں میں جو تغیر ہوتے ہیں ۔ اس نقشے سے سمجھو۔

بولنے میں اظہار الف نا جائز ہے ۔ لکھنے میں ممانعت نہیں مگر ترک
بہتر ہے ۔

است یا ہست ۔ احمد آمدہ است ۔ او دیوانہ است ۔ ایں عطر خشبو
ہست ۔ خویش نیکوست ۔ احمد مرد پارسا ست ۔ اسی طرح شاہ است ۔
ماہ است ۔ (شاہست ۔ ماہست) ۔

اند ۔ ہستند ۔ شاہانند ۔ یاراں نیک خوے‌اند یا نیک خویند ۔ با وفا
اند یا با وفایند وغیرہ وغیرہ ۔

ی ۔ توئی ۔ تو ہستی ؟ بچہ انتظار ہستی ؟ بچہ اضطرابی ؟ بچہ
اضطراری ؟ دست از جاں شستۂ ؟ احمد کجائی ؟ آخر نہ از دوستان مائی؟
مرد نیک خوئی ۔ تو کہ مرد دلاوری کی جگہ بعض موقع میں لکھتے
ہیں ۔ تو کہ مرد دلاور بودۂ ۔

بولنے میں اظہار الف ناجائز لکھنے میں ممانعت نہیں ۔

اید ۔ از دوستاں ہستید ۔ از اصل کار بے خبرید ۔ آغا شما از ذوستان
مائید ۔ دوست با وفائید ۔ یار درد مندید ۔ واحد متکلم جلی ہستم ۔ بندۂ
عاجز ہستم یا عاجزم ۔ ع

موجے از شرابستم لختے از کبابستم

آخر میں الف ہوگا ۔ تو ہست لگانا واجب ہرگا ۔ مثلاً گوش بر کلام
شما ہستم ۔ دست بدعا ہستم ع

بمحبت چو آشنا ہستم

جمع متکلم یم ۔ کبھی اس کے اول میں ایک ہست لگا دیتے ہیں ۔
مثلاً نیاز مند شما ہستیم ۔ نظم میں کہتے ہیں ع

زندہ بر بوے ایں پیامستیم

کبھی ہست نہیں لگاتے مثلاً مسافریم ۔ غریبیم ۔ لکین لفظ ماقبل کے
آخر میں ا یا ہ ہو تو ا یا ء زیادہ کر دیتے ہیں ۔

مثلاً

آوارہ ایم ۔ دلدادہ ایم ۔ بندہ شمائیم ۔ بمرحمت شما پا بر جائیم ۔

۲- جب است پر نون نفی کا آتا ہے تو الف ے ہو جاتا ہے اور
کہتے ہیں نیست ۔

۳- است کے لئے مسند اور مسند الیہ دونوں کا ہونا واجب ہے ۔
خواہ وہ دونو مذکور ہوں یا کوئی ان میں سے محذوف ۔ مثلاً ؎

اگر رزم است رنگیں از حسامش
وگر بزم است عیشستاں ز جامش

۴- کبھی است بمعنۂ باشد بھی آتا ہے ؎

زن سیم تن بہ کہ رویین تن است
ز سردی چہ لافد کہ آخر زن است

۵- تحسین کلام یا ضرورت شعر کے لئے است کی ت کو زیر دے کر
یا ے مجہول آخر میں زیادہ کر دیتے ہیں ۔ قاآنی

حمد بے حد را سزد ذاتے کہ بے ہمتا ستے
واحد و یکتا ستے ہم خالق اشیا ستے

۶- کبھی مضاف اور مضاف الیہ میں داخل ہوکر فاصل ہوتا ۔
جیسا کہ سعدی

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست ز معرفت کرد گار

۷- کبھی ایک رابطۂ نفی اس کے ساتھ لاتے ہیں ۔ اور اصل مقصود
نفی ہوتی ہے ۔ مگر اس ترکیب سے جو نفی مطلوب ہو ۔ اس کا ثبوت
بلکہ حصر ہوجاتا ہے ؎

چشم صاحب نظراں درپۓ دنیا ست که نیست
سر خط ساده دلاں نقش تمنا ست که نیست

یعنی چشم صاحب نظراں که هست - درپے دنیا هرگز نیست و سر خط ساده دلاں که هست - منقوش تمنا هرگز نیست -

۸- کبھی باعتبار عطف حذف ہو جاتا ہے - جیسا که منت مر خدایے را عز و جل - که طاعتش موجب قربت است - و بشکر اندرش مزید نعمت - زید کاتب است و منجم -

۹- هست کے لئے اکثر مسند کی ضرورت نہیں ہوتی - مثلاً زید هست ؟ یا کوئی پوچھے - زید هست یا نیست ؟

(ج) هست یا زید هست - یہاں فقط هست موجود است کے معنی دیتا ہے - اور اسی کو تامه کہتے ہیں -

هست کلید در گنج حکیم   بسم الله الرحمن الرحیم

نیست - است اور هست کی تفصیل نوٹ صفحه (۱۳۳) میں لکھی گئی ہے - یہاں اتنا ہی کہنا کافی ہے - که است پر نه لگا کر نیست کر لیا ہے -

۱۰- عهد قدیم میں ن بھی حرف ربط کا کام دیتا تھا - جیسے که زید دبیر است و خوشن - یعنی خوش است - اور نیکن یعنی نیک است -

۱۱- قدما کے کلام میں کہیں کہیں ہے بھی حرف ربط ہے اور عجب نہیں - که هست اور ہے - دونو میں سے ایک اصل ہو - اور دوسرا مبدل ہو - یا دونو کسی ایک اصل سے نکلے ہوں

ساقی اگرت هوایے ماہے   جز باده میار درمیاں شے

ماضی مضارع اس باب کا دونو طرح آیا ہے ماضی مضارع

بود	بود	باشد	شد	شود
بودند	بوند	باشند	شدند	شوند
بودی	بوی	باشی	شدی	شوی
بودید	بوید	باشید	شدید	شوید
بودم	بوم	باشم	شدم	شوم
بودیم	بویم	باشیم	شدیم	شویم

بود - ماضی کا زمانه ظاهر کرتا ہے - مثلاً احمد خوبک شخصے بود - است کی جگه کبھی بود اور بوده است بھی بولتے -

چنانچه اکثرتذکروں میں لکھا ہے - حافظ که اصلش از خاک پاک شیراز است - بعض لکھتے ہیں - اصلش از خاک شیراز بوده یا بود - اسی طرح فصیح فارس کہتا ہے - یاراں عیب جویند - یا عیب جو بوده اند - تو که از مردمان کاری یا از مردمان کار بوده - ترا چه شد ؟ که همت باختی- باشد اور بود دونو بودن کے مضارع ہیں - مگر بود کی گردان میں سے اخیر کے چار صیغے مشترک ہیں - البته فردوسی اور اس کے همعصر شاعر که گئے ہیں مصرعه

تو باشی ملک و دولت را سزاوار

یعنی بوی -

شما کز محرماں راز باشید   چرا با طالع ناساز باشید

یعنی بوید - فرد

منکه لذت کش جفا باشم   محرم خلوت بلا باشم

یعنی بوم - ع آگاه ز اسرار محبت باشیم -

یعنی بویم -

ذرا خیال کرو - کہاں کہاں مضارع کے صیغے ہیں - که ماضی کے معنی دے رہے ہیں -

حال اور ذوالحال

۱- حال سے فاعل یا مفعول به کی کیفیت یا حالت ظاهر ہوتی ہے - جس کی حالت معلوم ہوتی ہے - اسے ذوالحال کہتے ہیں - حال اسم صفت - اسم فاعل یا اسم مفعول اور صیغه واحد ہوتا ہے - ذوالحال خواہ واحد ہو خواہ جمع - مثلاً احمد خنداں مے رفت - رفت فعل - احمد ذوالحال - خنداں حال - ذوالحال حال کے ساتھ مل کر فاعل ہوا - فعل فاعل کے ساتھ مل کر جمله فعلیه ہوا -

مگو اندهٔ خویش با دشمناں
که لاحول گویند شادی کناں

محمود شتابان مے رفت و احمد خندان مے دوید ۔ یاران خندان گزشتند ۔

یاران خندان گزشتند ۔ بیچارگان آفتان و خیزان رسیدند ۔ ان مثالوں میں فاعل سے حال پڑا ہے ۔ احمد را گریان دیدم ۔ محمود را شادان و همه را فرحان دیدم ۔ یه مفعول سے حال پڑا ہے ۔ اسی طرح خرم ۔ شاد ۔ شادمان ۔ خوشدل وغیره ۔ اور غمگیں ۔ حزیں ۔ دل گرفته دل تنگ وغیره ۔ اس قسم کے اسم اکثر حال واقع ہوتے ہیں ۔

۲- کبھی کہتے ہیں ۔ مردانه پاے همت افشرد ۔ دلیرانه جنگید ۔ یعنی جنگید در آنحالیکه افعال و اوضاعش همچو مردان بود ۔ و حالش همچو دلیران ۔ اسی طرح شیرانه ۔ مستانه ۔ ظریفانه ۔ منشیانه ۔ عالمانه ۔ قلندرانه ۔ مگر یه بھی که سکتے ہیں ۔ که بوضع دلیران ۔ بطرز مردان وغیره ۔ اس صورت میں جار مجرور مل کر متعلق فعل ہوگئے ۔

۳- کبھی اسم صفت مرکب ہوتا ہے ۔ شمشیر بکف آمد ۔ و کتاب در بغل رفت ۔

اور احمد دامن بکمر زده از خانه بر آمد ۔ اور دست از جان شسته دنبال دزد دوید ۔

۴- اسم مفعول بھی حال واقع ہوسکتا ہے ۔ مثلاً صید بسمل گلو بریده آفتاذه بود ۔ سهراب در میدان جنگ کشته یا پهلو دریده آفتاده بود ۔ ورستم چوں بسمل بر خاک غلطان ۔

۵- اگر اسم جامد کو حال ڈالنا ہو ۔ تو اس میں ه زیاده کرکے یا اور کسی طرح سے اسم صفت بنا لیتے ہیں ۔ مثلاً احمد سواره مے رفت ۔ و محمود پیاده ۔ یا بیکاره عمر مے گزراند ۔

۶ - کبھی جمله بھی حال پڑتا ہے ۔ اس صورت میں واو حالیه بھی ہوتا ہے ۔ اور ایک ضمیر اس میں ہوتی ہے ۔ که ذوالحال کی طرف پھرتی ہے ۔ مثلاً احمد را درس دادم و پدرش نشسته بود ۔ درس دادم فعل با فاعل ۔ احمد ذوالحال ۔ پدرش نشسته بود جمله حالیه ۔ حال ذوالحال سے مل کر مفعول ہوا ۔ فعل فاعل اور مفعول سے ملکر مع اس کے حال کے جمله فعلیه ہوا ۔

کبھی حال کا مطلب اس طرح ادا کرتے ہیں ۔ امروز احمد را بحالت اضطراب دیدم ۔ یا سر راهم دو چار شد ۔ دیدم مے آید سرکن و پرکن ۔ یعنی امروز احمد را مضطرب دیدم ۔ اور احمد را دیدم ۔ در حالیکه سرکن و پرکن مے آمد ۔

جار و مجرور

در (اندر) ۔ بر ۔ از ۔ ب ۔ با ۔ تا ۔ براے ۔ را بمعنیٰ براے ۔ بهر جز ۔ بے ۔ چوں ۔ چو ۔ (همچو اور همچوں) وغیره ان حرفوں کو حرف جر کہتے ہیں ۔ اس دلیل سے که ایک لفظ کے معنوں کو کھینچ کر دوسرے سے لا ملاتے ہیں ۔ یه سب حرف مجرور کے اول میں آتے ہیں ۔ فقط را ہے ۔ که بعد آتا ہے ۔ ہر حرف کی تفصیل باب الحروف میں ہے ۔ مگر تمثیلاً چند طریقے استعمال کے دیکھو اور سمجھو ۔

۱- درچمن رقتم ۔ رقتم فعل با فاعل ۔ در جار ۔ چمن مجرور ۔ جار مجرور مل کر فعل کے متعلق ہوا ۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق کے ساتھ مل کر جمله فعلیه ہوا ۔

۲- زید را بچوب زدم ۔ زدم ۔ فعل با فاعل ۔ زید مفعول ۔ را علامت مفعول ۔ بچوب جار مجرور مل کر فعل کے متعلق ہوئے ۔ فعل اپنے فاعل مفعول اور متعلق سے مل کر جمله فعلیه ہوا ۔

۳- تا حال صرف خوانده ام ۔ خوانده ام فعل با فاعل ۔ صرف مفعول ۔ تا حال جار مجرور ملکر متعلق به فعل ۔ فعل اپنے فعل ۔ مفعول اور متعلق سے ملکر جمله فعلیه ہوا ۔

۴- احمد در فن شعر کامل است ۔ احمد مبتدا ۔ در جار ۔ فن مضاف ۔ شعر مضاف الیه ۔ مضاف مضاف الیه مل کر مجرور ہوا جار کا ۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا ۔ کامل شبه فعل کا ۔ است حرف ربط ۔ جار مجرور متعلق شبه فعل ہوکر خبر ہوئی مبتدا کی مبتدا خبر مل کر جمله اسمیه ہوا ۔

۵- براے تحصیل علم آمده ام آمده ام فعل با فاعل ۔ براے جار ۔ تحصیل مجرور مضاف ۔ علم مضاف الیه ۔ مضاف مضاف الیه مل کر

مجرور ہوئے جار کے ۔ جار مجرو مل کر متعلق بہ فعل ہوئے ۔ فعل
فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا ۔ اس پر از زائد بھی
آ جاتا ہے ۔ مثلاً از برائے خدا ۔

یاد رکھو ۔ جار مجرور ہمیشہ کسی نہ کسی کے سہارے سے رہتے
ہیں ۔ وہ یا فعل ہوتا ہے یا شبہ فعل ۔ مثلاً احمد در خانہ است ۔ احمد
مبتدا ۔ در جار ۔ خانہ مجرور ۔ است حرف ربط ۔ جار مجرور مل کر موجود
محذوف کے متعلق ہوا کہ خبر ہے ۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ
ہوا ۔ دیکھو جارمجرور متعلق ہوکر کبھی مفید ظرفیت ہوتے ہیں ۔ دیکھو
نمبر ۱ ۔ کبھی آلہ یا وسیلہ ہوتے ۔ دیکھو نمبر ۲ ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

جملات مرکبہ

تم پڑھ چکے ہو ۔ کہ کلام کی دو قسمیں ہیں ۔ جملہ فعلیہ یا جملہ
اسمیہ ۔ پھر معنوں کے لحاظ سے ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ۔
جملہ فعلیہ انشائیہ ۔ جملہ فعلیہ خبریہ ۔ جملہ اسمیہ انشائیہ ۔ جملہ
اسمیہ خبریہ ۔ ان جملوں میں ایک مسند الیہ اور ایک مسند ہوتا ہے ۔
اور جو الفاظ باقی ہوتے ہیں ۔ وہ سب متعلقات ہوتے ہیں ۔ مگر فارسی
میں بعض جملے ایسے بھی ہوتے ہیں ۔ کہ ان میں سے ہر ایک میں ایک
سے زیادہ مسند اور مسند الیہ ہوتے ہیں ۔ ان کو جملات مرکبہ کہتے
مثلاً اگر زیہ خواھد آمد اکرامش مے کنم ۔ زید آمد و کتاب برد وغیرہ ۔
ان کی کئی قسمیں ہیں ۔ جن میں سے مشہور یہ ہیں ۔

جملہ معللہ (علت (سبب))

جملہ مملہ وہ جملہ ہے ۔ جو جملہ معلول اور جملہ علت سے مرکب
ہو ۔ جیسے ۔

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

اس میں پہلا مصرعہ معلول ہے ۔ اور دوسرا علت ۔ ترکیب یوں
ہوگی ۔ کن فعل با فاعل ۔ سجادہ مفعول ۔ رنگیں مفعول ثانی ۔ بہ جار ۔
مے مجرور ۔ جار مجرور متعلق فعل ۔ فعل با فاعل مع اپنے دونو مفعولوں

اور متعلق کے جملہ فعلیہ ہو کر جزائے مقدم ۔ گر حرف شرط ۔ گوید
فعل ۔ پیر مغاں بترکیب تو صیفی فاعل ۔ ت ضمیر مفعول ۔ فعل ساتھ
فاعل اور مفعول کے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط موخر ۔ شرط مع جزا
جملہ شرطیہ ہو کر معلول ۔ کہ حرف علت ۔ بے خبر نبود ز راہ و رسم
منزلہا ۔ جملہ ہوکر علت ۔ علت مع معلول جعلہ معللہ ہوا ۔

جملہ شرطیہ

جملہ شرطیہ اس جملے کو کہتے ہیں ۔ جس میں شرط اور جزا پائی
جائے ۔ جیسے اگر زید خواھد آمد اکرامش مے کنم ۔ اس میں زید خواھد
آمد ایک جملہ ہے ۔ جو کہ شرط ہے ۔ اور من اکرام او خواھم کرد ۔
دوسرا جملہ ہے ۔ اور جزا ہے ۔ ترکیب یوں ہوگی ۔ اگر حرف شرط ۔
آمد فعل ۔ زید فاعل ۔ فعل ساتھ فاعل کے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر
شرط ۔ مے کنم فعل با فاعل ۔ اکرام مضاف ۔ ش مضاف الیہ ۔ مضاف مضاف
الیہ مل کر مفعول ۔ فعل ساتھ فاعل کے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا ۔
شرط مع جزا جملہ شرطیہ ۔ اگر خفتی مردی ۔ اگر حرف شرط ۔ خفتی فعل
با فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ہوا ۔ مردی فعل با فاعل مل کر
جملہ فعلیہ ہوکر جزا ہوا ۔ شرط جزا مل جملہ شرطیہ ہوا ۔

جملہ معطوفہ

معطوفہ وہ جملہ ہے ۔ جس میں حرف عطف پایا جائے ۔ حرف عطف
سے پہلا جملہ معطوف علیہ اور اس کے بعد کا جملہ معطوف کہلاتا ہے ۔ ح

آں قدح بشکست و آں ساقی نماند

اس میں آں قدح بشکست معطوف علیہ ہے ۔ اور آں ساقی نماند معطوف ۔
ترکیب یوں ہوگی ۔ بشکست فعل ۔ آں اسم اشارہ ۔ قدح مشار الیہ ۔
اشارہ مشار الیہ مل کر فاعل ۔ فعل ساتھ فاعل کے مل کر جملہ فعلیہ
ہو کر معطوف علیہ ۔ واو حرف عطف ۔ نماند فعل ۔ آں ساقی اشارہ و
مشار الیہ مل کے فاعل ۔ فعل ساتھ فاعل اور مفعوں کے مل کر جملہ
فعلیہ ہو کر معطوف ۔ معطوف مع معطوف علیہ جملہ عاطفہ ۔

جملہ قسمیہ

جملہ قسمیہ وہ جملہ ہے - جس میں قسم ہو - جیسے بخدا ! من نخواهم رفت - اصل میں یہ جملہ یوں ہوگا - بخدا قسم مے خورم - من نخواهم رفت - ترکیب یوں ہوگی - بہ قسمیہ جار - خدا مجرور - ملکر متعلق مے خورم فعل با فاعل محذوف کے - پس فعل ساتھ فاعل اور مفعول اور متعلق کے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر قسم - نخواهم رفت فعل با فاعل جملہ فعلیہ ہو کر جواب قسم - قسم مع جواب جملہ قسمیہ ہوا -

جملہ ندائیہ

جملہ ندائیہ وہ جملہ ہے - جس میں ندا کا حرف آئے جیسے یا اللہ ع

الٰہی غنچۂ امید بکشا

اول مثال کی تقدیر یہ ہے - اے خدا ! من ترا میخوانم - دوسرے جملے کی تقدیر یہ ہے - اے اللہ ! غنچۂ امید مرا بکشا ! غرض ایک فعل جملہ ندائیہ میں ہمیشہ محذوف ہوتا ہے - جس کا مفعول بہ منادے ہوتا ہے - ترکیب اس کی یوں ہوگی - اے حرف ندا - اللہ منادے - ندا منادے مل کر قائم مقام جملہ فعلیہ کے - بکشا فعل با فاعل - غنچۂ امید بترکیب اضافی مفعول - فعل با فاعل مع مفعول کے جملہ فعلیہ ہو کر جواب ہوا ندا کا - ندا مع جواب جملہ ندائیہ ہوا جیسے بیت -

دلا ہر کہ بنہاد خوان کرم　　بشد نامدار جہان کرم

(ترکیب)- اے حرف ندا - دل منادے - ندا منادے قائم مقام جملہ فعلیہ کے ہر کہ اسم موصول - بنہاد فعل - ضمیر فاعل راجع بسوے موصول - خوان کرم بترکیب اضافی مفعول - فعل ساتھ فاعل اور مفعول کے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر مبتدا - بشد فعل ناقص - ضمیر راجع بسوے مبتدا اس کا اسم - نامدار جہان کرم بترکیب اضافی خبر - فعل ناقص مع اسم اور خبر کے جملہ اسمیہ ہوکر خبر ہوئی - مبتدا مع خبر جملہ اسمیہ ہو کر جواب ہوا ندا کا - ندا مع جواب جملہ ندائیہ ہوا -

جملہ تمثیلیہ

جملہ تمثیلیہ وہ ہے - جو کلام سابق کی تمثیل واقع ہو - جیسے اس شعر میں - ؎

تواضع کند ہوشمند گزیں　　نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں

(ترکیب)

کند فعل - ہوشمند گزیں بہ ترکیب توصیفی فاعل - تواضع مفعول - فعل ساتھ فاعل اور مفعول کے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر ممثل ہوا - نہد فعل - شاخ پر میوہ ترکیب توصیفی فاعل - سر مفعول - بر زمیں جار مجرور متعلق فعلی - فعل ساتھہ فاعل اور مفعول اور متعلق کے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر مثال یا تمثیل ہوئی - ممثل مثل کے ساتھہ مل کر جملہ تمثیلیہ ہوا کلام سابق کا -

مبین مع بیان

مبیں وہ اسم ہے - جس کے بعد ایک جملہ بطور تفسیر کے واقع ہو - اس جملے کو بیان کہتے ہیں - اور اس کے سرے پر ایک کاف بیانیہ ہمیشہ آیا کرتا ہے - مبین اپنے بیان کے ساتھہ مل کر کبھی مبتدا کبھی خبر - کبھی فاعل - کبھی مفعول واقع ہوتا ہے - اور بیان کا جملہ کبھی اسمیہ ہوتا ہے - اور کبھی فعلیہ - اسمیہ کی مثال یہ ہے - ع

شنیدم کہ لقمان سیہ فام بود

فعلیہ کی مثال - ع

گفتم کہ گلے بچینم از باغ

ان دونو مثالوں میں لفظ ایں جو مبین ہے - کاف سے پہلے محذوف ہے - (مبتدا) بیت

رسم است کہ مالکان تحریر　　آزاد کنند بندۂ پیر (خبر) ع

ایں است جوابش کہ جوابش ندہی

(فاعل) ع

جاں کہ بجاناں برفت - زندۂ جاوید شد

دل کہ دم دوستی مے زد - خود از میاں رفت

(مفعول) ع

شنیدم کہ لقمان سیہ فام بود

موصول مع صلہ

اسمائے موصولہ کا مجمل بیان باب صرف میں لکھا گیا ۔ اب ایک ایک اسم کی مثال اچھی طرح سمجھو ۔

۱- آنکہ ۔ آنانکہ ۔ ہر کہ ۔ ہرانکہ اشخاص کے لئے ۔ جیسے آنکہ دست سخادارد ۔ کامیاب عالم باد ! آن موصول ۔ دست سخادارد صلہ ۔ دونو مل کر مبتدا ہوئے ۔ کامیاب عالم باد خبر ۔ ع

آنکہ نہ مرد است و نمیرد توئی

اس کی ترکیب یوں ہوگی ۔ آنکہ موصول نہ مرد است و نہ میرد دونو فعل ۔ ان میں جو ضمیر موصول کی طرف ہے ۔ وہ فاعل ۔ دونو فعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر مبتدا ۔ توئی خبر ۔

آنکہ ستمگار است کے از خدا نے ترسد ۔

بیت

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

ترکیب یہ ۔ کہ آنان موصول ۔ کہ خاک را بنظر کیمیا کنند صلہ ۔ دونو مل کر مبتدا ۔ دوسرا مصرع خبر ۔ بیت

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت
دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست

ہر آنکہ تخم بدی کشت ۔ نقصان برداشت ۔ دیکھو نظم میں کبھی جملہ موصولہ میں خبر کو مقدم کر دیتے ہیں ۔ اور اسم موصول کو حذف ۔ بیت

حرامش بود نعمت پادشاہ   کہ ہنگام فرصت ندارد نگاہ

یعنی آنکہ ہنگام فرصت نگاہ ندارد ۔ بر او نعمت پادشاہ حرام است ۔ بیت

ز نام آوران گوے سبقت برند
کہ داناؤ شمشیر زن پرورند

یعنی آنانکہ چنیں چناں اند ۔ گوے سبقت مے برند ۔

ع ہر کہ آمد عمارت نو ساخت

ع ہر کہ آید در نظر از دور پندارم توئی

ع ہر کہ نہ گویائے تو خاموش بہ

اگر اشارۂ قریب ہو ۔ تو غیر ذی روح کے لئے بھی جائز ہے ع

اینکہ مے بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب

۲- اشیا کے لئے ۔ آنچہ ۔ چہ ۔ ہر آنچہ ۔ بیت

آنچہ در غیب تو اے دوست بمن مے آید
نتوانم کہ حکایت کنم الا بہ حضور

مختصر یوں سمجھو ۔ کہ اے دوست آنچہ در دوری گزشت ۔ غیر از حضوری نتوان گفت ۔ ع

آنچہ تغیر نہ پذیرد توئی

آنچہ موصول ۔ تغیر نہ پذیرد صلہ ۔ دونو مل کر مبتدا ہوئے ۔ توئی خبر ۔ اسی طرح ۔ ع

آنچہ آورد ہمہ باد برد

ع ہر چہ رود بر سرم چوں تو پسندی رواست

ع ہر چہ نہ یاد تو فراموش بہ

ہر چہ اسم موصول ۔ نہ یاد تو صلہ ۔ دونو مل کر مبتدا ہوئے ۔ فراموش بہ خبر ۔ ہر چہ طلب کنی ۔ ہمہ حاضر است ۔ ہر چہ اسم موصول ۔ طلب کنی صلہ ۔ دونو مل کر مبتدا ہوئے ۔ ہمہ حاضر است خبر ۔ ہر چہ کبھی انسان کے واسطے آتا ہے ۔ گلستاں کا فقرہ ہے ۔ ہر چہ درویشاں اند ۔ ایشاں را چیزے بدہ ۔ ہر چہ تونگران اند ۔ از ایشاں چیزے بخواہ ۔

چہ بمعنی ہر چہ بھی آتا ہے ۔ انوری کا شعر ہے ۔ بیت

چہ باشد میسر بزودی فرست
کہ چوں گربہ بر سفرہ استادہ ام

یعنی ہر چہ میسر است بزودی بفرست بیت

هر آنچه بر سر من مے رود ز دست فراق
اگر تمام فرو خوانم الحدیث یطول

مختصر یوں کہو - کہ هر آنچه از فراق بر سر من گزشت - داستانش دراز است - هر آنچه اسم موصول - از فراق بر من گزشت صله - دونو مل کر مبتدا ہوئے - داستانش دراز است خبر- اسی طرح هر آنچه در دل بود - بر زباں آمد -

۳- بعض دفعه کسی اسم کے بعد یا ے مجہول اور کاف لگا کر موصول بناتے هیں - مثلاً کسیکه - شخصیکه - اسبیکه - واحد کے لئے واحد - جمع کے لئے جمع - ع

کسے که روے تو بیند نظر بکس مکند

بیت

کسانیکه زیں راه برگشته اند
برفتند و بسیار سرگشته اند

پہلا مصرع صله موصول مل کر مبتدا - دوسرا خبر - بیت

بر زمینے که نشان کف پاے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواهد بود

نظم میں یه ے حذف هو جاتی هے - مگر اس صورت میں خبر کو مقدم کرتے هیں - بیت

کس از معانقه روز وصل یابد ذوق
که چند شب ز هم آغوش خود جدا خفته است

یعنی کسے که شب از معشوق خود جدا خفته است - لذت وصل را مے شناسد - نظم میں کسے کے بعد کا کاف دور بھی جا پڑتا هے -

نصیحت کسے سودمند آیدش که گفتار سعدی پسند آیدش

یعنی کسیکه گفتار سعدیش خوش آید - نصیحتش سودمند خواهد افتاد -

۴- آنکس - مثلاً ع

آں کس که مرا بکشت باز آمد پیش
ع آں کس که ترا گرفت جاں را چه کند

بیت

آں کس که نداند و نداند که نداند
در جہل مرکب ابدالدهر بماند

موصول صله مل کر پہلا مصرعه مبتدا - دوسرا مصرعه خبر - مگر خیال رکھو - که نظم میں یه جائز هے - نثر میں یہی کہینگے - که شخصے که مرا کشته بود - باز پیش آمد - کسیکه ترا گرفت - جاں را چه کند - کسیکه نداند و نداند که نه مے داند الخ -

(ف)- کبھی آنکس کے پہلے لفظ هر لگا کر هر آنکس استعمال کرتے هیں - هر آنکس - بیت

هر آنکس که در بند حرص اوفتاد
دهد خرمن زندگانی به باد

۵- تم نے خیال کیا - آں برابر ے کے هے - یعنی جہاں که سکتے هو - کسیکه - چیزیکه - وهاں که سکتے هو - آنکه - پس دونو کو جمع نه کرنا اور نه کہنا - آں کسیکه - آں اسبیکه آں چیزیکه -

۶- هر کجا و جائیکه بھی اسم موصول هیں -

هر کجا چشمۂ بود شیریں
مردم و مرغ و مور گرد آیند

۷- هر جب وحدت افرادی کے لئے هو - تو ے وحدت کی لگانی جائز نہیں - نه کہنا - هر کسے که دیروز آمده بود - باز آمد - هر اسبے که دیروز خریده بودم - همیں است - هاں جب هر بمعنی کل یعنی حصر کے لئے هو - تو ے لگاتے هیں - وه تنکیری هوتی هے - اور آگے کاف بیانیه هوتا هے - هر نفسے که فرو مے رود - همه حیات است - ع

هر انارے را که افشارم از وے خوں چکد

اور کاف نه هو - تو موصوله نه رهیگا - دیکھو بر هر نعمتے شکرے واجب -

نظم میں ے حذف بھی هو جاتی هے - جیسے - ع

هر عیب که سلطاں بپسندد هنر است

یعنی هر عیبے که - ع

بہر دیار کہ رفتیم آسمان پیدا ست

یعنی بہر دیارے -

۸- ان سب مثالوں سے یہی معلوم ہوا - کہ صلہ موصول مبتدا ہوتے ہیں - مگر یاد رکھو - کہ وہ کبھی فاعل - کبھی مفعول - کبھی مضاف الیہ - کبھی خبر - کبھی ظرف - کبھی معطوف علیہ - کبھی مجرور بھی ہو جاتے ہیں -

(فاعل) آنکه دوست من است - آمد - دیکھو یہاں آنکه دوست من است فاعل ہے آمد کا -

(مفعول) آں را کہ مے جستم - یا فتم - اس جگہ آں را کہ مے جستم مفعول ہے یا فتم کا -

(ظرف) بیت

ہر کجا چشمۂ بود شیریں مردم و مور و مرغ گرد آیند

مضاف الیہ) غلام آنکه نامش زید است - باز آمد - اس جگہ موصول صلے سے ملکر مضاف الیہ غلام کا ہے -

۹- عربی زبان میں ہر صلے میں ایک ضمیر ضرور آتی ہے - کہ اسم موصول کی طرف پھرتی ہے - اور اس کا حذف بھی جائز ہے - فارسی زبان کا انداز ایسا واقع ہوا ہے - کہ بے ضمیر بھی مطلب صاف نمایاں ہوتا ہے - چنانچہ مثالہائے مذکورۂ بالا سے واضح ہے - اور ضمیر بھی آتی ہے - مگر کم - بیت

ابلہے کو روز روشن شمع کافوری نہد

زود بینی کش بشب روغن نہ باشد درچراغ

اہل ترکیب توضیح مطلب اور درستے سلسلہ کے لئے ہر جگہ ضمیر مقدر نکالتے ہیں - مثلاً آنکه ستمگار است بد روزگار است - ترکیب کے وقت کہتے ہیں - آنکه ستمگار است - او بد روزگار است -

مقدرات و محذوفات

بعض عبارتوں یا شعروں میں اکثر الفاظ یا جملے محذوف ہوتے ہیں - اور وہاں وہی عین فصاحت ہوتی ہے - ع

بنام جہاندار جاں آفریں

یعنی شروع مے کنم بنام جہاندار جاں آفریں -

محاورے میں کہتے ہیں - ایں قطعہ تو نوشتی ؟ طرف ثانی کہتا ہے - جان شما ! یعنی قسم بجان شما ! کہ من نوشتم - یا سر شما! یعنی قسم بہ سر شما ! کہ من نوشتم - بیت

شب چو عقد نماز بر بندم (بخاطر بگزرد)

چہ خورد بامداد فرزندم

بیت

ظالم رحمے بہ حال زارم

وز لطف بسوے من نگاہے

یعنی اے ظالم ! بہ حال زارم رحمے (بکن) - وز لطف بسوے من نگاہے (بکن) -

مرا خود عرصۂ اندیشہ تنگ است

ترا با وے اگر یارائے جنگ است

(برو بجنگ)

اسی طرح آفریں ! یعنی آفریں باد بر تو ! یا رحمت خدا ! عجب حرف خوبے گفتی - رحمت خدا باد بر تو ! اور لعنت خدا ! یعنی لعنت خدا باد بر تو ! عجب کارے کردی - کہ شیطاں جبین ترا ببوسد - از اخبار چہ شنیدید ؟ (ج) ہیچ - یعنی از اخبار ہیچ نشیدم - برائے سیر باغ مے روید ؟ (ج) خیر - یعنی خیر است دریں - کہ نروم - مگر از احمد رنجیدہ اید ؟ طرف ثانی جواب میں کہتا ہے - خدا نکند - چرا ؟ یعنی چرا رنجیدہ باشم ؟ دوست اپنے دوست سے سر راہ ملتا ہے - اور پوچھتا ہے - کجا ؟ یعنی کجا مے روید ؟

ایک دوست اپنے دوست سے آکر کہتا ہے - کہ فلاں شخص آج تمہاری نسبت فلاں فلاں امر ناشائستہ منسوب کرتا ہے - یہ شخص کہتا

ہے - تو ؤ خدا - یعنی تو دانی و خدا - او مرا چنیں مے گوید - یا تو دانی و خدا - من ایں کارہ هستم - کبھی مخاطب سن کر کہتا ہے - من و ایں کار - یعنی من و این کار کنم - خدا نکند ! ایک شخص اپنے شریک کی شکایت میں کہتا ہے - ہر چہ کمتر بما داد - یعنی خود زیادہ گرفت و و ہر چہ کمتر از کمتر بود - بما داد - شب در مجلس دو صد آدم بیش نبود - یعنی دو صد آدم بود - بیش نبود - بماہ آیندہ خدا خواهد - بہ اصفہاں مے روم - یعنی اگر خدا خواهد - از - بر - در وغیرہ حروف جس طرح حذف ہوتے ہیں - اپنے اپنے موقع پر ان کا حال لکھا گیا - وہاں دیکھو -

بعض الفاظ میں سے کوئی حرف یا حروف کثرت استعمال کے سبب سے حذف ہو جاتے ہیں - مثلاً چاہ - چہ - راہ - رہ - ماہ - مہ - کوہ - کہ - انبوہ - انبہ - بود - بد - ؎

اگر مادر شاہ بانو بدے
مراسیم و زر تا بزانو بدے

فراموش - قرامش - ناگهاں - ناگہاں - ناگاہ - ناگہ - شادباش - شاباش - ایستاد - ستاد - استادہ - ستادہ - خاموش - خمش - داماں - دامن - پیراموں - پیرامن - ازغنون - ارغن - پنہاں - نہاں - چوں - آں - چناں - چوں ایں - چنیں - چہل سال - چل سال - دختر - دخت - ہرزماں - ہزماں - ہرگز - ہگز - ہنوز - نوز - گوزن - گوز -

تفریس

جس چیزوں کے لئے اصل لفظ عربی میں نہیں - انہیں کچھ تغیر کر کے اہل عرب جس زبان سے پاتے ہیں - اپنی زبان میں لے جاتے ہیں - اور اسے تعریب کہتے ہیں - فارسی میں اسی طرح تغیر کرتے ہیں - اور اسے تفریس کہتے ہیں - چنانچہ جن لفظوں میں حروف مخصوصہ تبدیلی کے ہیں - ان میں حروف کو بدل لیتے ہیں - مثلاً جہاں ٹ - ڈ - ڑ - ہو - تو ت اور د اور ر سے تبدیل ہو جاتے ہیں - اور چونکہ ہائے مخلوط التلفظ بھی اس زبان میں نہیں - اس لئے وہ بالکل حذف ہو جاتی ہے - مثلاً جھکڑ سے جکر اور چوکھنڈی سے چوکندی اور گھڑیاں سے گریاں اور گڑ سے گور - بوزن شور اور سکھر سے سکر اور کٹارہ سے کتارہ -

کبھی فقط حرکت بدل جاتی ہے - مثلاً بہاری لال کو ہمیشہ اہل ایران بہاری لال کہتے ہیں - اور جگل کشور کو جوگل کشور -

یہ تصرف عربی لفظوں میں بھی کرلیتے ہیں - اور وہ کئی رنگ سے ہوتا ہے -

۱- متحرک کو ساکن کرکے - حجلہ کو حجلہ اور صبر کو صبر (ایلوا) اور سبلت کو سبلت کہتے ہیں -

۲- ساکن کو متحرک کرکے - مثلاً شفقت و قرن و عطشاں - کہ اصل میں ساکن ہیں - اہل فارس متحرک کرکے پڑھتے ہیں -

۳- مشدد کو تخفیف کر کے - مثلاً حد - خط سے حد و خط - قد - جادہ - ہدیہ - خاصہ - زقوم - مشاطہ - طامات کو بہ تخفیف پڑھتے ہیں -

۴- حرف بڑھا کر - مثلاً محفہ کو محافہ اور روق کو راوق - غلط - سلامت - فضول - صفا و غیرہ کو غلطی - سلامتی - فضولی - صفائی کہتے ہیں -

۵- جمع کو واحد کر کے بولتے ہیں - جیسے حور - ابدال وغیرہ -

۶- کبھی کسی حرف کو گرا لیتے ہیں - مثلاً بے محابا - مفاجا - محاکا - مواسا - موات - بوجہل - مغیلاں - (امِ غیلاں) - بسحق (ابو اسحق) - میر (امیر) -

۷- امالہ کر کے - مثلاً رکیب - عتیپ - مزیج - نہیب -

۸- نور چشمی میں یائے متکلم اور اناالیار میں الف لام - ذوالخورشیدین میں الف لام اورعلامت تثنیہ - نازک سے نزاکت مصدر بھی ان ہی کا ایجاد ہے - اور یہ برائے نام تعریب ہے - عرب والوں کو خبر بھی نہیں -

بحث حروف

حرف کی تعریف تم پڑھ چکے ہو - کہ اس میں معنی مستقل نہیں ہوتے - اور جب تک اسم یا فعل کے ساتھ نہیں ملتا - کچھ مطلب اس سے نہیں نکلتا - لیکن یہ نہ سمجھو - کہ وہ بالکل نکمی چیز ہے - اگرچہ اس میں خود کچھ معنی نہیں - مگر ان با معنی لفظوں کا بھی بے اس کے کام نہیں چلتا - اسم و فعل کے حق میں حرف ایسے ہیں - جیسے کھانے کے حق میں نون مرچ یا گرم مصالحہ - بے شک ان سے پیٹ نہیں بھرتا - لیکن کھانے کا مزہ بھی ان بغیر نہیں - نہ بے ان کے اچھی طرح هضم هوتا ہے - دیکھو حروف سے بڑے بڑے فوائد ہیں -

۱- دو اسم بھی ایسے نہیں - کہ بے حرف کے مل سکیں یا پورے معنی دے سکیں - آب در کوزہ است - بمدرسہ تعطیل است -

۲- دو فعل ہیں - تو وہ بھی حرف کے محتاج ہیں - مے خواهم که بردم -

۳- اسم و فعل - بسوزن دوخت - بقلم نوشت - بمدرسہ رفت - در خانہ آمد - بیا تا دریا برویم -

جب دو دو کلموں کا یہ حال ہے - تو خیال کرو - کہ عبارتوں میں کیا ہوگا - دیکھو حرف کلام کو خوبصورتی دیتا ہے - اور معنوں میں عجیب عجیب لطافتیں پیدا کرتا ہے - اسی واسطے ہم پہلے حرفوں کے معنی اور ان کے خواص لکھتے ہیں -

✓ الف

۱- حرف تہجی کا پہلا حرف جو سیدھا کھڑا ہوا ہوتا ہے - اگر ساکن ہو - تو الف ہے - جیسے راہ - ماہ - خدا - ہوا - ہم اسے الف مدہ کہینگے -

۲- متحرک ہو - تو ہمزہ ہے - مگر فارسی والے کہیں ہمزے کو بھی الف کہہ دیتے ہیں - مثلاً الف وصل - الف استفہام اور اعداد تاریخ وغیرہ میں بھی دونو کا ایک ایک لگاتے ہیں -

۳- ہمزہ لفظ کے سرے پر ہو تو الف کی صورت میں لکھو - جیسے اختر - اخگر - مگر آخر میں جیسے سماء - کبریاء کہ عربی کے لفظوں میں آتا ہے - تو ء کی صورت میں لکھا جاتا ہے - اور بیچ میں آ جائے - تو بصورت خدائی - کبریائی - خود نمائی -

۴- ہائے مختفی یائے نسبت یا خطاب سے ملتی ہے - تو بھی ہمزے کی شکل میں لکھتے ہیں - مثلاً رنگ فاختۂ (فاختہ کا رنگ) بہ کار خود پرداختۂ ؟ کے بردۂ ؟ مگر آزردۂ ؟ اضافت یا صفت کی حالت میں جامۂ ابریشم - نامۂ دوست - یا جامۂ ابریشمیں - نامۂ رنگیں - یائے وحدت کے ساتھ - مثلاً جامۂ - نامۂ (یک جامہ - یک نامہ) است کے ساتھ ملے تو ے پیدا ہو جاتی ہے - مردانہ ایست - فرزانہ ایست - اس حالت میں ہمزے کو کچھ تعلق نہیں - یائے وحدت ہے یا موصول -

۵- ہمزہ دو حرفی لفظ پر زیادہ ہوتا ہے - تو ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے - اور اکثر نظم میں ہوتا ہے - جیسے ابر اسپ (بر اسپ) - ابے حکم شرع (بے حکم شرع) - ابا خلعت زر (با خلعت زر) -

دیکھو - اگر دو حرفی سے زائد لفظ ہو - اور اس میں ء واقع - تو تحقیق نہیں کہہ سکتے - کہ اصلی ہے یا زائد - مگر حرکت اس کی اکثر حرف مابعد کی حرکت ہوگی - اور کبھی مختلف بھی ہوگی - مثلاً شتر - اشتر - سکندر - اسکندر - براهیم - ابراهیم - سرافیل - اسرافیل - فشردن - افشردن - فسردن - افسردن - فتادن - افتادن - فگار - افگار - کنوں - اکنوں - ستادم - استادم - بریشم - ابریشم - ستارہ - استارہ - لیکن اختر - اخگر میں اصلی ہے - اس کا حذف جائز نہیں -

۶- خیال کرو - حرف تہجی مثلاً جیم - دال - ذال - سین - شین وغیرہ میں ہر ایک کا پہلا حرف یعنی ج - د - ذ - س - ش - اس کی اصلی آواز کا پتا دیتا ہے - چنانچہ ہمزے کا نام بھی اصل میں امزہ تھا - یہ اتفاقاً ابتث کی ترکیب میں ہ کے بعد پڑا - دونو کا مخرج پاس پاس تھا۔ سبقوں میں برابر پڑھتے پڑھتے زبانوں میں ہ ہمزہ - ہ ہمزہ چڑھ گیا - رفتہ رفتہ وہی تحریر میں آنے لگا -

۷- زبان قدیم میں اول میں آتا تھا - تو نفی کے معنی کر دیتا تھا - مثلاً اجنباں (بے حرکت) - اخواستی (بے خواستی) سنسکرت اور فارسی کی اصل ایک ہے - اس میں بھی انت (جو ہمیشہ نہ ہو) اچل (بیحرکت) - الونا (بے نمک) - ابھے (نڈر) - انت (بے انتہا) آیا ہے -

۸- ہمارے شعراے متقدین نظم میں زیادہ بھی کر دیتے ہیں - جیسا کہ ع

ابر بارۂ جنگ جوئے سوار

ع ابا خلعت خوب با خرمی

ع ابے حکم شرع آب خوردن خطاست

الف ممدوده

۱- ہمزہ کے بعد مدہ واقع ہوتا ہے - تو الف ممدوده پیدا ہوتا ہے - مثلاً آفتاب - آسمان - کہیں زائد ہوتا ہے - کبھی حذف ہو جاتا ہے - اور بعض لفظ بالقصر اور بالمد دونو طرح آئے ہیں - اس کی چار صورتیں ہیں -

(ا) نہ حذف جائز نہ قصر جائز - مثلاً آز - آس (چکی) -

(ب) جہاں حذف اور قصر جائز ہو - مثلاً آرام - آتش - اتش - آخشیج اخشیج -

(ج) مد بھی اور قصر بھی دونو طرح آیا ہے - مثلاً آچار - اچار - آلاؤ - الاؤ -

(د) تینوں طرح - مثلاً آفسانہ - افسانہ - فسانہ - آستانہ - استانہ - ستانہ - آفریدوں - افریدوں - فریدوں -

۲- نظم میں پہلے حرف سے متصل ہوکر ع گر پڑتا ہے - الف مدہ ہی رہ جاتا ہے - ع

بلند آسماں پیش قدرت خجل

اسی طرح دلا رام - سراغاز - سیماب - گلاب - گرداب - سیلاب - پایاب - مرغابی -

۳- الف ممدوده زیادہ ہوکر کچھ معنی نہیں پیدا کرتا -

الف مدہ یا مقصورہ

چونکہ ساکن ہوتا ہے - اس لئے اول کلمے میں نہیں آتا - بیچ میں ہوتا ہے یا آخر میں - مثلاً خدا - بالا - والا - کالا - سامان - دامان - شاہ - ماہ -

زیادہ ہوکر مختلف معنی پیدا کرتا ہے -

۱- اتصال - جیسے شباشب - دوشا دوش - پیشا پیش - پیاپے - مالا مال - ہا یا ہاے - رو ارو - دوادو - کشاکش - خندا خند - نوشا نوش اور بعضوں نے مالا مال - رنگا رنگ - گونا گوں میں الف کثرت و مبالغہ سمجھا ہے -

۲- عطف - جیسے رستا خیز یعنی رست و خیز - شبا روز یعنی شب و روز - اسی سے شبانہ روز ہے -

۳- استیعاب کے لئے - سراپا - لبالب - سراسر (یعنی اس سرے سے اس سرے تک) -

۴- بمعنے الی - جیسے سرا زیر - سرا بالا یعنی سر بہ زیر - سر بہ بالا -

۵- دعائیہ - مضارع واحد غائب میں اکثر - متکلم میں کبھی آتا ہے - اور حرف آخر سے پہلے جگہ پاتا ہے - مثلاً دہاد - کناد - شواد - نماناد - شنواد - شنوام - رواد - روام - روے بدی مبیناد - بینام - باد - مباد - بادا - مبادا - باد مخفف بواد کا ہے - اور مباد مخفف مبواد کا ہے - کبھی کہتے ہیں - ع

بادی از عمر و فلک برخوردار

غ باقی بمانیا کہ بقاے جہاں زتست

۶۔ جو الف کلمے کے آخر میں آتا ہے ۔ اس کی بھی مختلف قسمیں ہیں ۔

(۱) امر کے آخر میں ۔

(ا) بمعنے فاعلیت ۔ دانا ۔ بینا ۔ گویا ۔ جویا ۔ بویا ۔

(ب) مفعولیت ۔ پذیرا (پذیرفته) ۔ یه کم آتا ہے ۔ اور اسی کو الف قابلیت بھی کہتے ہیں ۔ مثلاً خط خوانا ۔ جو تحریر پڑھنے کے قابل ہو ۔ ع

پذیرا سخن بود شد جاے گیر

بات قابل قبول تھی ۔ اس لئے دل میں جگه پکڑی ۔

(۲) قسم ۔ حقا ۔ ربا ۔

(۳) مصدری ۔ مثلاً ع

به پہنا شدے چہره را پہن ساز

ع فراخاے جہاں بر خود مکن تنگ

اسی طرح درازاے راه ۔ ژرفاے چاه ۔

(۴) وصفیت ۔ زیبا ۔ گندا ۔ بخارا ۔ منسوب به بخار ۔ (علم) کثرت علم ہے اس شہر کا نام یه ہوگیا ہے ۔

(۵) زیادتی اور اس پر تعجب و افراط ۔ مثلاً خوشا بحال شما ! بدا بحال کسے که چنیں باشد ! ع

بسا کسا که بروز تو آرزو مند است

(۶) زائد ۔ حسن کلام کے لئے ۔ (درویشیا درویشے) ۔ ع

بدا درویشیا کو را بود فکر تن آسانی

پارسا ۔ ع ساقی بده بشارت پیران پارسارا

(اس سے پیران پارس مراد ہیں) ۔

(۷) کبھی تعظیم کبھی شفقت کے لئے ۔ مثلاً جلالا ۔ طباطبا ۔ صائبا ۔ رفیقا ۔ نصیرا ۔ بیٹا باپ کے مرنے کی تاریخ کہتا ہے ۔ ع

گفتا که وفات فائضاے مرحوم

(۸) جانب کے لئے ۔ راستا ۔ چپا (جانب راست و جانب چپ) ۔

(۹) ندائیه ۔ خدایا ۔ کریما ۔ کبھی اس میں عظمت بھی ظاہر ہوتی ہے ۔ مثلاً ع

شہا شہریارا جہاں داورا

(۱۰) ندبه ۔ مثلاً واویلا ۔ وامصیبتا ۔ دردا ۔ دریغا ۔ واحسرتا مصرعه

وا فریادا ز عشق دا فریادا

ان کے آخر میں عرب ایک ہ بھی لگاتے ہیں ۔ مثلاً واویلاه ۔ وامصیبتاه ۔ واحسرتاه ۔

(۱) زائد ۔

(ا) دو لفظوں کے بیچ میں ۔ مثلاً سبزا رنگ ۔

(ب) اسم کے آخر میں فردوسی ۔ بیت

سیامک بر آمد برهنه تنا
بیاویخت با پور آهرمنا

چاند کو کہتا ہے ۔ بیت

زمیں پوشد از نور پیراهنا
شود تیره گیتی بدو روشنا

(ج) فعل کے بعد ۔ بیت

چوسی روز گردش به پیمایدا
دو روز و دو شب روے ننمایدا

سعدی ۔ بگفتا فراتر مجالم نماند

اسی طرح گوئیا ۔

(د) لفظ کے بیچ میں اشباع فتحه کے طور پر ۔ مثلاً نگوں سرسے نگوں سار ۔ سیه سر سے سیه سار ۔ نمک سے نماک ۔ پیرهن سے پیراهن ۔ اهرمن اهرامن ۔ اهراماں ۔ اسی طرح افشردن ۔ افشاردن ۔ شمردن ۔ شماردن ۔ آزردن ۔ آزاردن ۔

(۱۲) رسم الخط ۔

(ا) عربی کی تنوین مفتوحی ۔ مثلاً اصلاً ۔ مطلقاً ۔ ظاهراً ۔ قطعاً ۔

غالباً - دائماً - مگر آخر میں ہ ہو - تو الف نہیں لکھا جاتا -
مثلاً حقیقتہ - تذکرۃً -

(ب) تعدّے - تسلّے - تولّے - تجلّے تقاضے وغیرہ اصل میں ے ہیں -
فارسی کے شاعر الف باندھتے ہیں -

(ج) لکھنے میں نہیں آتا - پڑھنے میں کبھی آتا ہے - کبھی نہیں
آتا - مثلاً ع

اللہ اللہ چہ جاے ایں سخن است

کبھی ع چہ گویم آں ذقن اللہ اللہ

کبھی لکھنے میں نہیں آتا - پڑھنے میں آتا ہے - مثلاً رحمن- اسمعیل -

(د) کبھی ے کو الف لکھتے ہیں - جیسے ماجرا - تماشا -

(ہ) الف مقصورہ جو عربی کے قاعدے میں ے لکھتے ہیں - وہ اضافت
فارس میں پھرے پڑھی جاتی ہے - موسے عمران - عیسے دوراں -
موسے معجزہ نما - عیسے جاں بخش - ع

شب از روشنی دعوے روز کرد

ب

جب اسم پر آتی ہے - تو ہمیشہ[1] مفتوح ہوتی ہے - چنانچہ -

(۱)- کبھی صلہ یا الصاق کے لئے ہے - مثلاً امروز بخانہ شماے آیم -
چند روز است بہ احمد ملاقات نشدہ بہ احمد حرف مراگوش نکرد - آخر
کارش بہ بدنامی کیشد - مے خواستم - چوں بہ درخت گل برسم - دامنے
پر از گل کنم - ہرچہ شما دادید - بہ من رسید - شراب نمے خورم - کہ
بہ مزاجم نمےسازد - او بہ کار دنیا غرض کمتر مے گیرد - او پنہاں شراب
مے خورد - آخر کارش بہ رسوائی کشید - بہ ہوش باش آقا ! ایں بداں
مے ماند - کہ زاغ را گوئی سفید است - یا ماست را گوئی سیاہ - ایں باو
تعلقے ندارد - بہ مشکل نوشتم - بہ دقت لقمہ نانے دست داد - الحمد للہ
کہ بہ خیر و سلامت خانہ خود رسیدم -

۲- بمعنے مع - اسب بہ ساز و یراق خریدیم - شاہ بہ لشکر داخل قلعہ
شد - کتاب بہ اوراق بوسیدہ اش حوالہ کاتب کردم -

۱ عربی میں یہ ب ہمیشہ مکسور ہوتی ہے -

۳- سببیہ - ع

بہ عصیاں در رزق برکس نہ بست

۴- مقدار - ع

بہ نیم بیضہ کہ سلطاں ستم روا دارد

ع بہ جو مے ستاند ز دھقان پیر

۵- بمعنے براے - ع

رفت و منزل بہ دیگرے پرداخت

ع بدیدار مردم شدن عیب نیست

۶- تقابل - یک شعرش بہ دیوان دیگراں مے فروشم - ایں شاہنامہ
بہ چل روپیہ خریدم - بہ جو نمے ارزد -

۷- بمعنے موافق - ع

امروز روزگار بدانم بہ کام اوست

۸- بمعنے نزد - ع

طمع برد شوخے بہ صاحبدے

بعضے اسے الصاق کے لئے کہتے ہیں -

۹- مثل و مانند - ع

بہ خلق جہاں آفریں کار کن

۱۰- بلحاظ کے معنوں میں - مثلاً بیت

بہ تن ژندہ پیل و بجاں جبرئیل
بہ کف ابر بہمن بہ دل رود نیل

۱۱- قسمیہ - بہ خدا ! بہ رب کعبہ ! بہ شما ! بہ جان شما ! اہل
زباں محاورے میں دوست کو ظرافت سے کہتا ہے - بہ خدا کہ نداری !
شیخ سعدی نے گلستاں کے دیباچے میں ہے - گفت بہ صحبت قدیم - کہ
دست برندارم -

۱۲- توسل - ع

خداوندا بہ پیراں جواں بخت

۱۳- ذریعہ و استعانت - بہ قلم نوشتم - بہ سوزن دوختم - ضعیف است -

به عصا راه مے رود - دولت انگلیس ملک هند را به شمشیر گرفته - به قلم واسطی مے نویسم - کبھی حذف بھی ہو جاتی ہے - اہل زبان کہتا ہے - دست خود نوشتم - پائے خود راه مے روم -

۱۴- اتصال - روز بروز - دم بدم - ساعت بساعت - دست بدست - رنگ برنگ - در بدر - خانه بخانه - کو بکو - سو بسو - مو بمو - سر بسر - لب بلب - نو بنو - یه بھی حذف ہو جاتی ہے - شہر شہر گشتم - کوچه کوچه دیدم -

۱۵- شروع مے کنم - ع

به نام جہاندار جان آفریں

۱۶- جانب - احمد به دهلی رفته - رو به من آورد و گفت -

۱۷- زیر - ع

به تیغ آمد از رومیاں در نبرد

۱۸- اضافت - ع

ور زر داری به زور محتاج نهٔ (محتاج زور نیستی)

۱۹- قابلیت - ع

صائب کنوں که درد به درماں نمانده است

۲۰- در کے معنوں میں -

(الف) اس کی ظرفیت کبھی ذہنی ہوتی ہے - مثلاً آتش بجان مے زند - به کار دنیا دخل کمتر مے دهد -

(ب) کبھی ظاہر ہوتی ہے - مثلاً بخانه رفت و بدر آمد -

(ج) اکثر حذف ہو جاتی ہے - احمد به ملاقاتم آمد - حیف که خانه نبودم -

(د) کبھی در کے ساتھ آتی ہے - تو دونو میں سے ایک کو زائد کہتے ہیں - ع

به دریا در منافع بے شمار است

۲۲- بر کے معنوں میں - اس کی بھی ویسی ہی دو قسمیں سمجھو -

(الف) روپیه گرفت و اذایش حواله به من کرد - جناب آغا ! شما

بگیرید ایں اسپ را - اگر قباحتے باشد - بذمه من -

(ب) ماه من به بام آمد - اسی طرح جام به کف - سر به کف -

۲۲- را کے معنی میں - بتوے بگویم - بمن گفت - بشما داده بودم - به احمد پیام شما رسانیدم - احمد نامه به من داد -

۲۳- تا کے معنوں میں - ع

ز مشرق به مغرب کشیده طناب

۲۴- بائے زائده کئی قسم کی ہوتی ہے -

(۱) اسم پر - ع

به تنہا نباشد کسے سر فراز

ع آں قطره ام که چرخ به دور افگند مرا

به شکر اندرش مزید نعمت - اس کی بہت سی مثالیں نظم متقدمین میں ملینگی - اور اکثر اہل قواعد ایسے موقع پر در اور اندر کو زائد لکھتے ہیں -

(۲) فعل میں -

(الف) امر پر داخل ہو - تو فصاحت کی جان ہے - مثلاً بگو - بخواں - ببیں -

(ب) ماضی پر کہیں اچھی معلوم ہوتی ہے - کہیں کلام بدمزه ہو جاتا ہے - مشق اور استادوں کے کلام کا بہت سا استعمال چاہئے - بگفت - برفت - بنشست - بنمود -

(ج) مضارع پر بھی واجب ہے - چناچه فعل کی بحثوں میں جا بجا لکھا گیا ہے - بیاید - بگیرد - بمیرد وغیره -

بعض شعرا کبھی کبھی نفی اور نہی پر داخل کرتے ہیں - مگر نثر میں جائز نہیں جیسے بمگزار - بنشناخت - بمپرس -

فائده - بعض کہتے ہیں - که جس فعل پر ب داخل ہو - اگر اس کا پہلا حرف مضموم ہو - تو ب کو مضموم پڑھو - نہیں تو مکسور - مثلاً بکند - بکن - ببیند - ببیں - بفرمایند - بفرما - بمالد - بمال - بورزد - بورز - مگر عام قاعده یہی ہے - که سب جگه ب کو مکسور پڑھو -

(۳) حرف پر بھی داخل ہوتی ہے - بہم - بہمراہ تو - بغیرتو - بجز- یہ بھی مفتوح ہوتی ہے -

ت

خطاب کے لئے آتی ہے - مگر کئی طرح -

۱- اول میں آتی ہے - اور مضموم ہوتی ہے - مثلاً تست ترا -

۲- الگ ہو - تو واؤ لگا دیتے ہیں - سعدی

تو بر اوج فلک چه دانی چیست

چوں ندانی که در سراے تو کیست

۳- فعل کے آخر میں مفعول ہوکر - بایدت - شایدت - دادت - بردت - پول دادمت - نصیحت گفتمت - کبھی اسی طرح اسم کے آخر میں سعدی

اے که هرگز فرامشت نکنم

هیچت از بنده یادے آید

۴- کبھی چیز کی بڑائی ظاہر کرتی ہے - مثلاً آں سے آنت - ایں سے اینت - ع

آنت بخشودن اینت بخشیدن

شاید یہ بھی خطاب کی ت ہو -

۵- مضاف الیه بھی آتی ہے - مثلاً اسبت به چند فروختی ؟ کتابت بکجا گزاشتی ؟ نبضت بمن بنما - قلمت بمن بده آقا - اس وقت بمعنے خود سمجھنا چاہئے -

۶- خود کی تاکید کے لئے - مثلاً خودت گفتی - خودت بردی و از من سے پرسی ؟ اسپ خودت بچند فروختی ؟ کتاب خودت کجا گزاشتی ؟ اهل توراں اس میں جمع کے لئے ان لگا کر کہتے ہیں - خود تاں گفتید؟ اسپ خود تاں کجاست ؟

۷- عربی کے ثلاثی مجرد مصدروں کی ہ بھی فارسی میں ت ہوجاتی ہے - مثلاً حقیقت - طریقت - معرفت شریعت -

ث

اس کی آواز فارسی میں نہیں آتی - کیو مرث - ارتنگ - اغریث - طہمورث - ثغ - وثاق وغیرہ کو ث سے لکھتے ہیں - مگر اختلاف کے بعد یہ قرار پایا ہے - کہ پہلا اور دوسرا لفظ اصل میں ت سے ہے - تیسرا ترکی ہے - چوتھا س سے ہے - ثغ اصل میں فغ ہے بمعنے بت - غلطی سے ث لکھنے لگے - وثاق خود عربی لفظ ہے - فارسی والے گھر کو کہتے ہیں - اور ث پڑھتے ہیں -

پہلوی اور ژند کی کئی کتابیں جرمن اور انگریزی زبان میں ترجمہ ہوئی ہین - ان میں حروف تہجی اور اُن کے رسم الخط کا مقابلہ عربی حروف سے بھی کیا ہے - میں نے اُنہیں دیکھا - بلکہ کئی دستوروں سے کتب مذکورہ کی عبارتیں پڑھوائیں - اور کان لگا کر غور سے سنا - کہیں ث کی آواز نہیں پائی گئی -

چ ✓

بے جان چیزوں کی ذات - حال - زماں - وضع - مقدار - وزن - تعداد وغیرہ کے لئے اس سے استفہام کرتے ہیں - مصرعه

بلبل چه دید و گل چه شنید و صبا چه گفت

ایں چه چیز است ؟ چه نام دارد ؟ چه حال است ؟ چه گزشت براو؟ چه رنگ است ؟ چه وقت بود؟ چه طور است ؟ ایں چه شور و غوغا بود؟ چه قدر مردم بودند ؟ چه قدر پول ذمه من است ؟ چه قدر خورد و چه قدر برد ؟ در قفس چه جانور است ؟ (جانور اگرچه جاندار ہے - مگر اهل زبان که دیتا ہے - درقفس چه جانور است ؟) -

حقیقت سے سوال کرنا ہو - تو کہ سکتے ہیں - حقیقت انساں چیست؟
مثلاً اگر کسی آدمی کو پوچھنا ہو - کہ یہ کون ہے ؟ تو نہ کہنا -
کہ ایں چہ انساں است ؟ کیونکہ اس کے معنی یہ ہونگے - کہ یہ تو
حیواں سے بھی بدتر ہے - ہاں یوں پوچھو - کہ ایں کدام کس است ؟
احوالات و خصوصیات سے سوال کرتا ہو- تو اہل زباں کہتا ہے -
چہ کارہ آدم است ؟ یعنی کیا کام کرتا ہے ؟ اور کیا شغل رکھتا ہے ؟

بیت

گفتا چہ کسی و چیست نامت
اصلت ز کجا کجا مقامت

چہ کسی ؟ یعنی چہ کارہ آدم ہستی ؟

چیست دنیا از خدا غافل شدن

١- استفہام کی تین قسمیں ہیں -
(الف) انکاری - مثلاً اصل از من بپرسید - احمد چہ خبر دارد ؟
الٰہی چہ کم گردد ؟ اگر رحمے بہ حال زار من کنی -
(ب) اقراری - طائرے کہ مے بینید - اگر بلبل نیست - پس چیست ؟
(ج) استخباری - ایں چہ چیز است ؟ و چہ مے خواہد ؟
٢- مساوات - اس میں تکرار ضرور ہے -

چہ بر تخت مردن چہ بر روے خاک

٣- تحقیر - او چہ حقیقت دارد - ایں چہ بلا ست - ایں چہ آدم
است ؟ ع

من کیستم و در چہ شمارم چہ کسم

یہ شاعر انکسار سے اپنی تحقیر کرتا ہے -
٤- تعظیم یا تعجب کے لئے- چہ مرد بزرگے است ! چہ عالم با کمال
است ! چہ صاحب جمال شخصے است ! چہ خط خوبے دارد ! چہ خوش
آواز جانورے است ! چہ فصیح مردے است ! چہ خوش رنگ گلے است!
چہ بوے خوشے دارد ! چہ خوش فضا میدانے است ! چہ دل فزا چمنے
است ! چہ باران مے بارد ! اور اس عظمت کو ے زیادہ ترقی دیتی ہے -
٥- کبھی شوق اور دل کا ولولہ ظاہر کرنا ہرتا ہے -

ع دلش گر مہرباں بودے چہ بودے
ع چہ شبہا نشستم دریں دیر گم

بیت

صحرا چہ خوش است در ندارد
مفلس چہ خوش است زر ندارد
ع چہ خوش گفت خسرو بہ فرزند خویش
ع چہ خوش گفت بازارگان اسیر

یا کوئی مصیبت زدہ کہے - آہ یاراں چہ بلا بر سرم آمد !
٦- کبھی شاعر اپنی شوخئے طبع سے جان بوجھ کر تجاہل کرتا ہے
اور کہتا ہے - ع

چہ چیزی کیں ہمہ آشیون از تست

معشوق کی طرف خطاب ہے - گویا اسے کہتا ہے - کہ آدمی میں تو
یہ حسن و جمال اور ناز و ادا نہیں ہوتے - تو ہے کیا چیز ؟ مثالہاے
مذکورہ میں عظمت - کثرت اور مبالغہ کے معنی پیدا کرتی ہے - صورت
حال کو دیکھنا چاہئے -
٧- چہا - ہا جمع کا اس بڑائی کو اور بھی بڑھاتا ہے - بیت

دو سہ گام اگر پس دل بہ رہشی دویدہ باشی
ز چہا گزشتہ باشی بہ چہا رسیدہ باشی

٨- نہی کے لئے- چہ غوغا مے کنی ؟ ایں چہ غوغاست یعنی
غل نہ مچاؤ -

چہ مے خسپی اے فتنہ روزگار

(نہ سو) -
٩- زیرا کہ - مثلاً ازآں خانہ برخاستم - چہ خوف دزداں بود -
١٠- موصولہ - ہرچہ دیر نپاید - دلبستگی را نشاید (چیزے کہ) -
١١- چہ بعمنۂ ہر چہ -

چہ باشد میسر بہ زودی فرست

(هر چه میسر باشد) ۔

(ف) چه میں ہ اظہار حرکت کے لئے ہے ۔ چنانچه دلیل اس امر کی چگونه ۔ چساں ۔ چرا وغیرہ الفاظ ہیں ۔

دال

امر کے آخر میں آکر مضارع کے معنی پیدا کرتی ہے ۔ جیسے کن سے کند ۔ رو سے رود ۔

رائے مہمله

آخر میں زیادہ ہو کر نسبت کے معنی پیدا کرتی ہے ۔ جیسے انگشت سے انگشتر ۔ له (شراب) ۔ لہر (شراب خانه) ۔

رائے معجمه

از کو مخفف کرکے ز استعمال کرتے ہیں ۔ مگر نظم کے لئے خاص ہے ۔ نثر میں جائز نہیں ۔ (از کے خواص دیکھو)

ش

۱۔ فعل کے آخر میں ضمیر مفعول ہوتا ہے ۔ مثلاً گفتش ۔ دیدمش ۔

۲۔ ضمیر مضاف الیه ۔ مثلاً اسپش ۔ غلامش ۔

۳۔ بمعنے خود ۔ ع

فریدوں به آں شوکتش هم ندید

یعنی به شوکت خود ۔ او پسرش را بسیار دوست دارد ۔ یعنی پسر خودرا ۔

۴۔ بمعنٔے برائے ۔ مثلاً قبا دوختش ۔ زر اندوختش ۔ نظم کے لئے خاص ہے ۔

۵۔ حاصل بالمصدر کے لئے ۔ مثلاً دانش ۔ بینش ۔ اس وقت ماقبل اس کا مکسور ہوتا ہے ۔

۶۔ نسبت ۔ مثلاً پوپش (پوپ) ۔ چوٹی جو هدهد کے سر پر ہوتی ہے ۔ اس لئے اسے پوپک اور پوپش کہتے ہیں ۔ اسی طرح بالش (تکیه) ۔

ک

(الف) کاف خالص اواخر اسما میں لگاتے ہیں ۔ تو تصغیر کے معنی دیتا ہے ۔ مثلاً طفلک ۔ کنیزک ۔ درختک ۔ سیامک (دیکھو فعل

تصغیر) ۔ سنسکرت میں بھی یہی معنی دیتا ہے ۔ مثلاً بال سے بالک پتر سے پترک ۔

(ب) کلمے کا جزو نہیں ہوتا ۔ اور ہائے مختفی کے ساتھ لکھا جاتا ہے ۔ که کی صورت میں ۔ اس وقت کئی معنی دیتا ہے ۔

۱۔ بیانیه ۔ مثلاً خدا که کریم است ۔ مرا به ایں حال نخواهد دید ۔

(۱) آں ۔ ایں ۔ چنداں ۔ چناں ۔ همچنیں ۔ همچناں کے بعد آتا ہے ۔ ع

آں کرد به من دوست که دشمن نکند

بیت

آں نه من باشم که روز جنگ بینی پشت من
ایں منم کاندر میان خاک و خوں بینی سرے

چناں از زندگی بیزارم ۔ که مرگ راصد بار به ازآں مے دانم ۔

ع چناں زی که نامت به نیکی برند

ع همچناں دیده به راحت نگرانست که بود

چندانکه گفتم ۔ باور نکرد ۔ آغا ! دروغ هم بگو ۔ مگر چندانکه عقل باور کند ۔

(ب) اس قسم کے بہت سے الفاظ اور محاورے ہیں ۔ چنانچه جمله معترضه پر ۔ فرد

چشم بد اندیش که بر کنده باد
عیب نماید هنرش در نظر

(ج) اور شنیدن ۔ دیدن ۔ دانستن ۔ گفتن وغیرہ کے مشتقات کے بعد مثلاً ع

گفتم که گلے بچینم از باغ

ع شنیدم که شاپور دم در کشید

شنیدم ۔ که امروز کاروان کابل رسیده ۔ نمے دانستم ۔ که ایں قدر نا اهل هستی ۔ دیدی ۔ که آں نا اهل با من چه کرد ۔ یه کاف کبھی حذف بھی ہو جاتا ہے ۔ مثلاً مے خواهم ۔ آنجا بروم ۔ مگر شام شد ۔ مے دانم ۔ دلش با من است ۔ مگر اظهارش مصلحت نیست ۔ احمد سے

گوید - امروز به مدرسه تعطیل است -

(د) قسم کے بعد ہوتا ہے - مثلاً بخدا که از جان عزیزش دارم - اسی قبیل سے ہے - فرد

خوشا بہار که کہسار زو شود گلزار
بدا خزاں که ازو جاے گل بروید خار

۲- استفہام کے لئے مثلاً که مے گوید ؟ که گفت است به شما ؟ اور یه تین طرح کا ہوتا ہے - دیکھو بیان چه کا -

۳- بمعنے بلکه - مثلاً در زور نه تنہا من ازو کمترم - که احدے بوے تاب ہمسری ندارد -

سعدی - بیت

نه سگ دامن کاروانی درید
که دهقان ناداں که سگ پرورید

۴- علت - سبب پر داخل ہوتا ہے - جبکه سبب آخر میں ہو - مثلاً بسیار خوردم - که سخت گرسنه بودم - یک جام آب به سر کشیدم - که از دیر تشنه بودم - بیروں نروید - که ہوا گرم است -

اگر سبب پہلے آ جائے - تو کاف کی کچھ ضرورت نہیں - مثلاً ہوا گرم است - بیروں نروید - اسی طرح شربت لیمو نمے خورم - که نزله مے آرد - اگر کہیں - نزله مے آرد - آب لیمو نمے خورم - تو کاف کی ضرورت نہیں -

(ف) کبھی مسبب پر بھی آ جاتا ہے - مثلاً آب بسیار پاشیده اند - که گرد نشسته - دیکھو - یہاں گرد بیٹھنے کا سبب آبپاشی ہے -

۵- تفریعیه - چهل سال مشق کردم - که خطم رنگے پیدا کرد -

۶- حالیه - بیت

بسے گشت فریاد خواں پیش و پس
که ننشست بر انگبینش مگس

۷- فجائیه - سر حوض نشسته بود - که تب بروے غلبه کرد - بیچاره مے خواست به وطن مالوف برود - که اجلش در رسید - گلستاں میں بھی ہے - من از شراب ایں سخن مست و فضلهٔ قدح در دست - که روندهٔ بر کنار مجلس گزر کرد - فرد

شب گزشته به زانو نهاده بودم سر
که آوفتاده خرد را بدیں خرابه گذار

۸- عاطفه - فرد

اے بسا اسب تیز رو بماند
که خر لنگ جاں به منزل برد

۹- بمعنے تا که - اور یه اکثر نفی پر آتا ہے - مثلاً سخن یاوه نخواهم گفت - که مردم عیبم نکنند - نفی نہیں - تو کاف علت کا رہ جاتا ہے - مثلاً سخن یاوه نخواهم گفت - که مردم عیب مے کنند -

۱۰- تردید - مثلاً زید آمد که عمرو -

۱۱- تفضیلیه - که به کے بعد آتا ہے - مثلاً بیت

دست دراز از پے یک حبه سیم
به که ببرند به دانگے دونیم

فرد

اگر تو زخم نہی به که دیگرے مرہم
وگر تو زہر دہی به که دیگرے تریاک

۱۲- صلے کا - مثلاً کسے که دوست است به من - جانم به قربانش - ہر که ایں کار کرد - یا آنکه ایں کار کرد - یا شخصے که ایں کار کرد - گوے از میداں برد - برادر شما که بیمار بود - حالا چه طور است -

(ف) کبھی بمعنے ہر که - مثلاً بوستاں میں ہے - بیت

کرا پاے خاطر در آید به سنگ
نیندیشد از شیشهٔ نام و ننگ

بیت - خدا را ندانست و طاعت نکرد
که بر بخت و روزی قناعت نکرد

۱۳- شرط - مثلاً فرد

چه کم گردد که سوے عاشق زار
کنی از لطف اے بد خو نگاہے

١٤- زنہاریہ - مثلاً فرد

گر ہمہ خانہ کعبہ است کہ تعمیر مکن
تا تواں کرد عمارت دل ویرانے را

(یعنی زنہار مکن) -

١٥- بمعنے نیز - مثلاً فرد

ہر سوختہ جانے کہ بہ کشمیر در آید
گر مرغ کباب است کہ با بال و پر آید

بعضے مفاجات کا کہتے ہیں - اور ٹیک چند بہار نے تعیین وقت یا بیان صورت حال کے لئے لکھا ہے - یعنی مرغ کباب بھی ہو - تو یہ عالم ہو - کہ پر نکل آئیں -

١٦- زائد تا کے بعد - تا کہ طاقتے دارم - قدمے مے زنم - تا کہ جانم در تن است - بہ خدمت حاضرم - مثلاً فرد

ایں ہمہ شور و اضطراب کہ چہ
ویں ہمہ ترک خورد و خواب کہ چہ

اہل زبان اکثر جگہ کاف بیانیہ بولتے ہیں - اور نہایت فصیح معلوم ہوتے ہیں - لوگ زائد سمجھتے ہیں - مثلاً از کجا کہ چنیں بکنم - از فراق یاراں چہا کہ ندیدم - از جدائے دوستاں چہ آفتہا کہ بر سرم نیامد - کجاست - کہ نیست - از کجا کہ نباشد - اس طرح کے ہزاروں محاورے ہیں - جن کا کوئی قاعدہ نہیں -

١٧- بمعنئے برائے - اور یہ ایک عجیب لطیف محاورے میں آتا ہے - فرد

بہ ہر دو دیدہ نظر مے کنی بہ یار کہ چہ
نظر دو اسپہ دوانی بہ لالہ زار کہ چہ

م

١- علامت نہی کی ہے - صیغہ امر حاضر پر - جیسے مکن - مرو - دعا پر - جیسے مباد - مبیناد - اور سنسکرت میں بھی میم مفتوح نہی کے معنی دیتی ہے -

٢- فعلوں کے آخر میں کبھی ضمیر متکلم فاعل ہوتی ہے - جیسے گردم - گفتم - اور کبھی ضمیر مفعول - جیسے چہ مے فرمائیم ؟ (چہ مے فرمائی مرا) - ع

قانع شوم بہ بیش و کمے کم دھد خدا

(دھدم خدا - یہ آلٹ پلٹ نظم میں جائز ہے) -

کبھی ضمیر مضاف الیہ ہوتی ہے - جیسے رویم - دستم - کتابم -

کبھی مضاف سے فاصلے پر ہوتی ہے -

سعدی بیت

تولاے مردان آں پاک بوم　　بر انگیختم خاطر از شام و روم

بیت

یکم روز بر بندہٗ دل بسوخت
کہ مے گفت و فرماندھش مے فروخت

(یعنی دلم) -

(ف) مضاف کے آخر میں ہ ہو - تو الف زیادہ کر دیتے ہیں - جامہ ام - خامہ ام - نامہ ام -

٣- بمعنئے خود - مثلاً ع

ندارم بجز آستانت سرم (سر خود) -

کبھی خود کی تاکید بھی کرتی ہے - مثلاً اسپ خودم بہ شما دادم -

٤- بمعنئے ہستم - مثلاً

یکے از گدایان ایں درگہ ام

٥- نسبت کے لئے - مثلاً نیلم کہ قسم جواہر سے ہے (نیلا نگینہ ہوتا ہے) -

٦- اعداد میں فاعلیت کے لئے - یکم - دوم - سوم - چہارم - اس کا ما قبل مضموم ہوتا ہے - یہ کبھی حذف بھی ہو جاتی ہے -

ع اندر شش محرم زاد آں شہ مکرم (ششم)

۷- تانیث کے لئے - مثلاً خانم - بیگم - مؤنث خان - بیگ -

۸- زائد ع

نے بر سر راهشم مغیلاں

پہلے نظم میں لاتے تھے - اب اس میں بھی متروک ہے -

ن

۱- فعل کے پہلے مفتوح ہوتا ہے - اور نفی کے معنی دیتا ہے - اس حالت میں ملا کر لکھتے ہیں - مثلاً ندارم - نگرفتم -

(الف) اسم پر ہو - توهاے مختفی لگا دیتے ہیں - مثلاً نه زید آمد نه عمرو -

(ب) اس میں کبھی الف لگا دیتے ہیں - تو معنی صفتی ہو جاتے ہیں - مثلاً ناداں - نارسا - نافہم - نا سودمند - پھر یہ وصف ذاتی ہو جاتا ہے -

(ج) نظم میں کبھی آخر پر یاے مجہول لگا کر نے کہتے ہیں - نے نے - یہ نظم اور نثر دونوں میں آتا ہے -

(ف) نیست بھی اصل میں نے است تھا -

کبھی نون بمعنئے میم نہی آتا ہے - ع

نماند کسے چوں سکندر نماند

یعنی مبادا - سکندر نامے میں بہت جگہ نماند بمعنئے نماناد آیا ہے -

۲- (الف) استفہام اقراری - نگفتمت - که ہرزہ نگردی ؟ یعنی گفتمت -

(ب) استفہام استخباری - سیب نمے خورید ؟

۳- آخر اسم میں کبھی نسبت کے لئے ہوتا ہے - چنانچہ جوشن (حلقه) سے جوشن منسوب به حلقه - ریم سے ریمن (ریم یعنی پیپ سے لتھڑا ہوا) - لفچ سے لفچن (موٹے ہونٹ والا - مثلاً اونٹ وغیرہ) -

زائد - جیسے پاداش سے پاداشن - سو سے سوں - زیبا سے زیباں - چو سے چوں - همگاں سے همگناں - گوارا گواراں -

(ف) ماضی کے آخر میں آتا ہے - تو اسے مصدر کر دیتا ہے -

واو

۱ - جو واو جزو کلمه نہیں ہوتا - کبھی واو عطف ہوتا ہے - یعنی جو بات پہلے کے لئے ہوتی ہے - اس میں دوسرے کو بھی شامل کرتا ہے - خواہ دونو اسم ہوں - مثلاً احمد و محمود عالم اند - احمد ومحمود آمدند - احمد و محمود به یک جا درس گرفته اند - خواہ دونو فعل ہوں - مثلاً احمد امد و رفت - کبھی دو اسم ایک فعل میں شریک ہوتے ہیں - مثلاً احمد و محمود خانه و باغے ساختند - کبھی دونو جملے ہوتے ہیں - مثلاً احمد آمد و محمود رفت - احمد آمده است و محمود مے رود - احمد درس نگرفت و به خانه اش باز رفت - یا احمد نیکو مے نویسد - و محمود خوب مے خواند - **بیت**

نه بیگانه تیمار خوردش نه دوست

چو چنگش رگ و استخوان ماند و پوست

بیت

قلم زن نگهدار و شمشیر زن

نه مطرب که مردی نیاید ز زن

۲ - یہی واو کبھی دونو کو جمع کرتا ہے - مثلاً سه و چهار هفت است - نر و ماده جفت است - ظاہر ہے - که سه هفت است و چهار هفت است نہیں ہو سکتے - نه نر جفت است و ماده جفت است که سکتے ہیں -

۳ - کبھی فقط سر کلام پر آتا ہے - مثلاً احمد مے نوشت - و محمود درس مے گرفت - اوگوے مے باخت - واو اسب تاخت - زمیں پاییں است - و آسماں بالایش استاده - پدر کشته بود - و پسر درودہ - شکر شیرین است - و حنظل تلخ است -

(ف) یہ واو لکھنے میں آتا ہے - بولنے میں سر کلام پر ظاہر ہوتا ہے - درمیان کلام کے ہو - تو فقط پیش بولتے ہیں - خصوصاً نظم میں - متقدمین کبھی ظاہر کر دیتے ہیں - ہاں اگر اس کے بعد یا ہو - تو اظہار واجب ہے - اور نظم میں و از کو وز اور او را کو ورا - وے را - و آن کو وان - و این کو وین لکھتے اور بولتے ہیں -

۴ - کبھی حالیہ ہوتا ہے - مثلاً **بیت**

دست او را ابر چون خوانی و آنجا صاعقه
طبع او را کان چرا خوانی و آنجا احتباس

۵ - لزومیہ - ع

من و دست و دامان آل رسول

۶ - استبعاد کے لئے - مثلاً ع

من و انکار شراب این چه حکایت باشد

۷ - حصر کے لئے - مثلاً **بیت**

به تو گلگشت باغ ارزانی
من و سیر برهنه پائی ها

۸ - معاوضے کے لئے - مثلاً

ز شوق کوے تو پا در گلم ز عمر چه سود
هزار جان گرامی و یک قدم رفتار

۹ - حذف بھی ہو جاتا ہے ع

قبله من کعبه من دین من ایمان من

آن هیکلے که بنظر مے آید - در چشم دیگران دیو است - تو یوسف مے بینی -

به قدر هر سکون راحت بود بنگر تفاوت را
دویدن رفتن استادن نشستن خفتن و مردن

حق یہ ہے - کہ واو عاطفہ کے حذف کا قاعدہ نہیں باندھ سکتے - ذہن سلیم اور ملکہ اصلی چاہئے -

واو جزو کلمہ

کبھی معروف ہوتا ہے - کبھی مجہول ہوتا ہے - کبھی معدولہ - اہل زبان کے لہجے میں مجہول واو اصلاً نہیں -

واو معروف

۱ - نسبت کے لئے - مثلاً ہند - ہندو - بازو کہ مرکب ہے باز اور و سے - بازو دونو ہاتھ کی کشادگی کو کہتے ہیں -

۲ - فاعلیت کے لئے - پتو (پت والا کپڑا) - مینا - مینو (سبز رنگ والا) - ریشو (ڈڑھیالا) - شاشو (متوڑا) - بارو (بائے موحدہ سے لکڑی کی پھاوڑی جس سے لید گوبر کھینچتے ہیں - اس کا مبدل پارو ہو گیا ہے - اور پاروپ بھی کہتے ہیں) -

۳ - شفقت و ترحم کے لئے - پسرو - دخترو -

۴ - اشباع کے طور پر مثلاً سخن سے سخون - کابک سے کابوک -

۵ - زائد - برومند - تنومند - خردومند - حاجتومند - نیازومند - ان سب میں واو زائد ہے - اصل میں بر مند - تن‌مند - دردمند ہیں - اور ان میں واو کا لانا واجب ہے - خرد ومند - حاجتومند - نیازومند میں جائز ہے - اکثر شعرا زر کا مزید علیہ زرو بھی اشعار میں لاتے ہیں -

ہ

دو طرح کی ہوتی ہے - اصلی وصلی - دونو کی تفصیل مبادلہ حروف کی فصل میں دیکھو - اور یہاں وصلی ہ سے بحث ہے - کہ آخر میں بڑھاتے ہیں -

۱ - نسبت کے لئے - مثلاً لاله - سبزه - سفیده - دیده - گرده - خاکه - میانه - دنبه - باده (شراب) باد بمعنے غرور بھی ہے - شراب سے طبیعت میں غرور آ جاتا ہے - دسته - پیمانه - نامه - نشانه

۲ - مشابہت کے لئے - مثلاً آفتابہ - چرخہ - درہ - شمسہ - کمانہ - کوھہ - دھانہ - دندانہ - گوشہ - چشمہ - پایہ - گردنہ -

۳ - مدت کے لئے - مثلاً یک سالہ یک ماھہ - چند روزہ - ماہ یک شبہ - یک دمہ -

۴ - سمت کے لئے - مثلاً چپہ - راستہ -

۵ - تحسین کلام کے لئے - مثلاً زرینہ - مشکینہ - پشمینہ - میخوارہ - ستمگارہ -

۶ - بمعنے او - تو - من - زید را دخترہ پریشان کردہ است (دختر او) آغا دخترہ ترا از غم و غصہ ہلاک خواھد کرد (دختر تو) - دخترہ ھرگاہ رو برویم مے آید - از خجالت مے میرم (دختر من) - دیکھو یہاں دختر کو بغیر ہ کے بولنا فصاحت کی گردن پر چھری پھیرنی ہے -

۷ - اظہار حرکت کے لئے - مثلاً کاسہ - جامہ - زنکہ - آوارہ - آوازہ - آشکارہ اور نرہ - یکسرہ کو بھی بعضوں نے اس میں رکھا ہے -

۸ - ماضی کے آخر میں جبکہ زمانۂ حال کے قریب لانا ہو - مثلاً احمد ھم آمدہ - یعنی ابھی آیا ہے (است یہاں سے محذوف ہے) اسی طرح جناب آغا فرمودہ - حضرت پیر ارشاد نمودہ - این جامہ رابمن بخشیدہ - بر پشت نامہ بدست خود ثبت نمودہ -

۹ - عطف کے لئے - چاءے دم کردہ نگھدار و بہ من خبر کن - پشت اسب سوار شدہ رفت -

۱۰ - حاصل بالمصدر - جیسے خندہ - گریہ -

۱۱ - بمعنے فاعلیت یا بمعنے صاحب - مثلاً پژمردہ - نژادہ (صاحب نژاد) نبردہ (جنگی آدمی) - ھرکارہ (جو ھر کام کر سکے) - دوگانہ - دواسبہ - یکسرہ -

۱۲ - مفعولیت - مثلاً گفتہ - سفتہ - آوردہ - بستہ - خستہ -

۱۳ - زائد - آتش زن - آتش زنہ - دو رو - دو رویہ - اور دو دل - دو دلہ -

۱۴ - برھمن کا ن گرا کر اکثر برھمہ بولتے ھیں - کوکن (دایہ کا بیٹا) کو کوک کر کے کوکہ کہتے ھیں -

ی یائے تحتانی معروف

۱ - آخر فعل میں ہوتی ہے - اور خطاب کے معنی دیتی ہے - مثلاً گفتی و کردی - اگر حرف آخر ہائے مختفی ہو - تو ء مکسور لکھتے ھیں - جیسے خفتۂ - گفتۂ -

۲ - اسم کے آخر میں ہو - تو بمعنۂ ہستی - جیسے مردی یا زنی ؟ یعنی مرد ہستی یا زن ہستی ؟ اس سے پہلے ہ مختفی ہو - تو کہینگے - مگر دیوانۂ - تو فرزانۂ - الف ہو - تو کسائی - نمائی - دلربائی - زیبائی - واو ہو - تو خوشگوئی - جنگجوئی - نیکخوئی - خوشروئی -

۳ - نسبتی - مثلاً - رومی زنگی وغیرہ - مگر آخر میں ہ ماقبل مفتوح ہو - تو ء لکھتے ھیں - اور ی پڑھتے ھیں - مثلاً رنگ پستۂ یا فاختۂ - کبھی ہ کی جگہ گی لگاتے ھیں - مثلاً قلعہ سے قلعگی - بندہ سے بندگی -

۴ - مصدری - مثلاً خردی - بزرگی - گدائی - پادشاھی - پریشانی - فرزانگی - مردانگی - آراستگی وغیرہ -

۵ - قابلیت مثلاً کشتنی - گزشتنی - گزاشتنی -

۶ - یائے متکلم - عربی والوں کی تقلید ہے - مثلاً نور چشمی - قبلہ گاھی - ولی النعمی - خدایگانی - مشفقی - ملاذی - مخدومی - (ولی النعمی کا الف لام بھی ان ھی کا تصرف ہے - عربی کے قاعدے میں درست نہیں) -

۷ - فاعلیت - مثلاً درزی - گشتی - کسبی - غوغائی - خونی - محنتی -

۸ - مفعولیت - جیسے مہری - سندی - انتخابی -

۹ - زائد - انگشتری - ارمغانی - زبانی - فلانی - بہمانی - فضولی - حضوری - انتظاری -

۱۰ - کبھی کلمے کے بیچ میں بھی زائد واقع ہو جاتی ہے - مثلاً کارگر - کاریگر - گلگر - گلگیر (راج) - بادبزن - بادبیزن (پنکھا) - چوگان - چوئیگان -

یاے تحتانی مجہول

اہل زبان کے لہجے میں یاے مجہول نہیں ہے - سب جگہ یاے معروف بولتے ہیں - متقدمین شاعر نظم میں بھی دونو کو ایک ہی سمجھتے تھے - متاخرین میں جو باخبر شاعر ہیں - وہ مجہول و معروف کے قوافی کو خلط ملط نہیں کرتے - **بیت**

ز عہد پدر یاد دارم ہمے
که باران رحمت برو ہر دمے

بیت

فریاد ورای خوش صفیر است
تاج سر تخت آرد شیر است

(در حقیقت احتیاط واجب ہے)

یاے مجہول کئی قسم کی ہوتی ہے :-

۱ - وحدت و تنکیر کے لئے - ع

پادشاہے پسر بہ مکتب داد

پادشاہے را شنیدم - کہ بہ کشتن بیگناہے اشارات کرد - مسکینے را بسیار شلاق کردند - صدائے ازو بر نخواست - تاجرے کشمیری دہشال آوردہ بود - شالے گرفتم - پنج سال است پیش من است - ہنوز رنگش بر نگشتہ - سعدی

کہ بر خاطر پادشاہان غمے پریشان کند خاطر عالمے -

ف ۱ - یہ ے کبھی صفت موصوف کے بیچ میں لگاتے ہیں - مثلاً گلے رنگین - اسپے چابک - طفلے ذہین -

ف ۲ - کبھی صفت کے آخر میں - مثلاً خط زشتے - جامۂ کہنۂ -

ف ۳ - کبھی حذف بھی ہو جاتی ہے - مثلاً ع

کس نیاید بہ زیر سایۂ بوم

اسی طرح ع

کس نیاید بہ خانۂ درویش (کسے)

ف ۴ - دیکھو یہ ے جمع پر نہیں آتی - نہ کہنا - صغارے - کبارے - علماے - فضلاے -

ف ۵ - علم پر بھی نہیں آتی - ہاں جب اس کی صفت کے لحاظ سے عام معنی مراد لیں - تو مضائقہ نہیں - مثلاً افلاطوں سے اُس کی حکمت یا حاتم سے اُس کی سخاوت یا یوسف سے حسن کی خوبی مطلوب ہو - تو کہینگے - او افلاطونے بود در عہد خود - حاتمے بود در زمانۂ خود - یا یوسفے بود در حسن و جمال -

۲ - چنیں یا او کے اشارے سے جو نہ معرفہ ہو - اُس میں عظمت کے معنی پیدا کرتی ہے - مثلاً چنیں عالمے در ہند بر نخواستہ - مثل او عالمے از ملک ایران بر نیامدہ - بغیر اس کے بھی - مثلاً ع

چراغے کہ پرواز بینش بدوست

بیت

چراغے کہ تا او نیفروخت نور
ز چشم جہاں روشنی بود دور

بعضے چراغے کی یاے کو موصولہ بھی کہتے ہیں - اور کاف صلے کا -

۳ - بڑائی اور تعجب کے لیے - عجب شخصے است - مقدس مردے است - بزرگ عالمے است - دریاے بے پایاں - خوبک شخصے است - بد کسے است (بہت برا آدمی ہے - ڈرتے رہنا) -

۴ - تحقیر کے لیے - مثلاً دیوانہ ایست - غلامے است - احمقے است - غلامے بیش نیست - بوستان -

دلیرے سیہ نامۂ سخت دل
بہ ناپاکی ابلیس از وے خجل

۵ - تقلیل کے لیے - ع

سکندر را نمے بخشند آبے

۶ - ترحم کے لیے - مثلاً ع

یتیمے نگر تا چه شاهی گرفت

۷ - کبھی اس طرح تنکیری هوتی هے - که متکلم و مخاطب دونو میں تجاهل عارفانه هوتا هے - اور نتیجه ترهیب اور دهمکی هوتی هے - مثلاً ع

اگر تو مے ندهی داد روز دادے هست

۸ - اظهار نوعیت کے لیے - اور یه بعد لفظ هر کے هوتی هے - که ترجمه کل افرادی کا هے - مثلاً **مصرعه**

هر یکے را بهر کارے ساختند

مثل هے - هر لرے و بازارے - هر کارے و هر مردے -

۹ - توصیفی جملهٔ موصوله میں مثلاً **بیت**

پادشا هے که طرح ظلم فگند
پاے دیوار ملک خویش بکند

اسپے که دیروز خریدید - بنده ندیدم -

۱۰ - ماضی تمنائی میں مثلاً ع

دلش گر مهرباں بودے چه بودے

نظم میں کبھی حذف هو جاتی هے - **بیت**

صبح پیری شد سپید و غفلت ما کم نشد
کاش بیداری نصیب ما بقدر خواب بود (بودے)

۱۱ - ماضی استمراری میں - مثلاً پارسائے تمام روز روزه داشتے - و هنگام شام افطار گفتے -

۱۲ - (الف) زائد است کے بعد - اور یه خوش آئنده ترکیب نظم کے لئے خاص هے - که اهل زباں کے سوا دوسرے کی زبان سے نکلنی مشکل هے - متقدمین اکثر لاتے تهے - اب بهی اعلی درجے کے شاعر اپنے قصائد میں لاتے هیں - **بیت**

چوں دو لب او گر شکرستے بجهاں در
صد بدرهٔ زر قیمت یک من شکر ستے

(ب) جن لفظوں کے آخر میں الف هو - اور وه منادیٰ هوں مثلاً خدایا -

(ج) نظم میں بعد او و کے اتمام کلمے کے لیے لگا دیتے هیں - مثلاً سعدی

درختے که اکنوں گرفت است پاے
به نیروے مردے بر آید ز جاے

مصرعه

پاے پیش آمد است و پس دیوار

اسی طرح موے را - خوے را - گل روے را - ع

رنگ حیا ده اے خدا چهره بے حیاے را

کبھی نهیں بهی لاتے - اور مورا - گل رو را کهتے هیں -

(د) حالت صفت اور اضافت - مثلاً پاے لنگ - جاے تنگ یا پاے اسب - جاے امن - یهاں زیر کا بولنا تو واجب هے - اور الف پر کوئی حرکت آتی نهیں - اس لیے ے بڑها دیتے هیں -

بوے شراب - موے سر - روے خوب - موے سیاه - وجه یه که و پر زیر بولنے میں ثقالت هے - اس لیے ے لگا دیتے هیں -

(ر) متصل ضمیروں کے ساتھ بهی - مثلاً رایت - جایت - خدایش - صفایش - رویت - مویت - رویش - مویش - مویم - رویم - کبھی ے نهیں لگاتے - ع

ببوسم پات بینم روت اے جاں

بعض کے نزدیک ایسے لفظوں کے آخر میں ے اصلی هوتی هے - مگر کبھی محذوف رهتی هے - کبھی ظاهر بهی هو جاتی هے - چنانچه پایدار - پایه - پایک وغیره سے ظاهر هے - اگر اصلی نهیں - تو زاید کهینگے - مگر محض بے ضرورت زائد ماننی پڑیگی -

ف - جس لفظ کے آخر ہ ہو - تو یاے وحدت کو ء کی صورت میں لکھتے ہیں - نکتۂ سے گویم بشما - نقطۂ سر حاشیہ بگزارید -

حروف مرکبات کا بیان

با

ب مفرد کے اور اس کے استعمال میں جو کچھ فرق ہے - وہ اکثر محاورے سے معلوم ہوتا ہے - اس کا حال یہ ہے :-

۱ - الصاق کے لیے آتی ہے - مثلاً ع

با لطف ساعدت ید بیضا نمے رسد

۲ - بمعنئے مع - مثلاً اسپے با زین زریں خریدم - ع

فرستاد با او بسے سال و گنج

۳ - بمعنئے باوجود - مثلاً با آنکه بسیار فهماندم - مگر نه فهمید -

۴ - بمعنئے عطف - نظم میں آتا ہے - بیت

فرق است میان آنکه یارش در بر
با آنکه دو چشم انتظارش بر در

۵ - جانب - جامی

برد از وے پیام چند با او زلیخا را دهد پیوند با او

۶ - بمعنئے را - ع سنجاب ده ز میغ با کوه

(یه نظم میں بھی کم ہوتا ہے) -

۷ - مقابله - با روے روشنت قرص آفتاب تنک پرتو است -

۸ - عوض - ع

فرهاد کوه غم را با جاں نمے فروشد

۹ - استعانت - ع

یکے با چشم دل بنگر دریں صحراے خاموشاں

۱۰ - بمعنئے در - ع

در نمے گیرد نیاز و ناز ما با حسن دوست

۱۱ - بمعنئے از ع

حسن با مهرو وفا بیگانه است

۱۲ - تفصیل یا تقابل - بیت

پیچاں تر است زلف تو با گفته هاے من
شیریں تر است لعل تو با قند عسکری

مگر بعض نسخوں میں با تردیدی لکھا ہے -

۱۳ - اسم کے اول میں آ کر معنئے صفتی پیدا کرتی ہے - مثلاً مرد با خدا - با خبر - با هنر -

(ف) اکثر قسمیں ان میں سے ایسی ہیں - کہ ساتھ ہی کے معنی ان میں لگتے ہیں - مگر اهل قواعد نے ذرا سے فرق کے سبب سے جدا نام رکھ دیا ہے -

بر

۱ - اوپر - مثلاً بر اسب سوار شدم - ع

پوست بر پوست بود همچو پیاز

کبھی اوپر کے معنی مجازی ہوتے ہیں - مثلاً ده روپیه برو قرض دارم - شاعر بر یک لطیفه صد در هم انعام یافت - احمد بر یک حرف نوکری بگزاشت - دل بر آں نهاده است - اکنوں بر آنست -

۲ - اتصال - دوش بر دوش - گرد بر گرد - کمر بر کمر - کوه بر کوه - زیں بر زیں -

۳ - جانب - مثلاً سگ را بر آهو سر دادم - و باز را بر کبک سر دادم - نظامی

سکندر به تاریکی آرد شتاب ره روشنی خضر یابد بر آب

حافظ

مژۂ سیاهت ار کرد بر خون ما اشارات

یعنی بخوں ریختن من اشاره کرده است - یه بھی در حقیقت مجاز ہے -

اسی طرح مصرعه

وقت دعا بر خدا وقت کرم در بغل

بیت

اگر زیر دستے در آید ز پاے
حذر کن ز نالیدنش بر خداے

۴ - مقدار و اندازہ - مثلاً ع
جامۂ ہست کہ بر قامت او دوختہ اند

۵ - باہر نکلنے کے معنی میں - مثلاً سبزہ برآمد - لالہ بر آمد - آفتاب بر آمد - از خانہ برآمد - از پردہ بر آمد - ماہ از ابر برآمد -

۶ - بمعنئے در - **بیت**

نیست از شور جنوں ایں شور و غوغا بر سرم
در حریم غنچۂ چوں لالہ سودا بر سرم

۷ - دو لفظوں کے بیچ میں داخل ہو کر معنئے صفتی پیدا کرتا ہے - مثلاً سر بر کف - جاں بر لب - پا بر جا -

۸ - بعض فعلوں پر تحسین کلام کا فائدہ دیتا ہے - مثلاً

مصرعہ

با دردکشاں ہر کہ در افتاد بر افتاد

اسی طرح برخیز - برخاست - بر افگن - بر افگند - بر گرد - بر خواند - بر گرفت - بعض موقعوں پر بر - در کے آنے سے فعلوں کے معنی میں تقویت ہو جاتی ہے -

۹ - زائدہ - مثلاً ع
چون تاختن رستم سکزی بہ پسر بر

۱۰ - کبھی اسم ہوتا ہے - اس وقت اضافت وغیرہ اسم کی خاصیتیں دکھاتا ہے - مثلاً ع
نشست از بر بارۂ کوہ وش

یعنی بالا - کبھی نزد یا بغل کے معنی دیتا ہے - **بیت**

دیشب آمد بر سعدی بہ تکلف بنشست
فتنہ بنشست چو برخاست قیامت برخاست

اور کلاہ زریں بر سر - جامۂ ابریشمیں در بر -

در

۱ - ظرفیہ - مثلاً در خانہ در شہر آمد - اور یہ حذف بھی ہو جاتا ہے - مثلاً آغا کجا ست ؟ خانہ نیست - فلانی براے ملاقاتم آمد - حیف کہ خانہ نبودم - ع
زن آن بہ کہ زیور بود پاے او

مفعولیت - مثلاً بیت

ز تو آیتے در من آموختن
ز من دیو را دیدہ بر دوختن

۳ - طرف مثلاً ع
عشق دستور نہ بخشد کہ کنم در تو نگاہ
ع ہم در تو گریزم از تو گریزم

۴ - بمعنئے پیش - مثلاً فرد

ز بس زنگئے کشتہ بر خاک راہ
زمیں گشتہ در آسمان رو سیاہ

۵ - نزدیکی - فرد

دل بتو داد است نشانی مرا
در تو رسم گر برسانی مرا

۶ - نیچے مثلاً از پا در آمد - ع
بزا نو در آمد یل ارجمند

۷ - اتصال کے لیے - اور اس میں کثرت کے معنی پیدا ہوتے ہیں - مثلاً صحرا در صحرا لشکر - دشت در دشت فوج - کوہ در کوہ لالہ - قطار در قطار آہو - بیت

زماں در زماں گنج پرداختم
وز آں جملہ سر جملۂ ساختم

۸ - زائد اکثر فعلوں پر آتا ہے - مثلاً در آویخت - در گرفت - در رسید - جس اسم پر باے جارہ ہو - اُس کے بعد اکثر زائد ہوتا ہے - ع

بہ دریا در منافع بے شمار است

۹ - کبھی دو لفظوں کی ترکیب میں داخل ہو کر معنئے صفتی پیدا کرتا ہے - مثلاً سر در ہوا - سخن پا در ہوا - مسافر پا در رکاب -

را

۱ - مفعولیت کے لیے - مثلاً ترا گفتم - مرا خدا دادہ است - ع

بگو دل را کہ گرد غم نگردد

یہ را کہاں فصیح ہے - دیکھو بیان مفعول بہ -

۲ - تخصیص - مثلاً منت خدائے را عز و جل -

۳ - تقابل - مثلاً پنجاہ روپیہ را اسب با ساز و یراق خریدم -

۴ - مفید اضافت - مثلاً ترا کہ خانۂ نئین است - بازی نہ این است - یعنی خانۂ تو کہ نئین است - پادشاہ را پسرے بود صاحب ہمت - یعنی، پسر پادشاہ صاحب ہمت بود - زید را پسر جوان شد - ع

یار را بر من نظر بسیار بودے کا شکے

بعضے وقت بطور مفعولیت کے بھی آتا ہے - مثلاً دزداں زید را پسر کشتند - و عمر را برادر - بیت

نخستیں صف میمنہ ساز کرد
ز تیغ اژدہا را دہن باز کرد

(دہن اژدہا کشاد) -

۵ - در - شب را بہ بوستاں با یکے از دوستاں اتفاق مبیت افتاد -

۶ - بر - جیسے - فرد

شہ از بیم آں باژ ے ہولناک
بترسید کاید سپہ را ہلاک

(بر سپاہ ہلاکت آید) -

۷ - بمعنئے از سببیہ - فرد

قضا را من و پیرے از فاریاب
رسیدیم از خاک مغرب بہ آب

۸ - برائے - ع خدا را سوے مشتاقاں نگاہے - ایسے ہی چرا بمعنئے برائے چہ - بیت

ندانی کہ بابائے کوہی چہ گفت
بمردے کہ ناموس را شب نخفت

(عزت کے لیے رات بھر عبادت کرتا رہا) -

۹ - بمعنئے از تعدیہ - گلستاں میں بہت جگہ ہے - حکیمے را پرسیدند - کہ امام محمد غزالی را پرسیدند - حکیم عرب را پرسیدند - روزے چہ قدر باید طعام خورد -

۱۰ - زائد کلام قدما میں ہوتا تھا - مثلاً از فلاں را - از بہر فلاں را - از برائے فلاں را - بیت

از بہر ترا توبہ و سوگند شکستیم
بر کف قدح بادہ نہادیم و دگر ہیچ

۱۱ - کبھی حذف ہو جاتا ہے - بوستاں - بیت

کہ پروردہ کشتن نہ مردی بود
ستم در پئے داد سردی بود

(پروردہ را کشتن) -

از

۱ - ابتدائیہ - مثلاً از ہند تا بہ چیں سفر کرد - از طفلی تا پیری بہ درس علم پرداخت - از صبح تا شام مصروف کار بودم - اور یہ حذف بھی ہو جاتا ہے - مثلاً صبح تا شام مصروف کار بودم - اسی طرح سر تاپا - دل تا دیدہ - کجا تا کجا -

۲ - سببیہ - مثلاً از فقر و فاقہ بجاں آمد - چوں از شدت افلاس کار برو تنگ تر شد - پیش پدر آمد - و گفت - ع

زمیں از تپ لرزہ آمد ستوہ

۳ - بمعنئے برائے - فرد

در دیدۂ فتح جاے سازی
از کورئے دشمناں لوا را

۴ - بیانیه - بسیارے از علما - برخے از طلبا -

۵ - مادیه - جسے اضافیه بھی کہتے ھیں - مثلاً تخت از چوب جامه از کرپاس - کوزه از گل - انگشتر از طلا - حلقه از زر -

۶ - انتزاعیه - از خانه بر آمد - از جابر جست - از بلا رست - ناچار ازآن تا اهل کناره گرفتم - همچو سپند از سر آتش برخاست - همچو تیر از کمان بدر جست -

۷ - انصراف و انتقال - از خویش به دوستم پیوستم - یعنی از خود گزشته به دوست پیوستم - ع

گزشتم از سر مطلب تمام شد مطلب

۸ - استعانت - مطلب ز قلم فولاد مے نویسم - من شیر را از تفنگ نمے کشم - از شمشیر مے کشم - از مرحمت شما کارم سر انجام یافت -

۹ - تعدیه - که را کے معنی پیدا کرتا ھے - مثلاً از احمد کتابے خواستم - نداد - بد کردی آقا از آبروے خود کاستی - مصرعه

معاشران ز حریف شبانه یاد آرید -

۱۰ - بمعنئے در - مثلاً

چهل روز خود را گرفتم زمام
کادیم از چهل روز گردد تمام

(در چهل روز) -

۱۱ - بمعنئے بر - بیت

اعتمادے نیست بر کار جهان
بلکه از گردون گردان نیز هم

۱۲ - بمعنئے با - بیت

جان زندگی از چشمهٔ پر نوش تو دارد
دل بستگی از سنبل گل پوش تو دارد

۱۳ - تخصیص اور تملیک کے لیے - جسے مفید اضافت بھی که سکتے ھیں - مثلاً این اسب از کیست ؟ از آن من است - یعنی اسب

کیست ؟ (ج) اسب من است - اس کے ساتھ اکثر آن بھی ھوتا ھے - اور آن کو اضافت سے پڑھنا چاھئے - چنانچه عبارت کتابی میں لکھا ھے - فقیر گفت - این خانه اول از که بود ؟ گفت - از جدمؒ - گفت - چون او بگزشت - از آن که بود ؟ گفت - از پدرم - گفت - چون او بگزشت - از آن که بود ؟ گفت - از آن من -

سعدی

بس نامور به زیر زمیں دفن کرده اند
کز هستیش بروے زمیں یک نشان نماند

یعنی نشان هستیش بر روے زمیں نماند -

۱۴ - بعضیه - مثلاً قطرهٔ از طوفان - دانهٔ از انبار - گلے از باغ - نمے از باران -

یکے را تب آمد ز صاحبدلاں
کسے گفت شکر بخواه از فلاں

(از جملهٔ صاحبدلاں) -

۱۵ - تفضیلیهٔ - مثلاً آغا ! نیشکر ما از انگور شما شیرین است - شکر ما از قند شما سفید تر است - تیر من از نیزه اش دراز تر است - خطم از خطش خوب تر است - سعدی

صبر درویش به ز بذل غنی

۱۶ - کبھی از اور تا مل کر دو متضاد چیزوں پر آتے ھیں - اور شمول کل کا فائد دیتے ھیں - مثلاً از زمیں تا آسمان - از سیاه تا سفید - از شاه تا گدا -

۱۷ - دو چیزوں میں امتیاز و اظهار فرق کے لئے - فصیح فارس کہتا ھے - آغاے من ! مشکل این است - که از دوست تا دشمن فرق نمے کنی - از نیک تا بد امتیاز نمے کنی - سفید از سیاه باز نمے شناسی -

۱۸ - مفید اضافت - مثلاً از ما سلام بگوئید (سلام ما) ع

حدیث از مطرب و مے گوے و راز دهر کمتر جو (حدیث مطرب و مے) -

۱۹ - زائد - ع پناهنده را یاد کرد از نخست
اسی طرح از برائے فلاں - از بهر فلاں -

۲۰ - کبھی دو یا تین لفظوں کی ترکیب میں آ کر معنٰیء صفتی پیدا کرتا ہے - مثلاً سیر از جاں - از سر گزشته - از کار رفته دست از جاں شسته - کبھی ترکیب میں دو از جمع ہوتے ہیں - ایک محذوف ہوتا ہے - مثلاً ع

دولتے خوب تر ز خاطر خود رفتن نیست

(دولتے ایں خوب تر نیست - که از خاطر خود بروید) -
دیکھو ز از کا مخفف ہے - اور نظم کے لئے خاص ہے -

تا

۱ - بیانیهٔ - جس میں تردّد انتظاری بھی ہے - فلانی بر من جفا کرد - بینم تا خدا با وے چه کند ع

تا دوست کرا خواهد و میلش به که باشد

(اس مصرعه کے اول میں بینم مقدر سمجھ لو) -

کبھی فقط بیان کے لئے - بگوتا چه خواهی گفت - ع

سینه کندم آں قدر تا ناخنے بر دل زدم

۲ - مفاجات و دفعتاً - تا موش سر از سوراخ بر آورد - گربه اش در ربود - بیت

بروے سبزه و گل خواستم که مے نوشم
ز شیشه تا به قدح ریختم بهار گذشت

۳ - ابتدائیهٔ - تا از تو جدا شدم بخویش بیگانه ام -

۴ - کبھی انتہا کے لئے - زمانی هو خواه مکانی - مثلاً ع

ز مشرق تا به مغرب طشتے از زر

تا بازار مے روم و پس مے آیم - امروز فلاں قصیده از مطلع تا مقطع دیدم - از ایران تا توران سیر کردم - صاحب زباں کہتا ہے - دریں هر دو از زمیں تا آسماں فرق است - ع

تا جهاں است در جهاں باشی

۵ - بمعنے آں وقت - مثلاً هزار تقاضا کردم - تا از صد بیست روپیه داده است -

۶ - زنهاریهٔ - سعدی -

دیدهٔ سعدی و دل همراه تست
تا نه پنداری که تنها مے روی

۷ - علت - (الف) قدمے چند پیش رفتم - تا سلام کنم - عطر گلاب مے مالم - تا ضعف دماغ نیارد -

(ب) کبھی علت مقدم ہوتی ہے -

تا به مژگاں تو گردد آشنا
دیده را بر نیش پیکاں مے زنم

۸ - تنبیه و آگاهی - سعدی

تا چه خواهی خریدن اے مغرور
روز درماندگی به سیم دغل

بعض کے نزدیک وهی تاے بیانیه ہے - بگو اول سے محذوف ہے - یعنی بگو اے مغرور ! تا چه خواهی خرید الخ -

۹ - تعمیل فوری - گلستاں - فراش باد صبا را گفت - تا فرش زمردیں بگسترد - بیت

بفر مود تا کوس رویین زدند
سرا پردهٔ پشت پرویں زدند

باز

۱ - بعدیه - اول شما بروید - باز من بروم -

۲ - دوباره - مثلاً عهد کردم - که باز بخانه اش نروم (اگر بعد ازیں مراد لیں - تو اسی کو بعدیه بھی که سکتے هیں) - باز بگو (پھر که) -

۳ - ترک کردن - ایں نا اهل از حرکات خود باز نمے آید -

۴ - پھر آنا ع

هد هد خوشِ خبر از ملک سبا باز آمد

۵ - کھلا ہوا - ع

المنۃ للہ کہ در میکدہ باز است

در را باز کن - لفافہ را وا کن -

۶ - زائد یا تحسین کلام کے لئے بھی آتا ہے - سعدی

ہماں دم کہ در خفیہ ایں راز رفت
حکایت بہ گوش ملک باز رفت

پادشاہ کے کان تک بھی بات جا پہنچی (ہماری زبان میں جو پہنچی اور جا پہنچی میں فرق ہے - وہی فارسی میں رفت اور باز رفت میں فرق ہے) -

(ف) دیکھو واز اور باز مبدل ہیں - وا کا بھی ان سے ضرور تعلق ہے - مگر کون کہ سکتا ہے - کہ ز زیادہ ہوگئی ہے - یا اصل تھی - حذف ہو کر واو رہ گیا -

فرا

۱ - اکثر تحسین کلام کے لئے آتا ہے - بلکہ جو ہماری زبان میں لیا اور لے لیا میں فرق ہے - وہی فارسی میں گرفت اور فرا گرفت میں ہے - سعدی

ہر کس از گوشۂ فرا رفتند

۲ - کبھی بمعنۂ در آتا ہے - سعدی

بہ بیچارگی تن فرا خاک داد

۳ - تر کے ساتھ بر تر کے معنی دیتا ہے - سعدی

بگفتا فرا تر مجالم نماند
بماندم کہ نیروے بالم نماند

حروف جر

در - بر - از - ب - با - تا - برائے وغیرہ - ان کی تفصیل صفحہ (۱۳۵) میں لکھی گئی -

حروف ندا

ندا - پکارنا - جن حرفوں سے پکارتے ہیں - وہ حروف ندا ہیں - اے اور یا اول میں - اور الف ندائیہ کہ منادے کے آخر میں آتا ہے - دیکھو فصل منادے صفحہ (۱۲۱) -

حروف ندبہ

جب کسی کو یاد کر کے روتے ہیں - یا افسوس کرتے ہیں - تو اس کو ندبہ کہتے ہیں - واے اور اے واے - واے واے - ہاے ہاے اور الف جو کہ آخر میں آتا ہے - دیکھو صفحہ (۱۲۴) -

حروف تنبیہ

ہشیار اور آگاہ کرنے کے لئے آتے ہیں - ہاں ہاں - ہاں و ہاں - ہیں - الا - ہلا - ہے - ہو -

سعدی

ہاں تا سپر نیفگنی از حملہ فصیح
کو را جز ایں مبالغۂ مستعار نیست

بیت

لطف تو ہر سا عتم گوید کہ ہیں الاعتذار
قہر تو ہر لحظہ ے گوید کہ ہاں الاجتناب

کبھی ہاں کو دوبارہ لاتے ہیں - بیت

ایں رسنہا و سببہا درمیاں
ہاں و ہاں زیں چرخ سرگرداں بداں

بیت

الا تا بغفلت نخسپی کہ نوم حرام است بر چشم سالار قوم

بیت

ہلا تیغ و گو پا لہا در کشید سپر ہاے چینی پسر در کشید

انوری کا مصرعہ ع

آسماں گفت کہ خود را چکنی رسوا ہے

هو پرانی لغت و قواعد کی کتابوں میں لکھا ہے - مستعمل نہیں -

حروف ایجاب

جن حرفوں سے کسی بات کا اقرار کرتے هیں - فارسی میں بلے - آرے - هاں - لبیک هیں -

۱ - عربی میں بهی بلے هے - معلوم نهیں - که اصل مال کس کا هے - اور کس نے لے کر اس میں تصرف کیا هے - احمد ! علم هندسه میدانی ؟ بلے آقا بیت

سر روحانیاں داری بلے خود را ندیدستی
بخواب خود در آ تا قبلۂ روحانیاں بینی

۲- آرے اشعار میں عام هے - مگر محاورے میں ترک بولتے هیں - اهل ایران نهیں بولتے - بیت

اشکم بروں مے افگند راز درون پرده را
آرے شکایتها بود مهمان بیروں کرده را

کبهی آرے کو دوباره لاتے هیں - فرد

خلق مے گوید که خسرو بت پرستی مے کند
آرے آرے مے کنم با خلق و عالم کار نیست

۳ - هاں هندی هے - مگر فارسی میں بهی آ جاتا هے -

بیت

ما بداں مطلب عالی نتوانیم رسید
هاں مگر لطف شما پیش نهد گامے چند

۴ - لبیک - جب تم کسی کو پکارتے هو - مثلاً آقا احمد ! جواب میں کهتا هے - لبیک - اگرچه عربی لفظ هے - مگر اهل زبان میں موقع مذکور پر یہی مستعمل هے -

حروف نفی

بے - نے - نه - نا -

۱ - بے اسم پر آتا هے - خواه عربی هو خواه فارسی - مگر فعل پر بالکل نهیں آتا - محاورے میں کهتے هیں - بے مهمان طعام نمے خورم - بے توجه شما کارم رونق نخواهد یافت - بے دیدار دوست آرام کجا - بے دیدن دوست دلم آرام نمے گیرد - بے اجازتش کارے نمے کنم - اسی طرح بے تو - بے شما - بے من - بے ما -

کبهی اسم پر آ کر صفت کے معنی پیدا کر دیتا هے - مثلاً بے عقل - بے شعور - بے برگ - بے نوا - بے برگ و نوا - بے پروا - بے طاقت - بے دست و پا - بے داد گر -

(ف) بے اور نا میں فرق یه هے - که بے اکثر عام اسم پر آتا هے - اور کبهی اسم صفت پر - نا اکثر اسم صفت پر آتا هے - اور کبهی عام اسم پر - جیسے بے برگ اور بے داد گر - نابالغ - نامرد -

۲ - نے جملے پر آتا هے - بیت

هم او داد زیور سمرقند را   سمرقند نے کا نچناں چند را

سر کلام پر هو - تو تکرار کے ساتھ - ع

نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

اسی طرح نے نے -

۳ - نه و نے جمع بهی هو جاتے هیں - بیت

از باده شوق بسکه مستم   نے دست بدل نه دل بدستم

کبهی نفی کر کے اس سے اعلیٰ کی طرف رجوع کرتے هیں - مثلاً صبا خاک در دوست آوردی ؟ نے سرمۂ چشم - نے نے سرمۂ چشمم -

۴ - نه فعل پر آتا هے - مثلاً نرفت - نرود - نخواهد رفت - نگرفتم - احمد نیامد -

سر کلام پر ہو - تو تکرار ضرور ہے - مثلاً نہ زید آمد نہ عمرو - یا زید آمد نہ عمرو - بیت

نہ مرا دولت دنیا نہ مرا اجر جمیل
نہ چو نمرود توانا نہ شکیبا چو خلیل

۶ - نا اکثر اسم صفت پر آ کر صفت کی نفی کر دیتا ہے - مثلاً نا پارسا - نا سازگار - نا بالغ - نا مسموع -

کبھی عام اسم پر آ جاتا ہے - مثلاً نا کام - نا ہنجار - ناشاد - نا مراد -

کبھی امر پر - مثلاً نادان - ناشناس - ناقباحت فہم - ناحق شناس - ناسود مند - نابخرد -

(ف) کم بھی نفی کے معنی دیتا ہے -

جفا کم کن کہ فردا روز محشر
ز روے عاشقاں شرمندہ باشی

اس سے یہ مطلب نہیں - کہ بہت جفا کریگا - تو قیامت میں ماخوذ ہوویگا - تھوڑی کریگا - تو نہ ہو گا - گلستاں میں ہے - چند انکہ جستند - کمتر یافتند - یعنی (نیا فتند) -

اندک بھی کتابی عبارت میں نفی کے معنی دیتا ہے -

پس و پیش چوں آفتابم یکے است
فروغم فراواں فریب اند کے است

حاشا - اس کے بعد کاف بیانیہ ضرور لاتے ہیں - حاشا کہ من ایں کار کردہ باشم -

فصیح فارس ایک بد معاملہ آدمی کا ذکر کرتا ہے - اور کہتا ہے - کہ گواہ موجود - حجت بہ مہر و دستخط موجود - چوں پول طلب کردم - حاشا زد - یعنی منکر ہو گیا -

خیر - اب اہل زباں کے محاورے میں حرف نفی ہو گیا ہے - مثلاً قلیاں مے کشید ؟ قبلہ خیر - امروز مدرسہ رفتہ بودید ؟ قبلہ خیر - رخصت گرفتہ ام -

حروف استثنا

جزؔ فارسی میں ہے - غیر - الا - سوا - ماسوا - ماورا عربی ہیں - اب فارسی زبان میں سب مستعمل ہیں - اس زبان میں مستثنٰی مستثنٰی منہ پر مقدم ہوتا ہے -

۱ - **جز** (حرف ہے - اس لئے مضاف نہیں ہوتا) - جز ما و شما ہمہ بودند - جز عمرو دگر ہمہ بودند -

۲ - کبھی اس پر بؔ بھی لاتے ہیں - ع

بجز ایں نکتہ کہ حافظ ز تو ناخوشنود است

نظم میں مستثنٰی آخر میں بھی جا پڑتا ہے - ع

نیاید ز ما جز نظر کردنی

مستثنٰی منہ محذوف بھی ہوتا ہے - سعدی

حیف باشد کہ جز نکو گوید

(جز نکو چیزے بد نگوید) -

۳ - غیر عربی لفظ ہے - کسرۂ اضافت اس پر آتا ہے - مثلاً غیر شما و غیر ما ہمہ بودند - بغیر ما اور بغیر شما - غیر از ما اور غیر از شما بھی آتا ہے - جہاں جز آتا ہے - وہاں غیر بھی آ سکتا ہے -

۴ - سوا - ماسوا - ماورا وغیرہ اسی قیاس پر ہیں -

حروف استدراک

لیکن - لیک - ولیکن - ولیک - ولے - الا - اما - فارسی زبان میں کوئی حرف استدراک کا نہیں - شاید عہد قدیم میں زمانے کی گردش نے مٹا دیا ہو - الفاظ مذکور کو دیکھ لو - سب عربی ہیں - انہی میں سے ایک حرف دو جملوں کے بیچ میں آتا ہے - جن کے مضمون میں باہم مغایرت ہوتی ہے - پہلے جملے سے جو شبہ پڑتا ہے - حرف استدراک اسے دور کر دیتا ہے -

۱ - لاکن عربی لفظ ہے - فارسی والوں نے امالہ کر کے لیکن - ولیکن - لیک - ولے کر لیا -

نماند قاعدۂ مہر کوھکن بہ جہاں
ولے عداوت پرویز و کوھکن باقی است

ولیکن میں در اصل واو عاطفہ ہے - فارسی والے کل کو ایک کلمہ سمجھ کر بولتے ھیں - بوستاں میں کہتا ہے - کہ اگر بیٹا اطاعت نہ کرے - تو باپ یوں خفا ہوتا ہے - اور نوکر سرکشی کرے - تو آقا یوں ناراض ہوتا ہے -

سعدی

ولیکن خداوند بالاؤ پست
بہ عصیاں در رزق بر کس نہ بست

بیت

من نہ سہرابم و ولے با من
رستمی مے کند دے و بہمن

۲ - الا - گلستاں میں ہے - مگر حسود کہ راضی نمے شود - الا بہ زوال نعمت من - مصرعہ

صد غنچہ بشگفت الا دل من

عرفی نے کہا ہے - کہ اگر اپنا نسب نامہ لکھوں - تو آدم تک برابر اہل کرم ہی چلے جائیں -

اما نبود وصف اضافی ھنر ذات
ایں فتوی ہمت بود ارباب ھمم را

حروف تمنا

کاش (کاج) - کاشکے - اے کاش - مگر - شاید - باشد - بود - آیا بود -

(ف) اول کے چار حرفوں کے ساتھ کاف لگانا ضروری نہیں - باقی میں کاف بھی واجب ہے -

۱ - کاش - سعدی

کاش آنانکہ عیب من جستند
رویت اے دلستاں بدیدندے

ماضی استمراری پر آکر تمنا کے ساتھ ایک قسم کی ندامت بھی معلوم ہوتی ہے - مثلاً کاش بر ایں اسپ سوار نمے شدم - کاش پیادہ مے رفتم - فرد

اے کاش گوش رغبتم احول شدے چو چشم
تا ہرچہ گفتی از تو مکرر شنیدمے

کاج اس کا مبدل ہے - بیت

فتاد در سر حافظ ہوائے چوں تو شہے
کمینہ بندۂ خاک در تو بودے کاج

اور محاورے میں کہ دیتے ھیں - کاش کہ من ھم بجائے برسم کاشکے اس کا مزید علیہ ہے - نظم میں آتا ہے - ع

یار را بر من نظر بسیار بودے کاشکے

سعدی

مگر صاحبدلے روزے بہ رحمت
کند بر حال ایں مسکیں دعائے

باشد اور بود فعل ھیں - مگر حرفوں کے ھم عمل ہو کر یہ بھی انہیں میں مل گئے - ع

شاید کہ باز بینم آں یار آشنارا
ع باشد کہ از خزانۂ غیبم دوا کنند
ع بود کہ راہ دھندم بمنزل مقصود
ع آیا بود کہ گوشۂ چشمے بہ ما کنند
ع بود آیا کہ در میکدہ ھا بکشایند

بو بود کا مخفف ہے - بیت

زھرہ بہ خنیا گریش کردہ عزم
بو کہ دریں پردہ بیاید بہ بزم

آرنگ - رندیشن کسی زمانے میں مستعمل ہو نگے - اب متروک ہیں -

حروف عاطفہ

و - پس - سپس - ہم - نیز - دیگر (دگر) الف - و - دو لفظوں یا دو جملوں کو ایک حکم میں شامل کر دیتے ہیں - پہلے کو معطوف علیہ - دوسرے کو معطوف کہتے ہیں مثلاً احمد و محمود آمدند - احمد و محمود نشستند - یہ فرق نہیں کرتے - کہ کون آگے آیا - اور کون پیچھے - یہ عطف دو دو لفظوں میں اور چھوٹے اور بڑے بڑے فقروں میں بھی ہوتا ہے - دیکھو بیان واو (۱۶۹) -

پس اگرچہ اصل میں بعدیت کے لئے ہے - مگر ایک طرح سے عطف کا کام بھی دے جاتا ہے - مثلاً احمد آمد - پس محمود - پس حامد - کبھی کہتے ہیں - احمد آمد پس محمود - سپس حامد - یا اول احمد آمد - سپس محمود -

ہم اور نیز شمول کے لئے آتے ہیں - مثلاً ہم احمد آمد و ہم محمود و حامد نیز - احمد ہم نظم خوش مے نویسد و ہم نثر -

(ف) فرق دونو میں یہ ہے - کہ ہم معطوف اور معطوف علیہ دونو پر آتا ہے - مثلاً ہم درس گرفتم و ہم وظیفہ یافتم - نیز ایک ہی کافی ہے - یعنی درس گرفتم و وظیفہ نیز یافتم - شعر کو جمع کر دیتے ہیں - مصرعہ

یار ما ایں دارد و آں نیز ہم

دیگر - دگر - جیسے زید آمد دگر عمرو - احمد تب دارد دگر درد سر -

(ف) اس کے معنی اور شخص کے بھی ہو جاتے ہیں مثلاً او دیگر کسے است (یہ اور شخص ہے) - ع

سر بہ دست دگرے پاے بدست دگرے

الف عاطفہ جیسے تگاپو - شبا روز -

ہ - جیسے احمد آمد نشست (آیا اور بیٹھا) - ساعتے نشستہ رفت (بیٹھا اور چلا گیا) -

حروف اضراب

جب پہلے مضمون سے ترقی دے کر دوسرا جملہ لگاتے ہیں - تو بیچ میں بل یا بلکہ لگاتے ہیں - انہیں حروف اضراب کہتے ہیں فارسی میں پہلے ون تھا - مگر متروک ہو گیا -

بل عربی ہے - فارسی میں کبھی بل اور کبھی بلکہ بولتے ہیں - کسے با من تواضع طعام نکرد - بلکہ روا نداشت - کہ دم آبے بخورم - کبھی تخمیناً کہتے ہیں - لشکر شاہی را دیدم - پنجاہ ہزار سوار بود - بلکہ عجب نیست - ہفتاد ہزار باشد - شب از یک پاس گزشتہ است - بلکہ از نصف ہم - کبھی اہل زبان کہتا ہے - قشون قزلباش سپاہ دشمن را بہ یک حملہ برہم زد - غلط کردم - اقبال خسروانی درہم شکست - کبھی کہتا ہے - صاحب خرد ہنرہاے خود را کمتر فروشد - نے نے - عیوب خود را کمتر پوشد - یہاں بلکہ محذوف سمجھنا چاہئے -

بل - رقعات عالمگیری میں ہے - در ایام شاہزادگی با امرا ہمچو سلوک مے کردیم - کہ ہمہ راضی بودند - و در حضور و غیبت بہ خوشدلی تعریف و توصیف ما مے کردند - بل باصف اقتدار برادر نامہربان بعضے ترک رفاقت او کردہ ملازمت ما اختیار کردند -

حروف عناد یا تردید

یا - خواہ (خواستن کا امر ہے) - یا کے ہم عمل ہونے سے یہ بھی حرفوں میں مل گیا -

۱ - یا اکثر دو میں سے ایک امر کے ہونے کو منع کرتا ہے - مثلاً احمد یا عالم است یا جاہل - ایں اسب یا نر است یا مادہ - احمد آمد یا محمود ؟ احمد آمد یا نیامد - کبھی اس کے بعد ایک اور جملہ بھی ہوتا ہے - مثلاً احمد آید یا نیامد - من مے روم - ظاہر ہے - کہ دونو باتیں نہیں ہوسکتیں -

کبھی شک کے موقع پر لاتے ہیں - ع

اینکہ مے بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب

کبھی دو ہی کے لئے حصر ہوتا ہے - مثلاً شب خانۂ آغا احمد رفتہ بودم - حامد بود یا محمود - دگر ہیچکس نبود (یہی دونو تھے - اور کوئی نہ تھا) - کبھی یا مکرر لاتے ہیں - مثلاً

یا مکن با پیلبانان دوستی
یا بناکن خانہ بر بالاے پیل

۲ - **خواہ** دو جملوں پر آتا ہے - اور مکرر آتا ہے - پیچھے نتیجہ بھی ضرور ہوتا ہے - مثلاً احمد بیاید خواہ نیامد - من مے روم - کبھی نتیجہ مقدم بھی ہوتا ہے - من مے روم - احمد خواہ بیاید - خواہ نیاید -

من آنچہ شرط بلاغ است با تو مے گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

حروف تشبیہ

۱ - چون[1] - ہمچون - چو - ہمچو - چنان - چنیں - چونان - چونیں - چنو - مانند - مانی - ماند - مانا - ماں - ساں - آسا - سا - دیزہ - دیز - دس - دیس - دش (فش) - وار - واری - واں - وں - وند - تا - رنگ - کردار - گویا کہ - گوئیا - گوئی -

۲ - **چوں** مشبہ اور مشبہ بہ کے بیچ میں ہوتا ہے - مثلاً رستم چوں شیر بہ میداں آمد - چوں شیر نعرہ کرد - نظم میں اُلٹا بھی ہوتا ہے - **بیت**

چوں تشنۂ کہ آب خورد درمیان خواب
خونم چو آب چشم تو در خواب مے خورد

۳ - اسی طرح **ہمچوں - چو - ہمچو** کو سمجھ لو - چو نظم میں آتا ہے - چوں بمعنئے چنانکہ بھی آتا ہے -

بیت

چوں نماید یک خیاباں باغ با آئینۂ
ہست ملک و افسرت در زیر گردون آنچناں

[1] یہ چاروں لفظ ایک ہی ہیں - تغیر لہجہ سے صورت بدل گئی ہے -

۴ - **چناں - چنیں** (چوں آں - چوں ایں) - دور و نزدیک کا فرق ہے - **فرد**

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند
چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند

بیت

ز رنج و راحت گیتی مرنجاں دل مشو خرم
کہ آیین جہاں گاہے چناں گاہے چنیں باشد

چناں بمعنئے چنانکہ بھی آتا ہے - **فرد**

گل چناں بے ثمری ہاے چمن مے پوشد
آنچناں عیب ترا خلق حسن مے پوشد

ہمچناں - مثلاً احمد ہیچ در استعدادش نیفزود - ہمچناں است - کہ در سال گزشتہ بود - ع

ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

اُستاد شاگرد کے خط کو اصلاح دیتا ہے - اور کہتا ہے - ہمچنیں بنویس آغا -

۵ - **چوناں** -

آمد در بزم شاد و خنداں چوناں کہ بہار در گلستان - **نظم میں** مستعمل ہے - نثر میں متروک -

۶ - **مانند** - مرکب ہے ماں وند سے - مانند شیر حملہ آورد - مانند برق بر سر دشمن افتاد - شیر مانند - فرشتہ مانند -

۷ - اسم صفت میں اسی سے ہے **مانا** (مشابہ) **مانی - ماند** - مصدر ماندن - مشابہ شدن - شاعر کہتا ہے - **سعدی**

مانا کہ دلش بسوخت بر کشتۂ خویش

آسماں (آس ماں - مانند آسیا) - مہماں (مہ ماں - مانند مہ) -

۸ - **ساں** - جیسے چہ ساں - زاں ساں - زیں ساں - بداں ساں - بدیں ساں - شیر ساں - ببر ساں - اور بساں

برق درخشید ۔ بسان رعد غرید ۔

۹ ۔ **آسا** ۔ جیسے شیر آسا ۔ سرو آسا ۔ وهی هے ۔ جو هندی میں کہتے هیں ۔ سا ( ) ۔ چاند سا مکھڑا ۔ بوٹا سا قد ۔ اسم کے ساتھ مل کر اسم صفت بنا دیتا هے ۔ جیسے سرو آسا ۔ نظم میں کبھی الف کو مقصورہ بھی کر دیتے هیں ۔ **فرد**

عزم جزمش به جنبش و به سکول
آسمان و زمیں اسا باشد

۱۰ ۔ **مثل** ۔ مرادف مانند هے ۔ عربی لفظ هے ۔ مگر فارسی کے محاورے میں عام هے ۔ اور استعمال میں مانند کا مرادف هے ۔

۱۱ ۔ **وش** ۔ اسم کے ساتھ ترکیب پا کر اسم صفت کے معنی پیدا کرتا هے ۔ مثلاً فرشته وش ۔ ماہ وش یا مهوش ۔ اسی کا مبدل هے ۔ **فش** ۔ جیسے مارفش ۔ شیر فش وغیرہ ۔ فش کا استعمال متروک هے ۔

۱۲ ۔ **وند** ۔ مثلاً خداوند ۔ پولادوند ۔ پیوند ۔ فقط چند لفظوں کے آخر میں نظر آتا هے ۔ قواعد قدیمه میں اسے حرف تشبیه لکھا هے ۔

۱۳ ۔ **تا** ۔ **تاے عدد** ۔ مجازاً بمعنئے مانند ۔ اسی سے هے ۔ همتا یکتا ۔ دوتا ۔ سه تا وغیرہ ۔

۱۴ ۔ **رنگ** ۔ **کردار** ۔ اضافت مقلوبی سے اسم صفت بھی بناتے هیں ۔ مثلاً گل رنگ ۔ سبزہ رنگ اور رنگ سبزہ بر خود دمید ۔ اسی طرح شیر کردار ۔ فرشته کردار ۔ اور که سکتے هیں ۔ بکردار شیر حمله آورد ۔

۱۵ ۔ **گویا** ۔ **گویا** شیرے بود ۔ در پیکر انسان ۔ تو گوئی مثلاً ۔

به یک هفته تا احمد آباد رفت
تو گوئی که بر مرکب باد رفت

۱۶ ۔ **دیس** ۔ مثلاً حور دیس ۔ فرخار دیس ۔ خلد دیس ۔ اب متروک هے ۔

۱۷ ۔ **دیز** ۔ **دیزہ** ۔ بمعنئے رنگ ۔ اسی سے هے شبدیز (شب رنگ ۔ خسرو کے گھوڑے کا نام هے ۔ که مشکی رنگ تھا) ۔ اس کا استعمال بھی متروک هے ۔ غالباً مبدل دیس هے ۔

۱۸ ۔ **وار** ۔ خواجه وار سر مسند نشاند ۔ غلام وار بخدمت استاد ۔ کبھی اسم کی طرح مضاف بھی هو جاتا هے ۔ اس وقت مشبه به سے پہلے هوتا هے ۔ اور سر پر باے موحدہ لیے هوتا هے ۔ جیسے که سوداگر به وار قلندراں لباس خاکساری پوشید ۔

۱۹ ۔ **واں** ۔ **ون** ۔ مستعمل نہیں ۔ کبھی کبھی لفظ کے اخیر میں نظر آتا هے ۔ پلوان ۔ پلون ۔ چمن کی منڈیر کو کہتے هیں ۔ گویا ایک کیاری سے دوسری کیاری تک پل کی طرح هے ۔ که اس پر سے چلے جاتے هیں ۔ استرون (بانجھ عورت) ۔ گویا استر هے (خچر) ۔ که بچه نہیں دیتی ۔

حروف تحقیق

مانا ۔ همانا (مرکب هے هم اور مانا سے) ۔ هر آیینه ۔ البته ۔

۱ ۔ **مانا** کے بعد کاف بیانیه واجب هے ۔ **همانا** میں اختیار هے ۔ **بیت**

مانا که خلد پردہ ز رخسار بر گرفت
یا سادہ گشت ریشور دهر را عذار

بیت

شنیدم که چشم تو دارد گزندے
همانا که آفتاد بر درد مندے

۲ ۔ **هر آیینه** ۔ مثلاً کسے که شاہ منظور نظر عاطفتش فرمود ۔ هر آیینه محسود اقران خواهد بود ۔

۳ ۔ **البته** چنین است و چنیں خواهد بود ۔ عربی میں مرکب ال ۔ بته سے ۔ یعنی قطعاً ۔

حروف تحسین و آفرین

زهے ۔ زہ ۔ خهے ۔ نازم ترا ۔ شاباش ۔ به به ۔ وہ وہ ۔ هے هے ۔ مرحبا ۔ احسنت ۔ حبذا ۔ بخ بخ ۔ لوحش الله (نظر بد کے لیے کہتے **هیں**) ۔ فریش ۔ فری ۔ آباد ۔

زہے سکندر فلاطوں فطنت - کہ دارائی و دانائی ازو در پناہ
ہم ہے بالند - و حبذا پرویز باربد ترانہ ریز - کہ بہ سر انگشت نغمہ
ہائے مسرت افزایش گوش محنت و غم ہے مالند - ع

نازم ترا کہ زود رسیدی بہ داد من

رقعات عالمگیری - نازم بدیں ریش و فش -

شاباش - اصل میں شادباش ہے - شاباش ! عجب کار کردی -
اور کہتے ہیں - افرین ! حرف نیکو گفتی - ع

مرحبا اے پیک مشتاقاں بدہ پیغام دوست

پادشاہ نے وزیر کو خلعت دیا تھا - قا آنی اُس کی تہنیت میں کہتا ہے -
قطعہ

حبذا تشریف شاہنشاہ دریا آستین
مرحبا اندام جاں افروز صدر راستین
لوحش اللہ خلعتے بر یک فلک شوکت محیط
مرحبا اللہ پیکرے بایک جہاں رحمت عجین

پھر معشوق کی تعریف میں کہتا ہے - **قطعہ**

ماہے فراز سروش وہ وہ قرار جاں
سروے نشیب ماہش پہ پہ بلائے تن
ماہے چہ ماہ ہے ہے منظور خاص و عام
سروے چہ سرو بخ بخ مقصودہ مرد و زن

محاورے میں فقط پہ پہ یا وہ وہ بولتے ہیں - مثلاً ایں کتاب
را دیدی ؟ پہ پہ عجب خط خوبے دارد - وہ وہ عجب خط شیرینے دارد -
وہ وہ چہ کتا بیست - پہ پہ چہ پاکیزہ نسخہ ایست - پہ پہ چہ اسب
خوش رفتارے است -

فریش - فری - آباد - زبان قدیم اور ژند کے لفظ ہیں - اب
مستعمل نہیں -

حروف نفرین

تف بریں کردارت ! صد نفریں بریں اوضاعت - ہزار لعنت بر کار
شیطان ! اے لعنت خدا ! قا آنی -

من و چنیں دل دیوانۂ معاذ اللہ
تفو بسیرت شیطان و خوے آہرمن

ایک شہزادۂ ایران کی زبانی فردوسی کہتا ہے - **فردوسی**

ز شیر شتر خوردن و سوسمار
عرب را بجائے رسید است کار
کہ تخت کیاں را کنند آرزو
تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

حروف و کلمات علت

کہ - چہ - زیرا کہ - زیراچہ - چرا کہ - بعلت اینکہ - بسبب
اینکہ - ازیں ممر - بنابر آں - از رہگزر اینکہ - ازیں سبب - ازیں رہگزر -
کہ و چہ کی مثالیں لکھی گئیں - باقی الفاظ کا استعمال بھی اسی طرح
آتا ہے -

بیروں نمے روم - چرا کہ آفتاب گرم است -
راہ خیبر نرفتم - زیرا کہ افاغنہ راہ ہے زنند -
بعلت اینکہ - بسبب اینکہ - **سعدی**

امید ہست کہ روے ملال در نکشد
ازیں سبب کہ گلستان نہ جاے دلتنگی است

کبھی علت مقدم کر دیتے ہیں - مثلا موسم تابستاں بود ازیں
ممر در سفر تامل کردم - ازیں جہت - ازیں سبب - بدیں جہت - بدیں
سبب وغیرہ -

(ف) اصل میں کہ اور چہ حرف علت ہیں - اور باقی کلمات
مرکب ہوکر علت کے معنی دیتے ہیں -

کلمات تعجب

سبحان‌الله - لوحش الله - تعالےٰ الله - ماشاءالله تعالیٰ - بنام ایزد - عجب - چه -

کسی عجیب اور خوش آئندہ چیز کو دیکھ کر دل خوش ہوتا ہے - تو یہ الفاظ زبان سے نکلتے ہیں - حافظ

تعالےٰ الله چه دولت دارم امشب
که آمد ناگهاں دلدارم امشب

لوحش الله کی مثال حروف تحسیں میں ہے - ع

بنام ایزد عجب رنگیں نگاریست

عجب خط خوبے دارد ! چه صاحب کمال شخصے است ! دیکھو حرف (چ) -

کلمات مدح و ذم

خوب - خوش - نیک - نیکو - زیبا - شائستہ - دلپسند - شیریں - دلخواہ -

برخلاف اس کے بد - زشت - ناخوش - نا نیکو - نا خوب - نا زیبا - نا شائستہ - ناراست - نادرست -

اس قسم کے الفاظ اکثر صفت مشبہ ہوتے ہیں - اور اپنے اختصار اور خوش ادائی سے زبان فارسی کو عجب خوبصورتی دیتے ہیں - اور ترکیب میں مختلف رنگ دکھلاتے ہیں -

۱ - احمد خوب مے خواند - اگر اس کے پڑھنے کی وضع اور خوبئے انداز کی تعریف ہے - تو بہ وضع خوب مے خواند مقدر نکالینگے وضع موصوف - خوب صفت - دونو جار مجرور ہو کر فعل کے متعلق ہونگے - احمد خوب جنگ کرد - یا خوب جنگید - تاکید ہے -

۲ - اگر اس کی محنت اور توجہ کی تعریف ہے - تو احمد خوب مے خواند (بمشقت بسیار مے خواند) یا یہ کہ خوب بمحنت مے خواند - جار مجرور متعلق فعل - خوب تاکید -

احمد خوب نوشته است - یعنی کتابت یا تحریر موصوف - خوب صفت - دونو مل کر مفعول ہوئے فعل کے -

احمد خوب گفت - شما خوب گفتید - شما خوب مے گوئید - یعنی حرف خوب یا سخن خوب -

یہ تینوں صورتیں وہی ہیں - کہ صفت موصوف مل کر مفعول ہوئے فعل کے - ع

خوش گفت پردہ دار که کس در سرائے نیست
(سخن خوب گفته - که کس در سرائے نیست) -

سخن خوب - وہی صفت موصوف - کہ دونو مل کر مفعول ہوئے -

نیک - مثلاً نیک شیریں گفتار است - یا نیکو میخواند - تاکید کے ذیل میں ہے (۱۰۶)

زیبا - مثلاً زیبا مے نویسد - یعنی خط زیبا مے نویسد وغیرہ - یا کار خود را زیبا مے کند - یعنی بطرز زیبا مے کند -

شایسته مے نویسد وغیره - بطرز یا بوضع مقدر نکالو - کار خود را شایسته مے کند - یعنی بطور شایسته -

دلپسند مے خواند - یہاں بھی بطرز یا بوضع مقدر نکالو -

شیریں - شیریں حرف مے زند - بطور شیریں - یا بگفتار شیریں - اسی طرح حروف ذم کو قیاس کرو -

حروف شک وظن

مگر - آیا - شاید - باشد - بلکه - بود - بو -

گلستاں میں - تو که بر رعیت چندیں جور و جفا روا داری - مگر سر پادشاهی کردن نداری - مگر دیوانۂ - بیت

سعدیا نوبتی امشب دهل صبح نکوفت
یا مگر صبح نباشد شب تنهائی را

فرد

آنانکه خاک را بنظر کیمیا کنند   آیا بود که گوشهٔ چشمے بما کنند

مصرعه

شاید که پلنگ خفته باشد

بیت

دردم نهفته به ز طبیبان مدعی
باشد که از خزانهٔ غیبم دوا کنند

(ف) - بعض دفعه شک اور ظن اور طرح پر ظاهر کرتے هیں - ایک فصیح فارس اپنے محاورے میں کہتا هے - احتمال است - که امروز بیاید - محتمل است - که فردا برسد - گمان من آنست - که این چنیں نباشد - گمان دارم - که امروز هلال به نظر آید - یمکن که امروز باران ببارد - یحتمل که فردا کاروان کابل برسد - مظنه که فردا تعطیل است - غالباً امروز تعطیل باشد - اغلب که فردا لشکر سلطان برسد -

حروف استفهام

چه - مفصل حال حروف تہجی میں لکھا گیا - بیجان چیزوں کے سوال میں مستعمل هوتا هے - مثلاً بدستت چه داری ؟ چه دیدی ؟ درخت سیب چه قدر بلند است از درخت انار ؟ کبھی خواص و اطوار شخص سے سوال کرتے هیں - تو انسان کے لیے بھی کہتے هیں - بیت

گفتا چه کسی و چیست نامت اصلت ز کجا ، کجا مقامت (چه کاره هستی) -

چیست مرکب هے (چه است سے) بیجان چیزوں کے لیے خاص هے - مگر شاعر کبھی ممدوح کو حد انسانیت سے بڑھا کر تجاهلانه کہتا هے - بیت

بگاه سخا چیست جود مجسم
بروز وغا کیست مرگ مصور

که - انسان کے لیے خاص هے - مثلاً که بود ؟ که آمد ؟ که رفت ؟ اگر متعدی هو - اور مفعول سے سوال هو - که وه انسان هو - تو بھی کہینگے - کرا کشت ؟ کرا دیدی - کرا دادی ؟

جمع کی حالت میں کثرت کے معنی پیدا کرتا هے - دریں دار فنا کہا آمدند و چہا کردند -

چرا - مرکب هے (چه را سے) - سبب سے سوال هوتا هے - تو کہتے هیں - چرا دیر آمدید ؟ چرا ایں قدر زود میروید ؟ کیست مرکب هے (که است سے) انسان کے لیے خاص هے - جیسے هندی میں کہتے هیں - که کون هے ؟ شاعر شوخی کے طور پر کہتا هے - ع

کیست آیینه که با حیرت من چهره شود

آیینه کون هے ؟

کدام - تعیین ذات کے لیے سوال هو - تو کہتے هیں - احمد از میان ایں جماعت کدام است ؟ یعنی کون هے ؟ از دو کار کدام یکے را اختیار مے کنند ؟ ازیں دو چیز کدام یکے را مے گیرید ؟ کدام وقت ؟ کدام روز ؟ کدام شب ؟ دو چیزوں کو دکھا کر کہتے هیں - در نظر شما کدامش خوبست ؟

کو - بمعنئے کجا ست - کسی ذات یا کسی چیز کی مکانیت کے سوال میں بولتے هیں - مثلاً شام کو چاند دیکھنے کھڑے هوتے هیں - ایک شخص کہتا هے - آن است - دوسرا کہتا هے - کو ؟ مثلاً تم کسی کو کہو - ایں لفظ بے املا نوشتید - ایں لفظ بیجا ست - وه کہتا هے - بینم کو ؟ دیکھوں کہاں ؟

کبھی سوال نہیں مطلوب هوتا - فقط اظهار اشتیاق هوتا هے - تو فصیح فارس کہتا هے - از درازئ شب بجان آمدم - اما صبح کو ؟

(ف) کو کے معنی هیں کجا هست - اسی واسطے کجا میروید کی جگه نه کہینگے کو میروید ؟ البته که سکتے هیں - مے رفتم هم پاے شما - مگر فرصتم کو ؟ یعنی فرصت کجا - یہاں است محذوف هے - اور هر موقع پر یه بھی نہیں که سکتے مثلاً از کجا مے آئید کہینگے - اور یه نه کہینگے - که از کو مے آئید -

کجا شائد مرکب ہے کو جا یا کدام جا سے ۔ کہ کثرت استعمال نے مختصر کر دیا ۔ سوال مکانی کے لیے بولتے ۔ احمد کجاست ؟ کتابم کجا ست؟ اسپم کجاست؟ خانۂ شما کجاست؟ کبھی فقط اظہار اشتیاق مقصود ہوتا ہے ۔ ع

کجا شد سرو من یا رب کہ در بستان نمے بینم

ایک بڈھا کہتا ہے ۔ ع

جوانی کجائی کہ یادت بخیر

کبھی صاحب زباں چور کو للکارتا ہے ۔ کجا میروی ۔ اے دزد خانہ خراب ! باش کہ رسیدم ۔ اکنوں کجا میروی ۔ گرفتم ۔ تا کجا صبر کنم ۔ کجا کجا دیدم ۔ یعنی ہر کجا دیدم ۔ از کجا تا کجا رفتم (یعنی فاصلۂ بعید) ۔ شعرائے متقدین کجا بمعنئے ہر کجا بھی کہ دیتے ہیں ۔ **بیت**

کجا ز ہمت عالیش یاد خواہی کرد
بہ چشم عقل نماید ستارہ اندر چاہ

متقدمین کبھی کبھی بمعنئے کے بھی بدل دیتے ہیں ۔ بوستاں میں ہے ۔ **بیت**

چو بر پیشۂ باشدت دسترس
کجا دست حاجت بری پیش کس

کے ۔ جب زمانے کی بابت سوال کرتے ہیں ۔ تو کہتے ہیں ۔ مثلاً کے رفتہ ؟ کے خواهد رفت ؟ کبھی فقط اظہار اشتیاق ہوتا ہے ۔ **قطعہ**

من باشم آمیدوار تا کے   تا کے کشم انتظار تا کے
اے ابر کرم ببار یک بار   گویم بہ تو بار بار تا کے

چگونہ ۔ **چساں** ۔ یعنی کس طرح ۔ چساں گویم کہ بشنود ۔ اسب ندارم ۔ چگونہ راہ روم ؟ چگونہ آمدی ؟ چساں رفتی ؟

چوں ۔ سوال سبب کے لیے آتا ہے ۔ مگر اکثر نظم میں ۔

ما مریداں رو بسوے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوے خانۂ خمار دارد پیر ما

چوں نروم کہ شاہ طلب فرمودہ ؟ چہ کنم ؟ چساں کنم ؟

سوال کیفیت کے لیے چونی ؟ کس طرح ہے تو ؟

چند (چہ قدر) مقدار عددی کے لیے ۔ مثلاً چند کس آمدند ؟ چند کس رفتند ؟ اور بمعنئے تا کے ۔ ع

چند زیں آتش خس پوش بر انگیزد دود

مگر ۔ ما دشمن شما ہستیم ۔ کہ با ما نمے نشینید ؟ مگر بنگ خوردۂ ۔ کہ کس را نمے شناسی ؟ **بیت**

من آدمی بچنیں روے و خو و قد و روش
ندیدہ ام مگر ایں شیوہ از پری آموخت

آیا ۔ ہر قسم کے استفہام کے لیے ۔ مثلاً آیا ایں امر شدنی است یا نے؟ آیا مے دانید کہ ایں کیست ؟ ومن کیستم ؟ کبھی حرف استفہام حذف بھی ہو جاتا ہے ۔ مثلاً احمد مے طلبد بروم یا نروم ؟ مے دانید ایں امر ممکن است ؟ بعض حروف استفہام پر جب ہر کا لفظ داخل ہوتا ہے ۔ تو معنئے موصولہ کر دیتا ہے ۔ مثلاً ہر کہ (جو کوئی) ۔ ہرچہ (جو کچھ) ۔ ہر کدام (جو کوئی) ۔ ہر چند (یعنی اگرچہ) ۔

حروف شرط

اگر حرف شرط ہے ۔ جس کے لیے جزا ضرور چاہئے ۔ تم جانتے ہو ۔ شرط ایسی ہی چیز کے لیے لگاتے ہیں ۔ جس کے ہونے یا نہ ہونے میں کلام ہو ۔ اسی واسطے آمورات یقینی پر حرف شرط نہیں لگاتے ۔ چناںچہ نہیں کہتے ۔ اگر آدم ہستی ۔ برادرت گرفتم ۔ یہی سبب ہے ۔ کہ وہ ہمیشہ استقبال کا زمانہ چاہتا ہے ۔ اور ماضی پر بھی آتا ہے ۔ تو استقبال کر دیتا ہے ۔ مثلاً اگر شب کرم کردید ۔ خوشا بحالم ورنہ فردا بندہ بخدمت مے رسم ۔ مطلب یہ ہے ۔ کہ اگر شب مے آئید خوب است ۔ ورنہ فردا خود مے آیم ۔

جہاں ایک بات کا ہو جانا یا نہ ہو جانا یقینی ہوتا ہے ۔ وہاں ماضی کا صیغہ بولتے ہیں ۔ مثلاً اگر احمد بہ ضیافت آمد ۔ بدانید ۔ کہ صلح شد ۔ یعنی آیا ۔ تو صلح قطعی ہوئی ۔ نہ آیا ۔ تو بگڑی ۔

جب معاملہ مشکوک ہوتا ہے ۔ تو استقبال کا صیغہ بولتے ہیں ۔ مثلاً اگر زید بخانۂ من بیاید صلح مے شود ۔ اس میں نہ اُس کا آنا قطعی ہے ۔ نہ صلح ہو جانے کا یقین ہو جاتا ہے ۔

ایک شخص اپنے حریف کے ظلم سے نالاں ہو کر کہتا ہے ۔ اگر خدا ہست ۔ ایں ہم کردۂ خود را مے یابد ۔ ایک خوش کلام آدمی رات کی تکلیف کا اظہار کرتا ہے ۔ اگر شب بسر شد ۔ مے دانم ۔ کہ زندگی باقی است ۔ سب جانتے ہیں ۔ کہ شرط امر مشکوک پر ہوتی ہے ۔ اور یہ بھی قاعدہ ہے ۔ کہ اعتقادی یا مسلم امر کو شک میں ڈال کر تقریر کرتے ہیں ۔ تو بات میں ایک لطف پیدا ہو جاتا ہے ۔ اس لیے بات کو یوں ادا کیا ۔ ورنہ مطلب اس کا یہ ہے ۔ کہ جس طرح خدا مسلم ہے ۔ ویسے ہی اس ظالم کے لیے سزا مقرر ہے ۔

کبھی شرط محذوف ہوتی ہے بوستان میں ہے ۔

چو زنبور خانہ بیاشوفتی   گریز از محلش کہ گرم اوفتی
(اگر نگریختی ۔ گرم مے آفتی) ۔

شہر کا شان است و ہر سو ماہ سیمائے دگر
ظلم کم کن ورنہ عاشق مے شوم جائے دگر

(اگر ظلم مے کنی ۔ جائے دیگر عاشق مے شوم) کبھی جزا حذف ہو جاتی ہے ۔ مثلاً ۔

نا سزائے راچو بینی بختیار   عاقلاں تسلیم کردند اختیار
(تو نیز او را قبول دار) ۔

ماضی تمنائی پر حرف شرط آتا ہے ۔ تو مثبت کو منفی اور منفی کو مثبت کر دیتا ہے ۔

گر نہ سخن خوب تر از جاں بدے
معجزۂ عیسئے عمراں بدے
گر بہ سخن کار میسر شدے
کار نظامی بہ فلک بر شدے

کبھی ار بمعنئے خواہ آتا ہے ۔ مثلاً **فردوسی**

ستمگارہ خوانمش ار دادگر   ہنرمند دانمش ار بے ہنر

جب دو جملے شرطی معطوف ۔ معطوف علیہ ہوں ۔ تو پہلے پر سے حرف شرط کا حذف کرنا جائز ہے ۔ اوپر کی مثال سے یہ بات ظاہر ہے ۔

ار مخفف اگر کا ہے ۔ **سعدی**

تو نیز ار بدی بینیم در سخن
بخلق جہاں آفرین کار کن

ور مخفف و اگر کا ۔ ورنہ و اگر نہ کا ۔ **سعدی**

بے زر نتوانی کہ کنی بر کس زور
ور زر داری بہ زور محتاج نۂ

بیت

قضا کشتی آنجا کہ خواہد برد   وگر ناخدا جامہ برتن درد

بیت

بگو ہرچہ دانی سخن سودمند
وگر ہیچ کس را نیاید پسند

اگرچہ ۔ گرچہ ۔ ارچہ ۔ عموماً امور مسلمہ پر داخل ہوتے ہیں ۔ مگر آن کی جزا کا امور مسلمہ ہونا ضروری نہیں ۔ **سعدی**

اگرچہ پیش خرد مند خامشی ادب است
بوقت مصلحت آں بہ کہ در سخن کوشی

چوں ۔ چو اکثر امور یقینی پر آتا ہے ۔ اور وقتیکہ یا ہرگاہ کے معنی دیتا ہے ۔ ع

نماند کسے چوں سکندر نماند

قطعہ

بہ قہر خدا چوں کسے اوفتاد
ہمہ عالمش پاے بر سر نہند
چو بینند کا قبال دستش گرفت
ستایش کناں دست بربر نہند

نوکر سے کہتے ہو ۔ ہرگاہ آفتاب بر آید ۔ مرا بیدار کن ۔ وقتیکہ آفتاب غروب شود ۔ اسب را جو کن ۔

هرکه - هرکس - هرچه - هرجا - هرکجا بھی کبھی شرط و جزا میں آتے ہیں - اور کبھی جواب ہی پر اکتفا ہوتا ہے۔ هرچه مے کاری - بر مے داری - هرچه مے کند - مے یابد - هر کجا که مے رود - همیں بلا بر سر مے آرد -

حروف نسبت

یاے معروف - دیکھو بیان حرف مذکور -

ان - گیہان - مبدل گاهان (جهان) - آونگان (آویزان) - ایران - توران - جانان (معشوق) - کوهان - گاه سے گاهان - اور اسی سے ہے صبحگاهان - شامگاهان - گردگان -

انه - تاج شاهانه - پیکر مردانه - چشم مستانه - جامۂ زنانه - دل دیوانه - گستاخانه - تازیانه -

زه - پاکیزه - مشکیزه - آتشزه (جگنو) - ناویزه (چھوٹی ناؤ) - عجب نہیں - که صرف تصغیر ہی ہو -

ه - دسته - پایه - زبانه - گوشه - سبزه وغیره (دیکھو بیان ه)-

ین - آهنین - گوشتین - چوبین - نئین - زمردین - بلورین - نمکین - شیرین -

ینه - روزینه - نان شبینه - خم روئینه - جامۂ پشمینه - موینه - جامۂ زرینه - مشکینه - پیشینه - پسینه - دوشینه - دیرینه - پارینه - نرینه - مادینه -

آد - آباد (آب آد) - نوشاد - بنیاد - (بعض کہتے ہیں - که پیاده میں بھی یہی ترکیب ہے - ه پیچھے زیاده ہوگئی ہے) -

وند (آب وند) - خویشاوند - خداوند - سگاوند (ایک پہاڑ کا نام ہے - وہاں کتے بہت تھے) - آوند یا آباوند کا مخفف ہے - یا آب مند کا مخفف ہے - جو اسم فاعل ترکیبی میں لکھا ہے -

پاوند (زنجیر قید) - چراغوانه یا چروند (چراغدان) - لیکن پاوند اور دروند میں نسبت نہیں - یه اسم اور امر سے مرکب ہیں - یعنی پابند - دربند -

ن - درزن - جوشن (جوشن بمعنے حلقه) -

اک - اسم کے ساتھ - مثلاً خاشه - خاشاک - امر پر - جیسے پیچاک (پیچک) - کاواک (کاویدن سے حاصل مصدر ہوگیا ہے) - سوزاک (سوز سے - زخم مشہور - که اس میں بھی سوزش بہت ہوتی ہے) تاپاک (تپیدن سے حاصل مصدر ہے) - فغاک (فغ - مورت - فغاک - احمق) - فژ (میل کچیل) - فژاک (میلا کچیلا آدمی) - خوراک - پوشاک (ہندوستانی فارسی ہے) -

ک - مثلاً کودک (کود - نجاست کا ڈھیر) - چوشک (چوشیدن سے - ٹونٹی) -

ون - وان - پلوان (منسوب به پل - کھیتوں کی منڈیر کو کہتے ہیں) - آسیون (منسوب به آسیا) - استرون (بانجھ عورت - منسوب به استر) - دستوان (منسوب به دست - یعنی دستانه) - سرون (سینگ - منسوب به سر) -

شن - گلشن - روشن -

ویه - سیب ویه - آس کے سیب سے رخسار تھے - راهویه (رستے میں پیدا ہؤا تھا) - مشکویه (شمیم خلق نے یه نام دیا تھا) - بابویه منسوب به پدر خود) -

آب - آبه - سرداب - سردابه (ته خانه) - گوراب - گورابه (مقبروں کا گنبد) -

گون - دیکھو کلمات باب الحروف کے اخیر میں -

ی - معروف - دیکھو اسم فاعل ترکیبی باب الصرف میں -

گان - دیکھو کلمات لیاقت -

ر - لنگر (لنگ بمعنے استاده تھا - پھر جہاز یا قافله ٹھیرنے کو کہنے لگے) - دستر (چھوٹی آری) - مگر بہتر یه ہے - که دستره مخفف دست آره کا کہیں - اور لنگر کو لفظ علیحده قرار دیں - کیونکه جب اور مثالیں اس کی نہیں ہیں - تو ایک لفظ کے لیے قاعده جدا باندھنا کیا ضرور ہے -

کلمات لیاقت

واره - وار - جیسے شاهوار - سزاوار - راهوار - گوشواره - گریوار - (گریبان) -

انه - جیسے شاهانه - مردانه - (دیکھو حروف نسبت) -

گاں - جیسے شاهگاں - رایگاں - آذر آبادگاں - خدایگاں - اس میں معنئے تشبیہی بھی هیں - یعنی مثل خدا قادر و متصرف -

ی - جیسے کشتنی - سوختنی -

کلمات حفاظت

باں - فیل باں - درباں وغیره -

دار - پرده دار - راز دار - (دیکھو اسم فاعل ترکیبی) -

واں - پهلواں - بندی واں - یه بھی اصل میں باں هوگا - سنسکرت میں انهیں معنوں میں آتا ہے -

کلمات رنگ

فام - سرخ فام - سبز فام - لاله فام -

وام - سرخ وام - سبز وام - لاله وام -

پام - " " "

گوں - لاله گوں - گلگوں - سیم گوں -

جرته یا چرده - سیه چرده کے سوا اور کوئی لفظ نهیں آیا - سعدی

سیه چردۂ را کسے زشت خواند
جوابے بگفتش که حیراں بماند

حرف زیادت که زینت کلام کے لئے آتے هیں

الف - گفتا - (تفصیل فصل الف میں دیکھو) -

ب - بگفت - بگو (ب کے بیان میں دیکھو) -

در - در ساخت - در رفت (در کے بیان میں دیکھو) -

بر - بر گیر - بر گرد - بر گرفت (بر کے بیان میں دیکھو) -

فرا - فرا گرفت (فرا کے بیان میں دیکھو) -

فرو - فرو خواند - فرو ریخت - فرو ماند -

وا - وا گذاشت - وا ماند -

خود - من خود - چه کسم -

ار - گفتار - دیدار - ع

ببیں دیدار گردیدار داری

همے - همے رفتی - همے گفتی - ع

همے رفتی و مے نوردی زمیں

یں - نخستیں - اولیں - آخریں وغیره (دیکھو کلمات نسبت) -

وند - خدا وند وغیره -

مر - منت مر خدائے را - کبھی خصوصیت کے معنی دیتا ہے - ع

مر او را رسید کبریاؤ منی

سر - سر چشمه - سر پنجه - سرهنگ وغیره -

اں - شاداں - بامداداں - جاوداں - ع

درخت اندر بهاراں بر فشاند

گاه - منزل گاه - سحرگاه - شام گاه -

گاں - یگاں - دوگاں وغیره -

باب حروف

۱ - تم نے دیکھا ہو گا - کہ ہر ایک ملک میں آب و ہوا اور زمین کی تاثیر سے قطعے قطعے کی جدا جدا حالت ہے - ایک ہی میوے - ایک ہی غلے دو جگہ ہوتے ہیں - مگر رنگ روپ اور وضع میں تھوڑا تھوڑا فرق ہوتا ہے - اسی طرح فارس کے لوگوں کی حالت میں بھی فرق ہے - ایک ہی قطعے کے باشندے ہیں - کہ اپنے ہی ملک کی زبان بولتے ہیں - بعض حرف زبان سے آسان نکلتے ہیں - بعض مشکل سے - اسی واسطے جب مشکل حرف والا لفظ آن کی زبان پر آتا ہے - تو آس کی اصلی آواز ٹھیک نہیں نکلتی - پاس کے کسی جگہ پر لب و زبان حرکت کر جاتے ہیں - مثلاً بعض جگہ کے لوگ ہیں - کہ آن سے ف نہیں نکلتی - وہ جب فرمودہ کہتے ہیں - تو منہ سے پرمودہ نکلتا ہے - بہتوں کی زبان سے ر نہیں نکلتی - جب سوفار کہنا چاہتے ہیں - تو سوفال نکلتا ہے - اہل تبریز کی زبان سے گ نہیں نکلتا - وہ ہمیشہ سگ کو سے اور انگور کو انیور کہتے ہیں - خراسان کے لوگ جان کو جون اور نان کو نون کہتے ہیں - اہل شیراز جوں اور نوں بہ واو معروف کہتے ہیں -

۲ - تم نے توتلے بچوں کو باتیں کرتے دیکھا ہو گا- ذرا پھر آن کے لفظوں کا خیال کرو- آن کے لب و زبان میں بھی ٹھیک حرکت نہیں ہوتی - اس واسطے اصلی مقام سے کہیں ذرا ورے اور کہیں ذرا پرے زبان لگ جاتی ہے - ز کو ج اور س ش کو چ بولتے ہیں - کبھی ایسی آواز بھی نکلتی ہے - جو دونو کے درمیان ہوتی ہے - پس سمجھ لو - کہ کتب قواعد میں بھی آصول مبادلۂ حروف کے یہی ہیں- ان فہرستوں میں دیکھو گے - کہ کج اور کژ دونو ٹھیک ہیں - کاش اور کاج دونو درست ہیں - سوفار اور سوفال دونو طرح صحیح ہیں - ہژدہ اور ہجدہ دونو طرح آیا ہے - اور اصل میں ہشت دہ تھا- کہ کثرت استعمال سے ت جاتی رہی ہے-

۳ - اب ایک اور بات سمجھو - فرض کرو - ایک ضلع کے ضلع یا قوم کی قوم میں چند الفاظ اسی طرح ادل بدل ہو کر زبانوں پر جاری ہو گئے ہیں- آن میں آخر شعرا - فصحا - مصنف اور ذی اعتبار لوگ بھی ہوتے ہیں - پس جو ایسے الفاظ آن کے اشعار اور تصنیفات میں آ گئے - اور آن کے فقرے اور اشعار اور اطراف میں بھی زبانوں پر چڑھ گئے - ناچار آنہیں لفظوں کو فرہنگوں میں داخل کرنا پڑا - واجب ہؤا - کہ اہل قواعد آنہیں آصول کے سلسلوں میں مسلسل کر لیں - آنہیں کو لوگ سمجھتے ہیں- کہ اس حرف کا مبادلہ آٹھ حرفوں سے آیا ہے - اور اس حرف کا مبادلہ دس حرفوں سے آیا ہے وغیرہ وغیرہ اور اس میں بھی کچھ شک نہیں ہے - کہ جب تم آن میں سے کسی لفظ کو چار پانچ دفعہ آلٹ پھیر کر زبان پر بولو گے - تو جس حرف سے کوئی حرف اس کا بدلتا ہے - دیکھو گے - کہ ضرور قریب المخرج ہو گا - یادونو میں کسی حیثیت کا علاقہ درمیان ہو گا-

الف مقصورہ

حروف مفصلہ سے اس کا مبادلہ ہوتا ہے -

۱ - دال سے - مثلاً بآں سے بداں - بایں سے بدیں- بدانجا - بدینجا - بدانگونہ - بدیں گونہ -

۲ - ن سے - جیسے آورد سے ناورد -

۳ - و سے جیسے وہاں سے وہوں - (دیکھو حقیقت میں وہی تغیر لہجہ ہے) -

۴ - ہ سے - [1]اپیوں سے ہپیوں - اسباز سے ہمباز -اندام - ہندام - [2]آرمزد - ہرمزد - اندسہ - ہندسہ - انداز- ہنداز- استہ - ہستہ- (ہڈی) اب ہستہ گٹھلی کو کہتے ہیں - مثلاً ہستہ خرما اور آستخواں خرما اور ضرور یہی لفظ کسی طرح بدل کر اور بڑھ کر آستخواں ہو گیا ہے- اور اسی سے آستوار بھی نکا ہو گا - لطف یہ ہے - کہ سنسکرت میں استی (   ) ہڈی کو کہتے ہیں -

[1] اپیوں افیون ہے - [2] آرمزد ستارۂ مشتری و نام روز اول از ہر ماہ شمسی-

۵ - ی سے بافگن - بیفگن - بانداز - بینداز - بانداخت - بینداخت - باندوخت - بیندوخت - ارمغان - یرمغان - آس آب - آسیاب -

اماله کے ساتھ - رکاب - رکیب - حساب - حسیب - نہیب اماله نہاب کا ہے - اور خصوصیت ہے - کہ فارسی میں اماله ہی ہو کر آتا ہے - نہاب مستعمل نہیں -

۶ کبھی آخر کا الف ہ سے بدل جاتا ہے - جیسے خارا - خاره - دیبا - دیبه - اشکارا - آشکاره -

۷ - نظم میں حذف بھی ہو جاتا ہے - مثلاً چاه - چه - کلاه کله - ماه - مه - شاه - شه - نثر میں نه کہنا - که شه از قلعه بدر آمد - شغال به چه افتاد - مه طلوع کرد - (الف) اول لفظ کا همزه کبھی حذف بھی ہو جاتا ہے - ع

چه باک از موج بحر آن را که باشد نوح کشتی بان

ع سخاوت کند هر که نیک اختر است

ع چو بینند کا قبال دستش گرفت

(ب) مرکب ہو کر نثر میں بھی حذف جائز ہے مثلاً کہربا شہپر - مه طلعت - رهرو - تبه کار - گنہگار - سیه کار - سپه سالار - اسی طرح دران - بران - ازان - اور درین - برین - ازین میں ایسا گرتا ہے - که لکھا بھی نہیں جاتا -

۸ - ب - خ - ز - ل - ن - ہ سے بدلتا ہے - مگر مثال کے لئے کوئی لفظ کہ سکتے ہیں - وه بھی ایسا کہ معنی فرہنگوں میں ملینگے - اس لئے لکھنا فضول ہے -

۹ - غیر زبان کے لفظوں میں الف ہو - تو شہر کے نام کو ہ سے - مثلاً بنگاله - اورر باقی کو الف سے لکھتے ہیں - جیسے جمنا - گنگا - کرپا - مگر مچلکه - سرکه آخر کے دو لفظ ترکی ہیں - اور اصل میں ہ سے ہیں - اب رسم الخط یہی ہو گئی ہے

ب

اگرچه بعض مصنف اختلاف کرتے ہیں - مگر تحقیق یہی ہے - کہ یہ حرف فارسی ہے - مبادے اس کے اس طرح سے ہیں -

۱ - پ سے - مثلاً بادشاه - پادشاه - بزشک - پزشک -

۲ - کبھی ف سے - جیسے زبان - زفان -

۳ - کبھی م سے - مثلاً لبالب - لبالم -

۴ - کبھی واو سے - جیسے آب - آو - سیب - سیو - خواب - خواو - تگاب - تگاو - نان با - نان وا - بر خوردن - ور خوردن -

۵ - کبھی ہ سے - جیسے شناب - شناه - یہی لفظ ہے - کہ سنسکرت میں شنان ( ) ہے -

۶ - کبھی ن - ب کو م کہتے ہیں - مثلاً خنب - (خم یہی لفظ ہے) - جو سنسکرت میں خم ( ) آیا ہے -

خنبره - خمره - خنبک - خمک - دنبل - دمل - دنب - دم کبھی بدل نہیں کرتے - مگر مجموعه م کی آواز پیدا کرتا ہے - مثلاً عنبر - قنبر - سنبل - وغیره -

۷ - کبھی کبھی پ - ز - ک - گ - م سے بھی بدل جاتا ہے - مگر وه لفظ مستعمل نہیں -

۸ - کبھی زائد بھی آ جاتا ہے - جیسے ناشتا - نا شتاب -

پ [بائے فارسی]

۱ - مبادله ب سے - مثلاً پیغاره[1] - بیغاره - پیله - بیله - تپ - تب اسپهان - اسبهان - اسپ - اسب - سنسکرت میں اشو ( ) کہتے ہیں -

۲ - عربی میں یه حرف نہیں - اس لیے جب معرب کرتے ہیں - تو ف سے بدل لیتے ہیں - مثلاً پیل سے فیل - فارسی میں بھی اس کے مبادلے حسب تفصیل ذیل ہیں :-

[1] پیغاره - طعنه -

(۱) ف سے - جیسے سپید - سفید - سنسکرت میں شویت (　) کہتے ہیں - گشتاسپ - گشتاسف - جاماسپ سے جاماسف - اسپندیار - اسفندیار - اسپند - اسفند - پیروزہ - فیروزہ - پارس - فارس - گوسپند - گوسفند -

(۲) واو سے - جیسے چارپا - چاروا - پام - وام -

(۳) ب - ج - غ - ک - ل - م سے بھی بدلتا ہے - مگر الفاظ غیر مستعمل ہیں - اس لیے لکھنا فضول ہے -

ت

۱ - مبادلہ ث سے - جیسے - کیومرت - کیومرث -

۲ - ج سے - جیسے غارت - غارج - تارات - تاراج -

۳ - د سے - جیسے بت سے بد - توت - تود - دست آس - دسداس - زرتشت - زردشت - فرتوت - فرتود -

۴ - ط سے جیسے ستبرسے سے سطبر - توتیا سے طوطیا -

۵ - ک سے - جیسے چاشت سے چاشک -

۶ - زائد - جیسے بالش - بالشت - پاداش - پاداشت - دسترس - دسترست - کوس - کوست - فرامش - فراموشت - دوست کی ت بھی زائد ہے - کیونکہ دوس دوسیدن سے بمعنئے پیوستہ ہے -

حب دو لفظوں کے ملنے سے دو ت جمع ہو جائیں - تو ایک حذف ہو جاتی ہے - مثلاً سخت تر - سختر - پست تر - پستر -

۷ - چ سے - مگر متعارف مثال نہیں -

۸ - عربی کی مصدری ہ کو فارسی کی ت کی صورت میں بھی لکھتے ہیں - جیسے قناعت - اطاعت وغیرہ -

ج

۱ - مبادلہ ت سے - دیکھو فصل (ت) -

۲ - چ سے - مثلاً چوجہ - چوچہ - جردہ - چردہ (رنگ) -

۳ - ژ سے - جیسے چوجہ - چوژہ - تاجیک - تازیک -

۴ - ژ سے - جیسے کج - کژ - کجاوہ - کژاوہ - باج - باژ - چوجہ - چوژہ -

۵ - ش سے - جیسے کاج - کاش -

۶ - گ سے - جیسے اخشیج - آخشیگ - نارنج - نارنگ - جہاں - گہاں -

۷ - ی سے - جیسے جوغ[1] - یوغ - یہ لفظ (　) سنسکرت ہے - بلکہ انگریزی میں یوک بھی انہیں معنوں میں ہے - اور کبھی ج زیادہ بھی کر دیتے ہیں - مگر وہ الفاظ بہت کم مستعمل ہیں -

چ [جیم مثلث]

تعریب میں ص سے بدل جاتی ہے - جیسے چین سے صین - چندن سے چندل - اور پھر صندل -

مبادلے اس کے یہ ہیں -

۱ - ج سے - جیسے زچہ - زجہ - غنچہ سے غنجہ - چغد سے جغد - خوچہ سے خوجہ -

۲ - ژ سے - جیسے کاج - کاژ (درخت صنوبر) -

۳ - ش سے - مثلاً لخچہ سے لخشہ (آگ کا انگارہ) هیچ - هیش کاچی - کاشی - چاچی - شاشی -

۴ - ک سے - جیسے زاچ - زاک (پھٹکری) -

۵ - ی سے - جیسے - مورچانہ - موریانہ -

۶ - زائد بھی آتا ہے - جیسے کف - کفچ - لف - لفچ -

(ف) اس میں بچہ کے سوا کہیں تشدید جائز نہیں -

ح

زبان عربی کا حرف ہے - فارسی میں نہیں آتا - حیز اور حال ہائے ہوز سے تھے - اب دونو طرح مستعمل ہیں -

---

[1] ہل کے بیل کی گردن پر جو لکڑی رکھتے ہیں - اسے فارسی میں جوغ اور ہندی میں جوگ یا جوت کہتے ہیں -

خ

۱ - ج سے جیسے اسپاناخ - اسپاناج -

۲ - ش سے - جیسے افراختن - افراشتن -

۳ - غ سے - جیسے سیخ - سیغ -

۴ - ق سے - جیسے چقماخ - چقماق -

۵ - ک سے - جیسے خمان - کمان -

۶ - ہ سے - جیسے خجیر سے ہجیر (نام پہلواں) - خستہ سے - ہستہ - دیکھو مبادلۂ الف میں ستہ اور ہستہ -

۷ - زائد - جیسے سیاوخش سیاوش سے -

دال

۱ - مبادلہ ت سے - جیسے دراج - تراج - کد خدا - کتخدا - زرد - زرت - شنبلید - شنبلیت - اسی قاعدے سے کبھی گفتید کو قافئے میں گفتیت بھی باندھ دیتے ہیں (کہا تم نے) -

۲ - ج - جیسے گرد - گرج (گرجستانی آدمی - بزگند بزغنج (پوست پستہ) -

۳ - ذال سے - کہ تعریب میں دال والے لفظ کو ذال سے بدل کر بولتے ہیں - جیسے آستاد - آستاذ - نبید سے نبیذ -

۴ - گ سے - جیسے دروغ - گروغ - پرند سے پرنگ - گلند - کلنگ - (کدال) -

۵ - ل سے - جیسے داے - لاے (گارا) -

۶ - ن سے - جیسے گزیدہ - گزینہ - نمودہ - نمونہ - چیدہ - چینہ -

۷ - ہ سے - جیسے تبرزد - تبرزہ - انگوزد - انگوزہ -

۸ - ی سے - جیسے آذر آبادگاں - آذر آباے گاں -

۹ - زائد - جیسے برہمن - برہمند - ہرمز - ہرمزد - نارون - ناروند -

۱۰ - چ - ز - ش - واو سے بدلتا ہے - مگر الفاظ متعارف نہیں - دو لفظوں کے ملنے سے د - ت جمع ہو جاویں - تو د حذف ہو جاتی ہے - جیسے بد تر - بتر -

ذال

فارسی میں آیا - لیکن اکثر آستادوں نے عربی کے جن لفظوں کے اخیر میں ذال ہے - انہیں دال والے لفظوں کے ساتھ قافیہ باندھا ہے - ماخوذ کو سود اور دود کے ساتھ اور نفاذ کو باد اور یاد کے ساتھ -

قاعدہ اس کا یہ رکھا ہے - کہ اگر اس سے پہلے حرف صحیح ساکن ہو - تو دال کہتے ہیں - اسی واسطے مردہ افسردہ - اژدر - تندر - اندر وغیرہ میں مہملہ ہے - اور حرف صحیح متحرک ہویا حرف علت ہو - تو ذال پڑھ سکتے ہیں - چنانچہ اسی واسطے موبد - گنبد ہیزد - بد کو ذال والے حرفوں کے قافئے میں لا سکتے ہیں - اور بود - دود کو نفوذ کے - اور شنید - خوید - خرید نبیذ کے - اور نہاد - بنیاد - باد - نفاذ کے یعنی ذال والے لفظوں کے قافئے ہو جاتے ہیں -

اس پر بھی بعض محقق آدر اور آذر دونو کو صحیح جانتے ہیں - میں نے ژند و پہلوی کی کئی کتابیں دیکھیں - کہ جرمن اور انگلینڈ میں ترجمہ ہوئی ہیں - ان میں ژند و پہلوی حروف کے ساتھ حروف متعارفۂ عربی و فارسی کا مقابلہ بھی کیا ہے - چنانچہ ذ اور ض مطلق نہیں -

یہ بھی یاد رکھو - کہ اب رسم الخط میں گذشتن (گزرنا) اور گذاشتن (چھوڑنا) ذال سے - اور گزاردن (ادا کردن) ز سے لکھتے ہیں - اور بعضے گزاشتن بھی ز ہی سے لکھتے ہیں -

ر

۱ - مبادلہ ج سے - جیسے تیر سے تیج -

۲ - ش سے - جیسے انگاردن - انگاشتن -

۳ - غ سے - جیسے کنار - کناغ (کنارہ) -

۴ - ل سے - جیسے چنار - چنال - سوفار - سوفال - نیلوفر - نیلوفل - اروند - الوند - پاردم - پالدم - خوار - خوال -

۵ - ن سے - جیسے آستوار - آستوان - تار - تان (دیکھو

تم بھی ہندی میں تانا کہتے ہو) ۔

۶ - زائد بھی آتی ہے - جیسے شنا - شنار - (تیرنا) - کابک - کاوک اور کاورک سے کارک (جس میں پرند جانوروں کو رکھتے ہیں) ۔

۷ - کبھی آخر میں زائد آ کر نسبت کے معنی بھی پیدا کرتی ہے - انگشت سے انگشتر ۔

۸ - گ - واؤ - ہ سے بھی بدلتی ہے - مگر الفاظ متعارف نہیں ۔

ز

۱ - مبادلہ ج سے - جیسے ارز - ارج (اسی سے ہے ارجمند) - روز - روج - سوز - سوج - پوزش - پوجش - آویز - آویج ۔

۲ - چ سے - جیسے پزشک - پچشک ۔

۳ - س سے - جیسے ایاز - ایاس - پرواز - پرواس - آنکز - آنکس (ہاتھی کا ہولا) - ہرمز - ہرمس ۔

۴ - ش سے - جیسے زلوک - شلوک (جونک) - مریز - مریش (ریختن سے نہی حاضر ہے) - تیزہ - تیشہ - زگال - شگال - (کوئلا) ۔

۵ - غ سے - جیسے گریز - گریغ - آمیز - آمیغ - فروز - فروغ - انباز - انباغ - (سوکن) ۔

۶ - ک سے - جیسے مزیدن - مکیدن ۔

۷ - ہ سے - جیسے کوز پشت - کوہ پشت ۔

۸ - ی سے جیسے آواز - آوائے ۔

۹ - زائد بھی آتی ہے - جیسے ترب - تربز (مولی) - کشاور - کشاورز - کہ اصل میں کشت آور ہے - یا اصلی ہی ہو اور اصل کشت ورز ہو ۔

۱۰ - م سے بدلتی ہے - مگر اس کے لیے متعارف الفاظ نہیں ملتے ۔

ژ

خاص فارسی کا حرف ہے - فردوسی اور اس کے ہمعصر کبھی کبھی اس پر تشدید بھی لاتے ہیں - اور کژی کو کژّ نظم کرتے تھے ۔

۱ - بدل ج سے - جیسے کژ - کج - کژک - کجک (ہاتھی کا آنکس) - اور نژند - نجند - منیژہ - منیجہ - فاژہ - فاجہ - باژ - باج - مژگاں - مجگاں - لاژورد - لاجورد - ژولیدہ - جولیدہ ۔

۲ - ز سے - مثلاً ژند - زند - مژد - مزد - مژدہ - مزدہ ۔

۳ - ش سے - جیسے باژگونہ - باشگونہ - دژ - دش - (برا - بھونڈا - یہی لفظ سنسکرت میں دشٹ (   ) ہے ۔

۴ - س سے بھی بدلتی ہے - مگر لفظ غیر مانوس ہیں ۔

س

لفظ بسد کے سوا فارسی میں اس پر کہیں تشدید نہیں آتی ۔

۱ - مبادلہ چ سے - جیسے خروس - خروچ - باغسہ - باغچہ ۔

۲ - د سے - جیسے پاس سے پاد (اسی سے پادشاہ ہے) ۔

۳ - ژ سے - جیسے آنکس سے آنکژ ۔

۴ - ش سے - جیسے کستی - کشتی - کستن بمعنئے کوفتن ہے - پہلوانی میں بھی کوٹنا ہوتا ہے - کیونکہ آپس میں ٹھوکتے اور پیٹتے ہیں - اس لیے عمل مذکور کا نام کستی ہوا - پھر کشتی ہوگیا - اور فرستہ سے فرشتہ (فرستادۂ خدا) ۔

۵ - ص سے - جیسے سپاہاں - صفاہاں - شست سے شصت - سد - صد ۔

۶ - ف سے - جیسے چست سے چفت (ٹھیک پھنسا ہوا کپڑا یا ڈاٹ) ۔

۷ - ہ سے - جیسے خروس - خروہ - آماس - آماہ ۔

۸ - ج - ل - د سے بھی بولتا ہے - مگر مثالیہ لفظ غیر مانوس ہیں ۔

ش

لفظ پشه کے سوا فارسی میں اس پر کہیں تشدید نہیں آتی - تبدیلی اس طرح ہوتی ہے -

۱ - ت سے - جیسے رخش - رخت - بخش - بخت -

۲ - ج سے - دیکھو فصل ج و چ -

۳ - چ سے - جیسے پاشاں - پاچاں (بکھرا ہؤا) -

۴ - س سے - جیسے شارک - سارک -

۵ - ل سے - جیسے اسپگوش - اسپگول (پھر اسپغول ہوگیا) -

۶ - ہ سے - جیسے گزارش - گزارہ (تعبیر خواب) - غرنبش - غرنبه (غل غپاڑا) -

۷ - زائد - جیسے آبخور سے آبش خور -

ص - ض - ط - ظ - ع

یہ حرف فارسی میں نہیں آتے - مگر اکثر فارسی کے لفظ ہیں - کہ اب انہیں حرفوں سے لکھے جاتے ہیں - صد - شصت - طراز - طپیدن - طلا - طپانچه - طشت - طارم - یہ سب اصل میں س اور ت سے ہیں - البتہ کہیں کہیں ع کو ہ سے بدلا ہے - مثلاً لعبت سے لہفت (پتلی) - عفعف سے ہفہف - (بھونکنا) - طلایه عربی سے لیا ہے - کہ وہاں طلایع جمع طلیعه کی ہے - پھر اسی جمع کو بمعنئے واحد لینے لگے - بکٹ کو کہتے ہیں -

غ

اگرچه بہت سے فارسی لفظوں میں آتا ہے - مگر کچھ شک نہیں - کہ اصل فارسی کا حرف نہیں ہے - جس طرح عرب اور ترک نے سلطنت پر قبضه کر لیا - اسی طرح اس حرف نے زبان میں دخل کر لیا - اصل میں گ ہوگا -

اکثر اہل زبان اپنے محاورے میں غ کو ق بولتے ہیں - اور یہ امر ایسا شائع ہؤا ہے - کہ اکثر لفظوں کی اصلیت اندھیرے میں جا پڑی ہے - نہیں معلوم ہوتا - کہ یہ لفظ ترکی اور اصل میں ق تھا یا غ کہ اس صورت میں لفظ فارسی بھی ہو سکتا ہے -

۱ - مبادله ج سے - جیسے انباغ - انباج (سوکن) -

۲ - خ سے - جیسے چرغ - چرخ (ایک شکاری پرند ہے) -

۳ - ز سے - جیسے دروغ - دروز -

۴ - ہ سے - جیسے اسپرغم سے اسپرھم -

۵ - زائد - جیسے شب چرا کو شب چراغ کہ دیتے ہیں - گیا (گیاہ) - گیاغ -

۶ - م - د سے بھی بدلتا ہے - مثالوں کے لفظ غیر مانوس ہیں -

ف

۱ - مبادله پ سے - جیسے جاماسف - جاماسپ - فرستوک - پرستوک - تف - تپ - فام - پام - اسفہاں - اسپہاں -

۲ - خ سے - جیسے زاف - ناخ (یہی سنسکرت میں نابھ ہے) -

۳ - ک سے - جیسے فلاوہ - کلاوہ -

۴ - و سے جیسے فام - وام - شنفتن - شنودن - افگندن - اوگندن - افگار - اوگار -

۵ - ہ سے - جیسے تف و تفو سے ته - تهو - کلمۂ نفریں -

۶ - ی سے - جیسے شنفتن - شنیدن -

۷ - غ سے بھی بدلتی ہے - مگر مثال غیر مشہور ہے -

ق

فارسی میں نہیں آتا - ایران میں عرب اور ترک بہت آگئے - اور لہجے میں ایسا اختلاف پڑا - کہ غ اور ق کا تلفظ بالکل خلط ملط ہوگیا - اس کے علاوہ ہزاروں لفظ ترکی کے ایسے مل گئے کہ معلوم نہیں کون لفظ ترکی ہے - اور کون فارسی ہے - کس میں ق اصلی ہے - اور کس میں بدل گیا ہے - بہر حال اکثر لفظ ہیں - کہ اصلی

لفظ آن کے اور تھے - اب ق سے لکھنے کا رواج ہو گیا ہے - مثلاً غالیچہ سے قالیچہ - تاخ و تاغ سے تاق - اپاغ سے اپاق - آروغ سے آروق - کباد سے قباد - خانگاہ - خانقاہ - تریاک - تریاق - اندلک - اندلق - پستہ - فستق - (یہ معرب ہے) - سراپردہ - سرادق - بورہ - بورق - تابہ - طابق - قند معرب کند کا ہے (دیکھنا - کند ہی ہندوستان کی کھنڈ - کھانڈ ہے) -

ک

اس پر کہیں کہیں تشدید آ جاتی ہے - جیسے یکہ -

۱ - مبادلہ خ سے - جیسے شاماکچہ - شاماخچہ -

۲ - غ سے - جیسے زکال - زغال -

۳ - ل سے - جیسے کوچ - لوچ - (بھینگا) -

۴ - واؤ سے - جیسے پوپک - پوپو -

۵ - ہ سے - جیسے تارک - تارہ (مانگ) - چکاوک - چکاوہ (اگن) -

۶ - زائد بھی آتا ہے - جیسے بالش - بالشک - برنا - برناک - زلو - زلوک - (جونک) - پرستو - پرستوک - شار - شارک (مینا) -

۷ - م سے بھی بدلتا ہے - مگر مثالوں کے لفظ غیر مشہور ہیں -

گ (کاف فارسی)

خاص فارسی کا حرف ہے - اہل عرب ج سے بدل کر بولتے ہیں - مثلاً گوہر سے جوہر - نارنگ - نارنج - فرنگ - فرنج

۱ - فارسی میں ن اس سے پہلے ہو - تو بعض کے نزدیک غنہ ہے - مثلاً چنگ - رنگ - سنگ - جنگ وغیرہ -

۲ اکثر لفظ ہیں - کہ اہل فارس گ سے اور ترکستانی ک سے پڑھتے ہیں - مثلاً گشاد کو کشاد - چنگ کو چنک - خوگ کو خوک -

۳ - مبادلہ اس کا الف سے - جیسے گستاخ سے آستاخ -

۴ - ب سے - جیسے گلغونہ - بلغونہ - (گلگونہ) -

۵ - ج سے جیسے گوال - جوال - (غلہ لادنے کی گون یعنی چھٹ) -

۶ - د سے - جیسے پرگار سے پردال (اس میں ر بھی ل سے بدل گئی ہے) - اورنگ - اورند -

۷ - غ سے - جیسے گلیواج - غلیواج - لگام - لغام - گلولہ - غلولہ -

۸ - و سے - جیسے گل - ول - گلگونہ - ولغونہ - گراز - وراز -

۹ - ی سے - جیسے اسپگوش سے اسپیوش (اسپغول) - آذرگون - آذریون - گلگون - گیون -

۱۰ - زائد - جیسے شن سے شنگ (شوخ) -

ل

فارسی میں اکثر تشدید قبول کرتا ہے - مثلاً کلہ - گلہ - چلہ - پلہ -

۱ - مبادلہ ر سے - جیسے الوند سے اروند (ایک پہاڑ کا نام ہے - اور معنی اس کے سرخ رنگ والا ہے - لالہ کی کثرت سے لال رہتا ہے - اس لئے یہ نام پایا ہے) اسی طرح سول سور - زلو - زرو -

م

کبھی کبھی تشدید قبول کر لیتا ہے - مثلاً آمید - خم - سم نظم میں -

۱ - مبادلہ غ سے - جیسے پیمان و پیمانہ سے پیغان و پیغانہ -

۲ - ن سے جیسے کجیم - کجین (گھوڑے کی پاکھر) - بام - بان (کوٹھا) -

۳ - ہ سے جیسے تارم - تارہ (انگور کی وابست اور ٹٹیاں) -

۴ - زائد - جیسے ازبر - ازبرم - چرا - چرام (چرنا) -

۵ - حذف بھی ہوتا ہے - جیسے آہرمن سے آہرن -

دو لفظوں کے ملنے سے دو میم جمع ہو جائیں - تو ایک کا حذف جائز ہے- مثلا نیم من- نیمن- بادام مغز- بادامغز-اس اجتماع میں اضافت یا صفت کا کسرہ درمیان ہو- تو حذف جائز نہیں - مثلاً جام مے - دام ماہی - بام مرتفع وغیرہ -

۶ - خ و ف سے بھی بدلتا ہے - مگر الفاظ نامانوس ہیں -

ن

چند حرفوں سے پہلے ساکن واقع ہو- تو بعض کی رائے میں غنہ ہوتا ہے :-

۱ - ب سے پہلے غنہ بلکہ میم کی آواز دیتا ہے - مثلاً سنبل - دنبل - انبار -

۲ - ج سے پہلے بھی غنے کی اواز دیتا ہے - مثلاً رنج - گنج - ترنج - ہنجار - انجیر - زنجیر -

۳ - دال سے پہلے - مثلاً بند- جند-

۴ - گ سے پہلے - مثلاً سنگ - رنگ - جنگ -

۵ - حروف مدہ کے بعد - مثلاً جاں - ناں - خوں - شگوں - چیں - کیں - وغیرہ -

حروف مفصلۂ ذیل سے اس کا مبادلہ ہوتا ہے :-

۱ - ل سے- جیسے نیلوفر- لیلوفر - چندن - چندل -

۲ م سے - جیسے رازیان - رازیام (سونف) دژم - دژن -

۳ - ہ سے - جیسے کران - کراہ- چوناں- چوناہ (مانند)

۴ - زائدہ - جیسے ہمگاں - ہمگناں- پاداش - پاداشن - گزارش- گزارشن-رس- رسن- نستر- نسترن -

۵ - بعض لوگ کہتے ہیں- کہ ماضی سب صیغوں کی اصل ہے- اسی میں مصدری معنی بھی ہیں - چنانچہ جب خاص یہ معنی مراد ہوں - تو اس کی علامت کے لئے ن زیادہ کیا گیا ہے- عوام اس مرکب کو مصدر سمجھنے لگے -

۶ - اگر کسی کلمے میں نگ یا نب ہو- تو م سے بدل لیتے ہیں - جیسے گلبانگ سے گلبام - اور سنب سے سم - اور دنب سے دم - خنب سے خم یہی سنسکرت میں ہے- ہندی کھنبہ - انبرود سے امرود-

واو

بعض کلموں میں دو واؤ پڑھے جاتے ہیں - مگر لکھنے میں ایک ہی آتا ہے - جیسے طاؤس - کاؤس - واو معدولہ ہمیشہ خ کے بعد آتا ہے - اور فقط لکھا جاتا ہے - پڑھنے میں آدھی زیر آدھی پیش معلوم ہوتی ہے - اس وقت اس کے بعد ا - د - ر - ز - س - ش - ن - ہ - ی - میں سے کوئی حرف ضرور ہوتا ہے - مثلاً خواب - خواجہ - خوارزم -

د - جیسے خود -

ر - جیسے خور - خورد - خورشید -

ز- جیسے خوزم (ابر) -

س - جیسے آب خوست -

ش جیسے خوش -

ن - جیسے آخوند-

ہ - جیسے خوہلہ - خوہل -

یاے معروف ہو - تو پیش مائل بہ کسرہ یا کسرہ پڑھتے ہیں - مثلاً خویش - خوید - اور کبھی خوید کو بوزن عید بھی پڑھتے ہیں (گیہوں کی کچھ کھیتی جو گھوڑوں کو کھلاتے ہیں) - یاے مجہول میں وہی ادھی پیش- آدھی زیر- مثلاً خوی- خوے - خویگیر- مگر یہ بھی یاد رکھو- کہ ان کا قافیہ حرف مفتوحہ کے ساتھ آتا ہے- چنانچۂ خور کا قافیہ زر اور خوش کا قافیہ دلکش آئیگا -

بعض الفاظ مثلاً خرم- خورشید- خوردہ وغیرہ با واو اور بے واو دونو طرح لکھنے جائز ہیں -

واو حرف مفصلۂ ذیل سے بدل ہوتا ہے -

۱ - الف - مثلاً فروع سے فراغ (روشنی)- کوس سے کاس (نقارہ) -

۲ - ب سے - جیسے نوشتن - نبشتن - نوید - نبید -

۳ - پ سے - جیسے وام - پام -

۴ - د سے - جیسے کالیوہ - کالیدہ -

۵ - ش سے - جیسے خدیو - خدیش (خداوند) -

۶ - ف سے جیسے - یاوہ - یافہ - کلاوہ - کلافہ -

۷ - م سے - جیسے مویز - ممیز -

۸ - ی سے - جیسے آنگوز - انگیز - ہوز - ہیز (ہیجڑا) -

۹ - زائد بھی آتا ہے - جیسے برومند - تنومند - ہشیار - ہشیوار - دیکھو حرف معانی میں واو کا بیان -

۱۰ - حذف بھی ہو جاتا ہے - جیسے ہموار سے ہمارہ -

ہ

اس کی دو قسمیں ہیں - ملفوظی و مختفی -

ہائے ملفوظی - جیسے ہراس ہموار - کلاہ - پناہ - چاہ - ماہ - کوہ - ستوہ - انبوہ وغیرہ -

---

Muhammad Ashraf Roll no 639

محمد اشرف رول نمبر ۶۳۹